بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

کلید جنت

تصنیف لطیف
سلطان العارفین حضرت سلطان باھو

مترجم
ڈاکٹر کے بی نسیم

حضرت سلطان باھو اکیڈمی

هُوْ

اَللّٰهُ

مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ اَجْمَعِیْنَ ط

باب اوّل

امابعد میگوید ضعیف نحیف مصنّف تلمیذ الرحمٰن سروری قادری بندہ باھُوؒ ولد بازیدؒ عرف اعوان ساکن قرب جوار قلعہ شورکوٹ این کتاب را کلید جنّت نام نہادہ شد۔ در فضیلت خواندن این کتاب و عمل نمودن برآن ۔اگر کسی را نفس سرکش و سرہوا موافق ابلیس و مخالف خدا باشد و ہیچ علاج از گناہان بازگشت نہ خورد ہرگز بامراجعت متوجہ خدا نشود و دل مُردہ از غایت غفلت در قید شیطان باشد زندہ نشود۔ و تاثیر اسم اللہ در قلب پیدا نیاید و غریب مظلوم عاجز، پریشان محتاج ہلاک از روزگار دنیا مستحق کثیر العیال سقیم الاحوال طاقت و قوت ندارد و در فقر و فاقہ میگذارد۔ آنرا میباید کہ این کتاب گنج دین است۔ ہر یک گنج ظاہری و باطنی میکند معلوم و خلق خادم و او مخدوم۔ ازین ہر یک مطالب کلّی دریابد جمیع خزائن اللہ در دست آرد۔ و علم تصوف دقیق از طریق تحقیق میکشاید۔

ہر کہ این کتاب را در مطالعہ دارد و برآن عمل کند، عارف باللہ و صاحب توفیق شود و ہمیشہ در حضور پرنور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مشرف باشد و ارواح جمیع انبیاء و اولیاء اللہ با و ملاقات کنند و ہیچ چیز پیدا و پنہان از و پوشیدہ و مخفی نماند۔ و این طریقہ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عطا اللہ فیض فضل اللہ از طریق تحقیق این کتاب صاحب ابتدا، در معرفت خدا تمام است۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے سزاوار ہیں جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے اور عاقبت کا نیک انجام متقی لوگوں کے لیے ہے اور درود و سلام ہو اللہ تعالیٰ کے رسول محمدؐ پر اور آپؐ کی تمام آل پر اور تمام اصحاب پر اور تمام اہل بیت پر۔

لیکن اس کے بعد ضعیف و نحیف مصنّف تلمیذ الرحمٰن سروری قادری بندہ باھُوؒ ولد بازیدؒ عرف اعوان ساکن قرب و جوار قلعہ شورکوٹ ارشاد فرماتے ہیں کہ اس کتاب کے پڑھنے کی فضیلت اور اس پر عمل کرنے کی بنا پر اس کتاب کا نام "کلید جنت" رکھا گیا۔

اگر کسی کا نفس سرکش اور ہوا و ہوس سے بھرا شیطان کے موافق اور خدا کے مخالف ہو اور گناہوں کا علاج کرنے کے باوجود کسی طرح بھی گناہوں سے باز نہ آتا ہو اور خدا کی طرف ہرگز متوجہ نہ ہوتا ہو اور اس کا دل غفلت کی کثرت کے سبب مُردہ ہو کر شیطان کی قید میں آ گیا ہو۔ زندہ نہ ہوتا ہو۔ اور اسم اللہ ذات کی تاثیر دل میں پیدا نہ ہوتی ہو اور غریب مظلوم عاجز، پریشان اور محتاج ہو، دنیا اور زمانے سے تنگ آ گیا ہو، کثیر العیال، مفلس احوال ہو۔ طاقت و قوت نہ رکھتا ہو۔ اور فقر و فاقہ میں زندگی کے دن کاٹتا ہو، تو اسے چاہیے کہ اس کتاب کا مطالعہ کرے، کیونکہ یہ کتاب دین کا خزانہ ہے۔ اس سے ظاہری اور باطنی ہر ایک خزانہ معلوم ہو سکتا ہے۔ خلقت اس کی خادم بن جاتی ہے اور وہ مخدوم بن جاتا ہے۔ اس کے مطالعہ سے ہر قسم کے کلّی مطالب حاصل ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے تمام خزانے ہاتھ آتے ہیں اور تصوف کا دقیق علم تحقیق کے طریق سے اس پر منکشف ہوتا ہے۔

جو شخص اس کتاب کا مطالعہ کرے گا۔ اور اس پر عمل کرے گا، وہ عارف باللہ اور صاحب توفیق ہو جائے گا اور وہ ہمیشہ پُرنور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری سے مشرف ہوگا اور تمام اولیاء اور انبیاء کی روحیں اس سے ملاقات کریں گی۔ اور ظاہر اور پوشیدہ کوئی چیز اس سے پوشیدہ اور مخفی نہیں رہے گی۔

یہ طریقہ (خاص طریقہ) محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و عطا سے اس کتاب کی ابتدا کرنے والا اور اس پر عمل کرنے والا، تحقیقی طریق سے معرفت الٰہی میں مکمل ہو جاتا ہے۔

ہر کہ بخواند عالم فاضل صاحب تفسیر ازین کتاب چہار علم دریابد۔ علم کیمیا، و علم اکسیر و علم دعوت تکسیر و علم ذکر اللہ رد تفہیم و علم استغراق باتاثیر صاحب نظر بر نفس امیر

این کتاب محک است از برای مریدان صدیق و طالبان تحقیق و عارفان تصدیق و واصلان بحق رفیق و علمایان باتوفیق و فقیران فنافی اللہ غرق بہ وحدانیت دریای عمیق۔ ہر کہ این کتاب اسم اعظم گنج بی رنج نیافت، سوال بر گردن او وبال برین و تصرف از علم است کسی را کہ عقل و دانش و شعور تمام است کہ این کتاب بحکم اللہ و بہ نظر رحمت اللہ مرقوم منظور و باجازت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رقم حضور شدہ۔

سالک را باید کہ اول مرشد کامل بعلم و صاحب شریعت واقف طریقت قادری سروری باشد۔ از و دست بیعت کردہ در سلوک در آید کہ ہر طریقہ را انتہا با ابتداء قادری نرسد اگرچہ بریاضت سر بسنگ زند۔ مرشد قادری جامع است۔ مجمل ظاہر و باطن باشتغال ذکر فکر است۔ و در طریقہ قادری ظاہری و باطنی قرب معرفت اللہ و حضور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم با وصال است۔

المطلب آنکہ در عین حیات از کفر و شرک نجات عارف باللہ متبرکات حضرت سبحانی محبوب ربانی دستگیر حضرت شاہ محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز پنج ہزار طالبان و مریدان خود را ہمیشہ و ہر روز فیض میدادند۔ سہ ہزار در معرفت نور غرق بمشاہدہ وحدانیت اِلَّا اللّٰہُ میبردند۔ و ہر سہ ہزار بمراتب اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ رسانیدند و دو ہزار داخل مشرف محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میبردند۔ این چنین سالک سلوک حضوری بتوجہ باطنی حاضر است اسم اللہ ذات و کلمہ طیبات ذوق سخاوت تصور تصرف در طریقہ قادری از یکدیگر تا قیامت باز ماند۔ مثل روشنی آفتاب طلوع تابش ہر دو جہان

[1] نقل از مرغوب القلوب۔

ہر عالم فاضل صاحب تفسیر قادری کو اس کتاب سے چار علم معلوم ہوتے ہیں علم کیمیا، علم اکسیر، علم دعوت تکسیر، علم ذکر اللہ اور علم استغراق باتاثیر۔ ان سے انسان صاحب نظر ہو جاتا ہے اور نفس پر حاکم ہو جاتا ہے۔

یہ کتاب سچے مریدوں، حقیقی طالبوں، سچے عارفوں، حق کے رفیق واصلوں، باتوفیق عالموں اور فنافی اللہ اور گہرے سمندر میں غرق فی الواحدانیت فقیروں کے لیے کسوٹی ہے۔ جس شخص کو اس کتاب سے اسم اعظم کا گنج بے رنج حاصل نہ ہوا، اس کی گردن پر سوال و وبال ہے۔ جس شخص میں عقل، دانش اور پورا پورا شعور ہے اسے اس کے علم سے تصرف حاصل ہو جاتا ہے کیونکہ یہ کتاب اللہ تعالیٰ کے حکم سے لکھی گئی ہے اور اس کی نظر رحمت کی منظور شدہ ہے اور جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجازت سے قلمبند کی گئی ہے۔

سالک کو چاہیے کہ پہلے کسی ایسے کامل عالم اور صاحب شریعت کا مرید بنے، جو قادری سروری طریق سے بخوبی واقف ہو اور اس کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلوک میں داخل ہوا ہو، کیونکہ ہر ایک طریقہ کی انتہا، قادری طریق کی ابتدا کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتی، خواہ وہ ساری عمر ریاضت میں سر پتھر پر مارتا رہے۔ اس واسطے کہ قادری مرشد ظاہر و باطن کا مجمل جامع ہوتا ہے، جو ہر وقت ذکر فکر میں مشغول رہتا ہے۔ قادری طریق میں ظاہر و باطن میں معرفت و قرب باطنی اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری اور وصال حاصل ہوتا ہے۔

مطلب یہ کہ محبوب ربانی، قطب سبحانی، عارف باللہ حضرت شاہ محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی دستگیر قدس سرہ العزیز اپنی کفر و شرک سے پاک زندگی کے دوران اپنے پانچ ہزار طالبوں اور مریدوں کو ہمیشہ ہر روز فیض پہنچایا کرتے تھے۔ ان میں سے تین ہزار کو نور معرفت میں مستغرق کر کے اِلَّا اللّٰہُ کے مشاہدہ وحدانیت تک پہنچایا کرتے تھے۔

اور تین ہزار جب فقر انتہا کو پہنچتا ہے، تو وہی اللہ ہوتا ہے، کے مرتبہ پر پہنچایا کرتے تھے۔ اور باقی دو ہزار کو مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں داخل کیا کرتے تھے۔ قادری طریق میں اس قسم کا حضوری سالک و سلوک باطنی توجہ سے اسم اللہ ذات اور کلمہ طیبہ کے تصور و تصرف کے ذوق سخاوت سے سلسلہ بہ سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا۔ اور جس طرح سورج کی روشنی سے جہان روشن ہوتا ہے، اسی طرح اس طریق کے فیض سے دونوں جہان واضح اور روشن رہیں گے۔

واضح وفیض برمیگیرند سه

ابیات

باہُوؔ این گنج کیمیا مفلس رانمود — ہر کرا عقل است حاصل کرد زود
اسم اعظم انتہا باہُوؔ بود — ورد باہُوؔ روز و شب یا ہُو بود
کورِ چشم کی بہ بیند آفتاب — کور را از آفتاب است صد حجاب

بدانکہ قادری را فتح از طریقۂ قادری است۔ اگر قادری بطریقۂ دیگر رجوع آرد و خلاص طلبد، اہل گمراہ بی برکت و مراتب اُو سلب شود۔ امّا سالک را مرشد گرفتن ضرورت است۔ شغلی کہ بغیر مرشد کند، طالب اللہ را ہیچ فائدہ و نتیجہ نہ دہد۔ و بمقام و بمنزل نرساند۔

قولہٗ تعالیٰ
یَآاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْٓا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ[1]

و در حدیث آمدہ است۔
اَلرَّفِیْقُ ثُمَّ الطَّرِیْقُ[2]

اگر مرشد کامل قادری پیدا نشود، لازم است کہ این کتاب را ہر روز در مطالعہ دارد و با اخلاص خواند و یقین صادق آرد کہ آن را مجلس نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دست دہد۔ سرّ اسرار الٰہی بر اُو کشف گردد، از و ہیچ چیز آنچہ فی السّمٰوٰت والارض است، مخفی و پوشیدہ نماند۔ خوانندۂ این کتاب عارف الحق راہنمای خلق شود۔ ہر کہ محتاج باشد، این مرقوم را خواند و تکرار نماید اولیاء اللہ لایحتاج گردد۔ اگر مفلس خواند، غنی گردد و اگر پریشان خواند، صاحب جمعیت گردد۔ ہر کہ این کتاب را ابتداء و انتہاء داند، آن را احتیاج

[1] سورۂ مائدہ ۵:۳۵ [2] الحدیث

ابیات

(حضرت) سلطان باہُوؒ نے کیمیا کا یہ خزانہ مفلس کو دکھا دیا ہے۔ جو شخص کہ عقلمند ہے، وہ اُسے جلد حاصل کر لیتا ہے۔

اسم اعظم کی برکت سے آخر (انسان) واصل باللہ ہو جاتا ہے۔ (اس لیے) سلطان باہُوؒ دن رات یاہُو کا ورد کرتا ہے۔

آنکھ کا اندھا سورج کو (بھلا) کب دیکھ سکتا ہے؟ سورج دیکھنے کے لیے اندھے کی راہ میں سینکڑوں پردے حائل ہیں۔

(اے طالب صادق!) اچھی طرح جان لے کہ قادری کو صرف قادری طریق سے کشائش ہوتی ہے۔ اگر قادری طریق والا کسی اور طریق کی طرف رجوع کرے اور خلاصی چاہے، تو وہ ہمیشہ اہل گمراہ اور بے برکت لوگوں میں شمار ہوگا اور اس کے مراتب سلب ہو جائیں گے۔ لیکن سالک کے لیے مرشد پکڑنا ضروری ہے۔ اگر طالب اللہ مرشد کے بغیر کوئی عمل کرے گا، تو اُسے کچھ فائدہ حاصل نہ ہوگا اور اس کا نتیجہ کچھ بھی نہیں نکلے گا۔ ایسا شغل اس کو کسی منزل یا مقام پر نہیں پہنچائے گا۔

ارشادِ خداوندی ہے:۔
"اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اسکی طرف جانے کیلئے وسیلہ ڈھونڈو۔"
اور حدیث میں آیا ہے:
"پہلے رفیق راہ کی تلاش کرو جب وہ مل جائے، تو پھر راستہ چلنا شروع کرو۔"

اگر قادری مُرشد کامل نہ مل سکے، تو لازم ہے کہ ہر روز اس کتاب کا مطالعہ کرے اور نہایت اخلاص سے پڑھے اور اس پر یقین صادق کرے، کیونکہ ایسا کرنے سے اُسے مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری نصیب ہوگی۔ سرّ اسرار الٰہی اس پر منکشف ہوں گے۔ اور زمین و آسمان میں جو کچھ بھی ہے، اس سے مخفی و پوشیدہ نہیں رہے گا۔ اس کتاب کا مطالعہ کرنے والا خداشناس ہو جائے گا اور خلقت کی رہنمائی کرے گا۔ جو کوئی محتاج ہوگا وہ اس کے مطالعہ اور بار بار پڑھنے سے لایحتاج ولی اللہ ہو جائے گا۔ اگر کوئی مفلس پڑھتا ہے، تو غنی ہو جائے گا۔ اور اگر پریشان حال پڑھتا ہے، تو صاحب جمعیت ہو جائے گا۔ جو شخص اس کتاب کے شروع سے

دست بیعت مرشد ظاہر نماند۔ اگر صاحب رجعت خواند، از رجعت خلاص شود۔ اگر مردہ دل خواند، زندہ دل گردد۔ و اگر جاہل خواند، بعلم علوم کشف احوالات حی قیوم رسد۔ حقیقت ماضی و حال و مستقبل معلوم گردد۔

ابیات

اصل یقین است یقین مصطفیٰؐ — اصل یقین است یقین مرتضیٰؓ
اصل یقین است یقین گر شود — کار تو از ہفت فلک بگذرد
اصل یقین است یقین یار کن — محرم اسرار شو بکن ز کن

المطلب آنکہ مرشد کامل را باید کہ طالب اللہ را اوّل بشروع اسم اللہ ذات بمرتبۂ نور فی اللہ مشرف دیدار حضور رساند کہ طالب اللہ را احتیاج ریاضت خلوت چلہ نماند۔ اہل حضور لایحتاج را چہ احتیاج است کہ ورد وظائف دعوات خواند۔ آدمی از قید نفس و شیطان ہرگز خلاص نشود و از دنیا دل سرد نگردد تا آنکہ مرشد کامل نگیرد و باسم اللہ ذات متبرکات مشغول نگردد۔ و از تصور اسم اللہ ذات ذکر غرق ربوبیت نور کشاید طالب اللہ را ہر مطلب از نور حضور نماید۔ ظاہر و باطن لوح محفوظ در لوح ضمیر در آید۔ از حاضرات تصور کلمہ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذکر پاکی برجید کشاید طالب اللہ را در ہر دو جہان بہرہ بخشد بطلب بہرہ ور نماید۔ مرشد کامل طالب صادق را ازین ہفت کلید ہفت قفل حاضرات میکشاید بر یکقدم طالبان را مطلب و مقصود ہر دو جہان نماید۔ آنچہ تصرف ظاہری و باطنی، تصرف ازلی، تصرف ابدی، تصرف دنیا، تصرف عقبیٰ، تصرف غرق فنا فی اللہ مولیٰ و تصرف توحید معرفت از مراتب قرب اعلیٰ و اولیٰ۔ این چنین راز بی ریاضت گنج بیرنج مرشد قادری سروری کامل مکمل جامع مجموعۃ الفضل میدہاند۔

آخیر تک کے مضامین سے واقف ہو جائے، اسے کسی ظاہری مرشد کا مرید ہونے کی ضرورت نہیں رہتی۔ اگر صاحبِ رجعت پڑھے، تو وہ رجعت سے خلاصی پا جائے۔ اگر مردہ دل پڑھے، تو وہ زندہ دل ہو جائے اور اگر جاہل پڑھے، تو حی و قیوم کے کشف احوال کے علم علوم تک جا پہنچے اور اسے ماضی، حال اور مستقبل کی حقیقت معلوم ہو جائے۔

ابیات

یقین مصطفےٰؐ اصل یقین ہے اور یقین مرتضیٰؓ اصل یقین ہے۔
اصل یقین ہے، اگر یقین حاصل ہو جائے تو تیرا کام ساتوں آسمانوں سے بڑھ جائے۔
اصلی چیز یقین ہے، تو یقین کو اپنا یار بنا لے۔ (اس طرح) محرم اسرار ہو کر کُنْ سے فَیَکُوْنُ ہو جائے۔

مطلب یہ کہ مرشد کامل کو چاہیے کہ طالب اللہ کو اسم اللہ ذات شروع کراتے ہی نور فی اللہ کے مرتبے سے مشرف دیدار کر کے حضوری میں پہنچا دے، تاکہ طالب اللہ کو ریاضت، خلوت اور چلہ کی ضرورت نہ رہے۔ لایحتاج اہل حضور کو کیا ضرورت ہے کہ ورد وظائف یا دعوت پڑھے۔ انسان اس وقت تک نفس و شیطان کی قید سے رہا نہیں ہو سکتا اور دنیا سے اس کا دل سرد نہیں ہو سکتا، تاوقتیکہ کسی مرد کامل کو اپنا مرشد نہ بنائے اور اسم اللہ ذات میں مشغول نہ ہو جائے۔ اور اسم اللہ ذات کے تصور سے طالب اللہ ذکر نور ربوبیت میں غرق ہو جاتا ہے۔ اس نور حضور سے ہر مطلب اسے دکھائی دیتا ہے۔ ظاہر اور باطن طور پر وہ لوحِ محفوظ کا مطالعہ کر سکتا ہے۔ کلمہ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حاضرات تصور سے انسان پر ذکر پاک کھل جاتا ہے اور اس سے طالب اللہ دونوں جہان میں بہرہ ور ہوتا ہے اور اپنے مطلب سے مستفید ہوتا ہے۔ مرشد کامل طالب صادق کے لیے یکدم سات چابیوں سے ساتوں تالے کھول دیتا ہے اور طالبوں کو ایک ہی قدم پر ہر دو جہان کے مطلب و مقصود دکھلا دیتا ہے۔ ظاہری، باطنی، ازلی، ابدی، دنیاوی، اور اخروی تصرف، غرق فنا فی اللہ اور توحید معرفت کا تصرف اور تمام اعلیٰ اور ارفع قرب مراتب سے بہرہ ور کر دیتا ہے۔ اس قسم کے رازوں کا خزانہ بلا تکلیف و محنت و مشقت قادری سروری کامل اور مکمل مرشد جو تمام فضائل کا مجموعہ ہو، دلا سکتا ہے۔

بدان کہ اللہ تعالیٰ فقیران صاحب حاضرات اسم اللہ ذات را چنان قوت بخشیدہ است. اگر خواہند مؤکلان مشروحاً علم کیمیا یا آنکہ سنگ پارس کہ باآہن چسپاند، زر سرخ شود مؤکل از غیب الغیب از برکت اسم اعظم بدست آوردہ میدہند. لیکن فقیران فنافی اللہ دوام استغراق مع اللہ اند. ظاہر چنان دل غنی و در مجلس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بمرتبہ مؤکل و بمراتب دنیا و جانب کیمیا و سنگ پارس بگوشہ چشم نکرد، اگرچہ از فقر و فاقہ خون از جگر نوشد.

قولہٗ تعالیٰ :۔

وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا لَعْنَةً ۚ[1]

دانی کہ از حضرت پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصحابان و یاران پرسیدند کہ یا حضرت! کدام چیز بہتر است کہ بقرب اللہ تعالیٰ رساند فی الدنیا والآخرۃ؟ و یا حضرت! کدام چیز کہتر است کہ حضرت حق سبحانہٗ تعالیٰ شانہٗ بعد و دوری دہد فی الدنیا والآخرۃ و موجب ذلت. از زبان درخشان حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود کہ دوست دارید معرفت اللہ و فقر را کہ ازین ہر دو نعمت سرفرازی و فخر دارین است. نہ بینید سوی دنیا مگر بحقارت حقیر ازین کہ دنیا متاع شیطان است.

ای عزیز! آدمی را با عمال ظاہر دل طاہر نگردد و از نفاق بیرون نہ برآید تا آنکہ آتش مشق اسم اللہ ذات آن را نہ سوزد، دل از سیاہی و زنگار خلاص نگردد و بذکر خاص اخلاص نہ پذیرد. و بغیر از ذکر زندگی دل نشود و نفس ہرگز نمیرد، اگرچہ تمام عمر تلاوت قرآن کند و مسئلہ فقہ خواند یا آنکہ بہ بسیار زہد و ریاضت کوزہ پشت شود ہمچون موی باریک شود ہمچنان دل سیاہ ماند. بغیر از مشق تصور اسم اللہ ذات ہیچ فائدہ ندارد، اگرچہ بریاضت سر بسنگ زند. مشق اسم اللہ ذات کنندہ معشوق بی مشقت و محبوب بی محنت این مراتب مرغوب است.

اگرچہ شخصی زمین را طی کند و بزیر اقدام او شود نیم گام و ہمیشہ پنج وقت نماز در خانہ کعبہ

[1] سورۃ القصص، ۲۸ : ۴۲

(اے طالب صادق) جان لے کہ اللہ تعالیٰ نے ان فقیروں کو جنہیں اسم اللہ ذات کے حاضرات کا تصور حاصل ہے، ایسی قوت عطا فرما رکھی ہے کہ اگر وہ چاہیں تو مؤکل فرشتے اعلانیاً انہیں علم کیمیا سکھا دیں یا سنگ پارس جس کے چھونے سے لوہا بھی سونا ہو جاتا ہے، اسم اعظم کی برکت سے غیب الغیب سے لاکر انہیں دے دیتے ہیں۔ لیکن فنا فی اللہ فقیر ہمیشہ اللہ کی یاد میں محو رہتے ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں رہ کر ان کے دل ایسے غنی ہوتے ہیں کہ دنیاوی اور سماوی مراتب، علم کیمیا اور سنگ پارس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے، خواہ بظاہر وہ فقر و فاقہ کے مارے خون جگر ہی کیوں نہ پیتے ہوں۔

ارشاد خداوندی ہے :۔

"اور ہم نے اس دنیا میں لعنت اُن کے پیچھے لگا دی ہے۔"

(اے طالب حقیقی!) کیا تجھے معلوم ہے کہ ایک دفعہ صحابہ کرامؓ اور یاروںؓ نے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ یا حضرتؐ! وہ کونسی اچھی چیز ہے جس سے دنیا و آخرت میں قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے؟ اور یا حضرتؐ! وہ کونسی گھٹیا چیز ہے جو دنیا و آخرت میں حضرت حق سبحانہٗ تعالیٰ شانہٗ سے دور رکھتی ہے اور ذلت کا باعث بنتی ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان گوہر فشاں سے ارشاد ہوا کہ تم فقر اور معرفت الٰہی کو دوست رکھو کیونکہ ان دونوں نعمتوں سے دونوں جہان کا فخر اور سرفرازی حاصل ہوتی ہے۔ دنیا کو حقارت و تحقیر کی نگاہ سے دیکھنا چاہیے، کیونکہ یہ شیطانی مال و متاع ہے۔

اے عزیز! انسان کا دل ظاہری اعمال کے سبب پاک نہیں ہوتا۔ اور اس میں نفاق دور نہیں ہوتا، تاوقتیکہ اسم اللہ ذات کی مشق کی آگ اُسے جلا نہ دے۔ اور دل سے سیاہی اور زنگار دور نہیں ہوتے، تاوقتیکہ اُسے ذکر خاص سے اخلاص حاصل نہ ہو۔ اور ذکر کے بغیر دل زندہ نہیں ہو سکتا اور نفس ہرگز مر نہیں سکتا، خواہ ساری عمر قرآن شریف کی تلاوت کرتے رہیں اور فقہ کے مسائل پڑھتے رہیں اور خواہ زہد و ریاضت کی کثرت سے پیٹھ کُبڑی اور بال سی باریک ہو جائے۔ دل ویسا ہی سیاہ رہے گا۔ اسم اللہ ذات کی مشق تصور کے بغیر کچھ فائدہ نہیں۔ خواہ ریاضت و عبادت میں سر پتھر پر ماریں۔ اور اسم اللہ ذات کی مشق کرنے والے کو بلا مشقت معشوق اور بغیر محنت کے محبوب مل جاتا ہے۔ یہ مراتب نہایت پسندیدہ ہیں۔

انسان خواہ ساری زمین ایک آدھ قدم میں طے کر لے۔ اور خواہ وہ ہمیشہ پانچوں وقت کی

باسنت جماعت میگذارد و ہمیشہ ہم صحبت با حضرت خضر علیہ السلام دارد و مقابلہ عمل کند واز حضرت آدم علیہ السلام تا خاتم النبیین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین و از خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تا بروز قیامت با ہر یک ارواح انبیاء و اولیاء اللہ صاحب مراتب مومن مسلمان دست مصافحہ و ملاقات مجلس کند و ہر یک ارواح را نام بداند و بشناسد۔ آنچہ بروی زمین صاحب ورد و وظائف، اہل دعوت و حافظ، تلاوت قرآن کہ شب و روز تصرف کند فی سبیل اللہ و سخاوت کند نافع المسلمین باشد۔ ازین ہمہ چیز بہتر است کہ در تصور اسم اللہ ذات غرق شدن و ملازم و مشرف مجلس سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بودن۔ باید دانست بندہ را کہ از ذکر خدا نباشد یک دم جدا۔

حدیث

اَلْاَنْفَاسُ مَعْدُوْدَةٌ كُلُّ نَفَسٍ يَخْرُجُ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَهُوَ مَيِّتٌ[1]

قطعہ

ہر کہ دیوانہ شود در ذکر حق — زیر پایش عرش و کرسی ہم طبق
ہر کہ غافل می شود از ذکر خدا — نفس او فربہ شود کفر از ریا

[1] الحدیث

نماز خانہ کعبہ میں باجماعت ادا کرے اور ہمیشہ جناب خضر علیہ السلام کی صحبت میں رہے اور نیک اعمال کرتا رہے۔ خواہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لے کر روز قیامت تک تمام انبیاء، اولیاء اللہ صاحب مراتب، مومنوں، مسلمانوں کی ارواح سے مصافحہ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس کا ہم نشین رہے اور ہر ایک روح کا نام جانتا ہو اور اسے پہچانتا ہو۔ اور تمام روئے زمین کے ورد و وظائف والے۔ دعوت والے، قرآن مجید کو حفظ کرنے والے اور اس کی تلاوت کرنے والے، شب و روز اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرے اور سخاوت کرے جس سے اہل اسلام کو فائدہ پہنچے۔ ان تمام مذکورہ بالا باتوں سے یہ بہتر ہے کہ تصور اسم اللہ ذات میں مستغرق ہو اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس کا حضوری ہو۔ انسان کو جاننا چاہیے کہ ایک دم بھی یاد الٰہی سے غافل نہ ہو۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے۔

حدیث

"انسان کو گنتی کے سانس ملے ہیں۔ ان میں سے جو سانس اللہ تعالیٰ کی یاد کے بغیر خارج ہوتا ہے، وہ مردہ ہے۔"

قطعہ

جو کوئی ذکر الٰہی میں دیوانہ ہو جاتا ہے۔ اس کے پاؤں تلے عرش و کرسی اور آسمان ہو جاتے ہیں۔
جو شخص ذکر خدا سے غافل ہو جاتا ہے، اس کا نفس کفر و ریا سے موٹا ہو جاتا ہے۔

باب دوم وسوم

در بیان شروع کردن ذکر

بدانکہ اوّل مرشد کامل را فرض عین است کہ طالب را مقام خوف و مقام رجا و مقام کشف القبور و مقام مجلس محمّدی صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم حضور نماید. بعد ازان طالب اللہ را علم معرفت تلقین کند، چنانچہ اوّل بذکر و فکر و مراقبہ بہ ورد و ظائف ہرگز مشغول نگرداند بجز تصوّر اسم اللہ ذات حضور باتفکّر اسم اللہ ذات باطن معمور. مرشد کامل را باید کہ اوّل خوش خط اسم اللہ ذات نوشتہ بدست طالب بدہد و بگوید کہ ای طالب! این اسم اللہ ذات را بر دل بنویس. چون اسم اللہ بر دل سکونت و قرار گیرد و بگوید طالب را کہ ای طالب! از حروف اسم اللہ مثل آفتاب تجلّی نور روشنی طلوع زند و گرد بگرد دل ملک لایزال و لازوال میدان وسیع از چہاردہ طبق کہ کونین در آن میدان مثل دانۂ سپند میگنجد و در آن میدان یک روضۂ گنبد کہ طالب را در نظر می آید و بر دروازۂ آن روضہ قفل کلمۂ طیّب است لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کلید قفل کلمۂ طیّب اسم اللہ ذات است. چون طالب اللہ اسم اللہ بخواند بکشاید و طالب اندرون روضہ در آید و می بیند مجلس عظیم محمّدی صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم ہم صحبت شود و قرب حبیب نصیب از حکم حق تعالیٰ با توفیق مرشد کامل صادق صدیق ہمراہ رفیق خواہد شد۔

و اگر کسی را دل از وسوسۂ شیطانی و وہمات نفسانی کہ ہزاران ہزار زنّار در وجود آدمی بسبب مذکور موجود مجموعہ یک نیم لکھ و دہ ہزار زنّار کہ رشتۂ زنّار سخت تر است از رشتۂ یہودی و نصاریٰ. ازین سبب سیاہ و مردہ دل افسردہ باشد، پس مرشد کامل را باید کہ تصوّر اسم اللہ ذات فرماید و حروف اسم اللہ ذات و کلمہ طیبات بتفکّر و توجہ

باب دوم وسوم

ذکر کے شروع کرنے کے بیان میں

(اے طالب صادق!) جان لے کہ پہلے مرشد کامل پر عین فرض ہے کہ طالب اللہ کو وہ مقام خوف، مقام رجاء، اور مقام کشف القبور اور مقام مجلس محمّدی صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم دکھلائے. بعد ازاں اُسے علم معرفت کی تلقین کرے، چنانچہ پہلے اُسے ذکر، فکر، مراقبہ اور ورد و ظائف میں ہرگز مشغول نہ کرے. صرف اُسے اسم اللہ ذات کا تصوّر بتلائے، کیونکہ اس تصوّر اسم اللہ ذات سے باطن آباد ہو جاتا ہے. اس مقصد کے لیے مرشد کامل کو چاہیے کہ وہ پہلے اسم اللہ ذات خوش خط لکھ کر طالب کے ہاتھ میں دے اور اُسے کہے کہ اے طالب! اس اسم اللہ ذات کو دل پر لکھ. جب اسم اللہ دل پر سکونت و قرار پکڑ جائے، تو پھر طالب کو کہے کہ اے طالب! اسم اللہ کے حروف سے آفتاب کی طرح روشنی اور نور کی تجلّی نکل رہی ہے اور دل کے ارد گرد ایک بے مثل اور لازوال ملک ہے، جس کا ایک نہایت وسیع و عریض میدان ہے، جو وسعت کے لحاظ سے چودہ طبق سے بھی بڑھ کر ہے. بلکہ دونوں جہان اس میدان میں ایک کالے دانے کی مانند سما جاتے ہیں. اس میدان میں طالب مولیٰ کو ایک روضہ کا گنبد دکھائی دیتا ہے. اور اس روضہ کے دروازے پر کلمۂ طیّبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کا قفل لگا ہے، جس کی چابی اسم اللہ ذات ہے. جب طالب اسم اللہ ذات پڑھتا ہے، تو وہ تالا کھل جاتا ہے اور طالب روضہ کے اندر چلا جاتا ہے. وہاں مجلس عظیم نبوی صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کو دیکھتا ہے. اور ہم صحبت ہوتا ہے. یہ قرب حبیبؐ اس کو حق تعالیٰ کے حکم سے مرشد کامل صادق صدیق کی توفیق سے نصیب ہوتا ہے. اور کامل مرشد بھی ساتھ ہی ہوتا ہے۔

اور اگر کسی کے دل میں شیطانی وسوسوں اور نفسانی توہمات کے سبب ہزاروں زنّار ہوں، جن کی مجموعی تعداد ساٹھ ہزار ہے اور جو یہود و نصاریٰ کے رشتۂ زنّار سے کہیں سخت تر ہیں اور اُن کے سبب سے دل سیاہ اور مُردہ و افسردہ ہو، تو مرشد کامل کو چاہیے کہ وہ اسے اسم اللہ ذات کا تصوّر سکھائے. اور اسم اللہ ذات اور کلمۂ طیّبہ کے حروف تفکّر و توجہ

بگرد دل طالب بنولیسد و بنوشتن ازین حروفها از سر تا قدم چنان پیدا میشود آتش توحید انوار از قرب معرفت دیدار پروردگار کہ یک بارگی سوختہ گردد زنّار بدکردار۔ بعد ازان طالب اللہ مسلمان صفات القلب صادق الیقین گردد و غرق فی التوحید دیدار پروردگار۔ از کفر شرک بیزار۔

بشنو ای جان من! مرشدان و طالبان را بس بود این یک سخن کہ بہ پہلوی راست تو مقام شیطان و بہ پہلوی چپ تو مقام نفس است۔ پس درمیان دو دشمنان جنگ واقع شدہ است۔ پس کسی را کہ این چنین دشمنان بر ہر دو پہلو مثل زخم تیر یا درد خار است، آنرا خواب و خوشوقتی چہ در کار۔[1] دانا بہر دم باخبر باش۔ بدر فرصت موت را چہ اعتبار است۔ پس طالب را باید کہ بہ تصوّر اسم اللہ ذات مشغول شود۔ و از میان حروف اسم اللہ پیدا شود شعلۂ تجلّی انوار۔ و در آن انوار غرق شود۔ و مشرّف دیدار پروردگار کہ نا یاد ماند بہشت و نہ نار و نہ یاد ماند لیل و نہار کہ۔

"اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَآءِ۔"[2] واقع است۔

چون فقیر بمشق اسم اللہ ذات مشغول شود، موی از تن او زبان بکشاید و در جوش آید و نام اللہ اللہ اللہ گویان شود و قلب او نعرہ زند سرّ ہُو ہُو ہُو و روح فریاد کند ہو الحق، ہو الحق ہو الحق و نفس این ورد گیرد:۔

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝[3]

نفس مشق وجودیہ اسم اللہ ذات مراتب معشوقی و محبوبی دارد۔

در وجود آدمی دو دم است۔ یکی دم اندرون میرود و دیگر دم بیرون می آید۔ فرشتہ با دم اندرون موکّل است بحضور حق تعالیٰ عرض کند۔ خداوندا! دم اندرون قبض کنم یا باز بیرون بیاید و دم کہ بیرون برآید، فرشتہ کہ موکّل است، او نیز ہمچنان گوید۔ پس بہر دم عرض

[1] کلید جنت قلمی مکتوبہ محمد تاج سروری قادری ۱۳۰۴ ہجری، ص ۱۴ الف۔ [2] الحدیث [3] سورۃ الاعراف، ۷: ۲۳

کے ساتھ طالب کے دل کے گرد لکھے۔ ان حروف کے لکھنے سے سر سے پاؤں تک معرفت دیدار پروردگار کے قرب کی وجہ سے انوار توحید کی ایسی آگ بھڑکتی ہے کہ وہ زنّار بدکردار یک بارگی جل کر خاک کا ڈھیر ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد طالب اللہ صاف دل، پاک باطن اور صادق الیقین مسلم ہو جاتا ہے۔ توحید و دیدار الٰہی میں مستغرق ہو جاتا ہے اور کفر و شرک سے بیزار ہو جاتا ہے۔

اے جان من! سنو! مرشدوں اور طالبوں کو یہ ایک بات یاد رکھنی ضروری ہے کہ ان کے دائیں پہلو میں شیطان کا مقام ہے اور بائیں پہلو میں نفس کا مقام ہے۔ پس ان دونوں دشمنوں سے (ہر وقت) لڑائی جاری ہے۔ پس جس کے دونوں پہلوؤں میں اس قسم کے دشمن تیر کے زخم یا کانٹے کے درد کی طرح موجود ہوں، اسے نیند اور چین کہاں؟ عقلمند آدمی ہر گھڑی خبردار رہتا ہے۔ فرصت کے دروازے پر موت کا کوئی اعتبار نہیں۔ پس طالب کو چاہیے کہ وہ اسم اللہ ذات کے تصوّر میں مشغول رہے۔ اسم اللہ ذات کے حروف کے درمیان سے تجلّی انوار کے ایسے شعلے پیدا ہوتے ہیں کہ ان میں غرق ہو کر طالب اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرّف ہو جاتا ہے۔ (اس وقت) نہ اسے بہشت یاد رہتی ہے اور نہ دوزخ اور نہ دن اور نہ رات۔ حدیث میں آتا ہے:

"کہ ایمان خوف اور امید کے درمیان واقع ہے۔"

جب فقیر اسم اللہ ذات کی مشق میں مشغول ہوتا ہے، تو اس کے بدن کا ہر ایک بال زبان بن کر جوش میں آ کر اللہ اللہ اللہ کا نام پکارنے لگتا ہے اور اس کا دل ہُو ہُو ہُو کے نعرے لگاتا ہے اور روح ہو الحق ہو الحق ہو الحق کا ورد کرتی ہے اور نفس یہ ورد کرتا ہے:۔

"اے ہمارے پروردگار! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہمیں نہیں بخشے گا اور ہم پر رحم نہیں کرے گا، تو ہم ضرور خسارہ میں رہیں گے۔"

اسم اللہ ذات کی مشق وجودیہ سے نفس کو معشوقی اور محبوبی کے مراتب نصیب ہوتے ہیں۔

انسان کے وجود میں دو سانس ہیں۔ ایک سانس جو اندر جاتا ہے اور دوسرا سانس جو باہر آتا ہے۔ جو فرشتہ اندر جانے والے سانس پر موکّل ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کرتا ہے کہ اے مالک! اس سانس کو اندر ہی قبض کر لوں یا واپس باہر جانے دوں۔ دوسرا فرشتہ جو باہر جانے والے سانس پر موکّل ہے، وہ بھی بارگاہ الٰہی میں عرض کرتا ہے کہ

حضور رب العالمین می شود خاص نور دمیرود بدر گاہ اللہ تعالیٰ حضور و مثل گوہر می شود. اگرچہ کونین ہر دو جہان جمع بکنند آنچہ متاع دنیا و بہشت است تا برابر قیمت آن نشود. آن گوہر بی بہا است. چنانچہ فقیران را خزانچی گوہر خزائن اللہ گویند. اللہ بس ماسوای اللہ ہوس۔

لیکن طالب را می باید کہ اوّل وضو کامل بسازد و جامۂ پاک بپوشد و در جای خالی در آید و مستقل قبلہ شدہ در قعدہ مربّعہ بنشیند و چون خواہد کہ متوجہ استغراق اشتغال اللہ شروع کند ہر دو چشم را بپوشد و در مراقبہ در آید و تفکر اسم اللہ ذات بگیرد. امّا طالب اللہ را میباید کہ بوقت شروع راہ ہای شیطانی ظاہر و باطن بند سازد و نفسانیہ خطرات از خود جُدا اندازد و میباید کہ طالب اللہ سہ مرتبہ تسمیہ بخواند و سہ مرتبہ درود شریف بخواند و سہ مرتبہ آیۃ الکرسی بخواند و سہ مرتبہ سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ الرَّحِيْمِ بخواند و سہ مرتبہ چہار قل بخواند و سہ مرتبہ سورہ فاتحہ بخواند و سہ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ تمام تمامیت کلمۂ تمجید بخواند. ہزار مرتبہ استغفار بخواند. سہ مرتبہ کلمۂ طیّب لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ خواندہ بر خود دم دہد. اوّل طالب اللہ را باید کہ بشروع تصوّر اسم اللہ ذات بالتفکر بر دل بنویسد و از تاثیر اسم اللہ ذات سینہ صفائی گیرد و خنّاس و خرطوم بمیرد۔ بعد ازان دو چشم تصوّر کند و در نظر مراقبہ پرواز کند گرد بگرد دل میدان وسیع و در مجلس حضرت محمد شفیع الامّتہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم در آن وقت لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ و درود بخواند تا از مجلس محمّدی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم حکم شود کہ ای صاحب تصوّر! این خاص مجلس محمّدی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم است شیطان را قدرت نیست کہ درین مقام برسد. بعد ازان طالب اللہ حق و باطل را تحقیق کند. باعتبار اوّل معائنہ تحقیق کردن دل گرد بگرد چہار میدان است. چنانچہ مشاہدۂ میدان ازل مشاہدۂ میدان ابد مشاہدۂ میدان طبقات از عرش تا تحت الثریٰ دنیا و مشاہدۂ میدان عقبیٰ و در دل قلب است. و

اس سانس کو باہر ہی قبض کر لوں یا پھر اندر جانے دوں۔ پس ہر دم بارگاہ رب العزت میں عرض و معروض کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ جو خاص نور حضور درگاہ الٰہی سے حاصل ہوتا ہے۔ وہ مثل بے بہا موتی ہوتا ہے۔ دونوں جہان اور بہشت اور دنیا کے تمام مال و اسباب کو بھی جمع کر لیا جائے، تب بھی اس کی برابری نہیں کر سکتے۔ یہ ایک بے بہا موتی ہے، اسی واسطے فقیروں کو اللہ تعالیٰ کے قیمتی موتیوں کے خزانوں کا خزانچی کہتے ہیں۔ اللہ بس باقی ہوس۔

لیکن طالب کے لیے لازم ہے کہ پہلے کامل وضو کرے اور پاک لباس پہنے۔ خالی جگہ (مکان) میں آئے۔ رُو بہ قبلہ ہو کر قعدہ میں مربّع بیٹھے۔ اور جب ذکر الٰہی میں مستغرق اور مشغول ہونا چاہے، تو دونوں آنکھیں بند کر کے مراقبہ کرے اور اسم اللہ ذات کا تفکر کرے۔ لیکن شروع کرتے وقت طالب مولیٰ کو چاہیے کہ وہ ظاہری اور باطنی شیطانوں کے راستے بند کرے اور خطرات نفسانی کو اپنے سے جدا کر دے۔ پھر طالب اللہ کو چاہیے کہ وہ تین مرتبہ بسم اللہ پڑھے اور تین مرتبہ درود شریف پڑھے۔ پھر تین مرتبہ آیت الکرسی، اور تین مرتبہ سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ الرَّحِيْمِ، تین مرتبہ چار قل، تین مرتبہ فاتحہ اور پھر تین مرتبہ سبحان اللہ پڑھے۔ بعد ازاں تین مرتبہ پورا کلمہ تمجید پڑھے۔ اور ہزار مرتبہ استغفار پڑھے پھر تین مرتبہ کلمہ طیب لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھ کر اپنے اوپر دم کرے۔ طالب کو چاہیے کہ وہ پہلے تصور شروع کرتے وقت اسم اللہ ذات کو تفکر کے ساتھ دل پر لکھے۔ اسم اللہ ذات کی تاثیر سے سینہ صاف ہو جاتا ہے۔ اور خنّاس اور خرطوم مر جاتے ہیں۔ بعد ازاں تصور کی دونوں آنکھوں سے مراقبہ میں پرواز کر کے دل کے ارد گرد ایک وسیع میدان میں مجلس حضرت محمد شفیع الامت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میں آئے۔ اس وقت لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ اور درود شریف پڑھے۔ یہاں تک کہ مجلس محمدی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے حکم ہو: "اے صاحب تصور! یہ خاص مجلس محمدی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہے۔ شیطان کو یہ قدرت نہیں کہ وہ اس مجلس میں آ سکے"۔ بعد ازاں طالب اللہ حق و باطل میں تحقیق کرے۔ اگر وہ اچھے طریق سے معائنہ کرے گا، تو اُسے دل کے گرد چار میدان معلوم ہوں گے۔ یعنی مشاہدۂ میدان ازل، مشاہدۂ میدان ابد، مشاہدۂ طبقات از عرش تا تحت الثریٰ دنیا اور مشاہدۂ میدان عقبیٰ اور دل میں قلب ہے اور قلب میں ایک منبر ہے اور منبر میں اسرار اور اسرار میں نور حضور اور معرفت الٰہی کا مشاہدہ ہے، جس سے دیدارِ

فی القلب منبر لیست و در منبر اسرار و در اسرار مشاہدۂ نور حضور معرفت اللہ، قرب دیدار پروردگار۔ مرشد کامل طالب صادق را روز اوّل بمرتبہ مشاہدۂ دل رساند۔ و مرشد ناقص روز و شب چلّہ و ریاضت کشاند۔

صورت تصوّر دل و یاد کردن دل چہار میدان است۔ مرشد کامل بکشاید و نماید اینست، کلمہ طیب لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ یَا فَتَّاحُ یَا فَتَّاحُ۔ بعد ازان اسم اللہ و اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در تصوّر دارد۔ و در اسمین نظر دارد، و در دریای توحید الٰہی غوطہ خورد و از غلبات ذکر اللہ غرق شود و از خود بی خود شود موافق آیۃ کریمہ: ۔ قولہ تعالیٰ:

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ ط [1]

اسمین شریفین این است: اَللّٰہُ ، مُحَمَّدٌ

بدانکہ اساس معرفت، معراج، محبت، ملاقات روحانی و قرب، مشاہدۂ اسرار ربانی، مرتبہ فقر فنا فی اللہ بقا باللہ ابتدا از انتہا، توحید سبحانی، تصوّر، تفکر، تصرف، توجہ، توکل، مشق کنندۂ اسم اللہ ذات بہر نوع انواع ذکر حضور و علم کلمات ربانی، الہام، مذکور، تصوّر از تاثیر اسم اللہ ذات مشق است کہ بتفکر انگشت بر دل اسم اللہ ذات بنویسد۔ ازین اسم اللہ ذات معلوم شود علم چنانچہ علم عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ط [2] چنانچہ علم اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ط اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ط [3] چنانچہ علم اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ط [4] چنانچہ علم وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِیْۤ اٰدَمَ ط [5]

---

[1] سورۂ کہف، ۱۸ : ۲۴

[2] سورۂ البقرہ، ۲ : ۳۱

[3] سورہ العلق، ۹۶ : ۱-۵

[4] سورۂ الرحمٰن، ۵۵ : ۱-۴

[5] سورۂ بنی اسرائیل، ۱۷ : ۷۰

پروردگار کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ مرشد کامل طالب صادق کو پہلے ہی دن مشاہدۂ دل کے مرتبے پر پہنچا دیتا ہے۔ اور ناقص مرشد بیچارے طالب کو دن رات چلّہ کشی اور ریاضت شاقہ میں مبتلا رکھتا ہے۔

دل کے تصوّر کی صورت اور وہ یادگار چار میدان جو مرشد کامل دکھلاتا اور جن کی نشان دہی کرتا ہے، یہ ہیں: کلمہ طیب لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ یَا فَتَّاحُ یَا فَتَّاحُ۔ اس کے بعد اسم اللہ اور اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تصوّر کرتا ہے اور ان دونوں اسموں کی طرف نگاہ رکھتا ہے اور توحید الٰہی کے سمندر میں غوطہ لگاتا ہے اور ذکر الٰہی کے غلبہ میں مستغرق ہو جاتا ہے۔ اور خود سے بیخود ہو جاتا ہے جس کا اشارہ اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا ہے:۔

"اور جب تو اپنے آپ کو بھول جائے، تو اپنے رب کو یاد کر۔"

دونوں اسم مبارک یہ ہیں:۔

اللہ ۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(اے طالب صادق!) جان لے کہ معرفت، معراج، محبت، ملاقات روحانی، قرب، مشاہدہ، اسرار ربانی، مرتبہ فقر فنا فی اللہ، بقا باللہ، توحید سبحانی کی ابتدا اور انتہا، تصوّر، تفکر، تصرّف، توجہ، توکل، گوناگوں ذکر حضور، علم کلمات ربانی، الہام، مذکور اور تصوّر کی بنیاد سب کچھ اسم اللہ ذات کی مشق کرنے والے کو اسم اللہ ذات کی مشق کی تاثیر سے فراہم ہو جاتی ہے۔ جب تفکر کی انگلی سے دل پر اسم اللہ ذات لکھتا ہے، تو اسم اللہ ذات سے حسب ذیل علوم اس پر منکشف ہوتے ہیں:۔

عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ط (آدم کو ان سب کے نام سکھائے) کا علم، اور اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ط (اپنے رب کے نام سے پڑھ، جو سب کا بنانے والا ہے۔ آدمی کو جمے ہوئے لہو سے بنایا) کا علم۔

اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ط (پڑھ اور تیرا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم سے علم سکھایا) کا علم۔

عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ط (آدمی کو سکھلایا جو وہ نہ جانتا تھا) کا علم۔

اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ط (رحمٰن نے قرآن

چنانچہ علم اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً ط[1]

وچنانچہ علم وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ وَتَبَتَّلْ اِلَیْہِ تَبْتِیْلاً ط[2]

وچنانچہ علم وَ ذَکَرَ اسْمَ رَبِّہٖ فَصَلّٰی ط[3]

العلم علمان علم المعاملۃ وعلم المکاشفۃ۔

چون علم مکاشفہ معرفت الٰہی بکشاید۔ چنانچہ علم معاملات خود بخود در علم مکاشفہ میدر آید۔ ازان کہ از مشق مشقت الکتاب بی حجاب از تصور اسم اللہ ذات میگردد وہر یک علم ظاہری وباطنی وکلمات الحق میداند۔

قولہٗ تعالیٰ:-

قُلْ لَّوْ کَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّکَلِمٰتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ کَلِمَاتُ رَبِّیْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِہٖ مَدَدًا ط[4]

وازین علم مشق تصور اسم اللہ ذات تزکیۂ نفس وتصفیۂ قلب وتجلیۂ روح وتجلیہ سر میشود۔ ہر کہ باین مراتب رسد، قالب لباس قلب پوشد، قلب لباس روح پوشد وروح لباس سر پوشد۔ چون جملگی یکی گردد، خوف ووہم از وجود او برخیزد وحواس خمسہ ظاہری بستہ گردد وحواس باطنی بکشاید۔ بعد ازان علم وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ[5] برسد۔ چون روح اعظم در وجود معظم حضرت آدم علیہ السلام داخل شد۔ اول روح کہ در وجود گفت یا اللہ وگفتن نام اللہ فی مابین العبد والرب ہیچ پردہ نماند، تا قیامت برخیزد ہنوز بکنہٖ اسم اللہ نرسیدہ باشد۔

[1] سورۃ البقرہ، ۲: ۳۰

[2] سورۃ المزمّل، ۷۳: ۸

[3] سورۃ الاعلیٰ، ۸۷: ۱۵

[4] سورۃ الکہف، ۱۸: ۱۰۹

[5] سورۃ الحجر، ۱۵: ۲۹

سکھلایا۔ آدمی بنایا، پھر اس کو بات کرنا سکھلایا) کا علم۔

وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ ط (اور بیشک ہم نے بنی آدم کو عزت دی) کا علم۔

اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً (بے شک میں زمین پر ایک خلیفہ بنانے والا ہوں) کا علم۔

وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ وَتَبَتَّلْ اِلَیْہِ تَبْتِیْلاً ط (اور اپنے رب کا نام پڑھے جا اور سب سے الگ ہو کر اس کی طرف چھوٹ کر چلا آ) کا علم۔

وَذَکَرَ اسْمَ رَبِّہٖ فَصَلّٰی ط (اور اس نے اپنے ربّ کا نام لیا، پھر نماز پڑھی) کا علم۔

علم دو طرح کے ہوتے ہیں، علم معاملہ اور علم مکاشفہ۔ جب علم مکاشفہ یعنی معرفت الٰہی حاصل ہو جاتا ہے، تو علم معاملہ خود بخود علم مکاشفہ میں آجاتا ہے۔ اس واسطے کہ کتابوں کی مشقت ظاہر ہو جاتی ہے۔ اور مشق تصور اسم اللہ ذات سے ظاہری اور باطنی علم اور کلماتِ حق منکشف ہو جاتے ہیں۔

ارشاد خداوندی ہے:-

"اے پیغمبرؐ! کہہ دے کہ اگر سمندر سیاہی بن جائیں کہ ان سے میرے رب کی باتیں لکھی جائیں، تو پیشتر اس کے کہ کلمات ربّی ختم ہوں، سمندر خشک ہو جائیں، خواہ ان کی مدد کے لیے ویسے ہی اور سمندر ہی کیوں نہ آجائیں"۔

اور اس علم اسم اللہ ذات کے تصوّر کی مشق سے نفس کی پاکیزگی، دل کی صفائی، روح کی روشنی اور سرّ کی تجلّیات نصیب ہوتی ہیں۔ جو شخص ان مراتب پر پہنچ جاتا ہے، اس کا بدن قلب کا لباس پہنتا ہے اور قلب روح کا لباس پہنتا ہے۔ اور روح سرّ کا لباس پہنتی ہے۔ جب یہ تمام ایک ہو جاتے ہیں، تو اس کے وجود سے وہم اور خوف اٹھ جاتے ہیں۔ اس کے ظاہری حواس خمسہ بند ہو جاتے ہیں۔ بعد ازاں اسے "اور اس میں میں نے اپنی روح پھونک دی" کا علم ہو جاتا ہے۔

جب روح اعظم حضرت آدم علیہ السلام کے وجود اعظم میں داخل ہوئی، تو روح نے بدن میں داخل ہوتے ہی سب سے پہلے یا اللہ کہا۔ اس یا اللہ کہنے سے بندے اور پروردگار میں کوئی پردہ نہ رہا۔ اس کے بغیر بندہ قیامت تک بھی اسم اللہ ذات کی کُنہ سے واقف نہ ہو سکے گا۔

بیت

ہر چہ خوانی اسم اللہ را بخوان   اسم اللہ با تو ماند جاودان

فقیریکہ بعلم ظاہری دوستی ندارد۔ در باطن بمجلس انبیا، جانباشد، خارج است۔
عالم ظاہر کہ در باطن از فقیر کامل طلب معرفت اللہ و ذکر اللہ نکند عاقبت از معرفت اللہ محروم از بہر آنکہ بغیر از طلب اللہ حُبّ دنیا نرود۔

بیت

از دل بدر کن پیشۂ خطرات را   تا بیابی وحدت حق ذات را

حدیث

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلَا یَنْظُرُ اِلٰی اَعْمَالِکُمْ بَلْ یَنْظُرُ فِیْ قُلُوْبِکُمْ وَنِیَّاتِکُمْ[1]

مشق تصور اسم اللہ ذات چنان دل را زندہ گرداند، چنانچہ پژمردہ زندہ شود از باران رحمت قطرات مطرات و گیاہ خشک سبزہ از زمین سر برزند و از بسیاری تصور اسم اللہ ذات کنندہ بر تن آنچہ مُوی است ہمہ مُوی ہا بر تن زبان کشاید بنام یا اللہ یا اللہ و تصور اسم اللہ ذات کنندہ را تمام عمر مشق حصار شود از شر شیطان الانس والجن تصور اسم اللہ ذات مشق کنندہ را قبر اُو خلوت خانہ و خواب گاہ اُو نوم العروس و بدیدن منکر نکیر مشق کنندہ اسم اللہ ذات را در آداب در آیند، چون حیران و لب بستہ مانند بگویند۔ آفرین باد خوش آمدی مرحبا۔

از تصور اسم اللہ ذات این طریقہ خاصہ سالک سلوک را راہ از فقر است۔ صاحب

۱۔ مشکوٰۃ، فتاویٰ عزیزی۔

بیت

جو کچھ تو پڑھے، اسم اللہ سے پڑھ، کیونکہ یہ اسم اللہ تیرے ساتھ ہمیشہ رہے گا۔

وہ فقیر جو ظاہری علم سے دوستی نہیں رکھتا، باطن میں اسے مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جگہ حاصل نہیں ہو سکتی۔ وہ فقر سے خارج ہے۔ جو ظاہری عالم باطن میں فقیر کامل سے معرفت الٰہی اور ذکر الٰہی کی طلب نہیں کرتا، وہ آخر کار معرفت الٰہی سے محروم رہتا ہے۔ اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ کی طلب کے بغیر حُبّ دنیا (دل سے) جا نہیں سکتی۔

بیت

تو دل سے خطرات کا پیشہ دُور کر دے یعنی تو دل سے خطرات و خدشات دُور کر دے۔
تاکہ تجھے ذات حق کی وحدت حاصل ہو۔

حدیث

"بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور (ظاہری) اعمال کی طرف نہیں دیکھتا، بلکہ وہ تمہارے دلوں اور تمہاری نیتوں کو دیکھتا ہے۔"

تصور اسم اللہ ذات کی مشق دل کو اس طرح زندہ کر دیتی ہے، جس طرح مرجھائی گھاس رحمت کی بارش کے قطروں سے یا جس طرح سوکھی گھاس سے سبز گھاس زمین سے اُگ آتی ہے۔ اسم اللہ ذات کے تصور کی کثرت سے انسان کے بدن کے تمام بال زبان بن کر یا اللہ یا اللہ پکارنے لگتے ہیں۔ جو شخص تصور اسم اللہ ذات کی مشق کرتا ہے، وہ تمام عمر شیطان اور جن سے محفوظ رہتا ہے۔ تصور اسم اللہ ذات کی مشق کرنے والے کے لیے قبر خلوت خانہ اور خوابگاہ ہو جاتی ہے۔ جس میں وہ دُلہن کی طرح آرام سے سوتا ہے۔ اسم اللہ ذات کی مشق کرنے والے کو دیکھتے ہی منکر نکیر آداب بجا لاتے ہیں۔ حیران اور خاموش رہ کر کہتے ہیں کہ آفرین ہے تم پر۔ یہاں آنا تمہیں مبارک ہو۔

اسم اللہ ذات کے تصور کا یہ سلک سلوک کا خاص طریقہ فقر کی راہ ہے۔ اس کی مشق کرنے والا ہمیشہ اولیاء اللہ اور انبیاء کی مجالس میں ان کی روحوں سے ملاقات کرتا ہے۔

کنندۂ مشق ہمیشہ بمجلس ملاقات بہ ارواح انبیاء و اولیاء اللہ است بعضی میدانند و بعضی نمیدانند۔ آنکہ میدانند ولی اللہ اند۔ و ذکر جلالیت وجد حال شوریدہ جوشیدہ و آنکہ نمیدانند زیر قبای اللہ پوشیدہ۔

حدیث

اِنَّ اَوْلِیَائِیْ تَحْتَ قَبَائِیْ لَا یَعْرِفُہُمْ غَیْرِیْ[1]

واز صاحب تصور اسم اللہ ذات کنندۂ مشق آتش دوزخ ہفتاد سال راہ میگریزد و بہشت ہفتاد سال راہ پیش استقبال او کند۔

و مشق تصور اسم اللہ ذات شش قسم است۔ اسم اَللّٰہُ، اسم لِلّٰہ، اسم لَہٗ، اسم ہُوْ و اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و کلمۂ طیب لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

چون در ہر یک اسم اللہ ذات و اسم سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و کلمۂ طیبات محو گردد، ہر گناہ زیر لباس نور اسم اللہ ذات باشد نہفتہ۔ این نیز تمامیت است اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَہُوَ اللّٰہُ[2] عارف باللہ رساند مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا[3] آنرا گویند کہ آن چہ مراتب ممات باشد در حیات ببیند۔ مراتب ممات چیست آنکہ از وقت جان کندن ہر چہ حساب و عقاب و ثواب از صراط گذشتہ در بہشت در آید۔ واز دست حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از حوض کوثر ساغر شراباً طہوراً بنوشد و پنج صد سال بسجود بحضور رب العالمین افتادہ ماند۔ بعد ازان بمتابعت صف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ در آن صف بر ہر روحانی ذکر کلمۂ طیب لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ بدیدار رب العالمین مشرف و معزز گردد نہ بظاہر چشم، بلکہ از چشم دل دوام بدیدار لقای راز این مراتب اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَہُوَ اللّٰہُ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا مرشد جامع از تصور حاضرات اسم اللہ ذات و از کلمۂ طیبات لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میکشاید و بنماید۔ مرشد جامع سروری قادری این چنین باید۔

ای عزیز! بر ذاکر ذکر اثبات نگردد، تا آنکہ کلید ذکر بدست نگیرد و کلید ذکر تصور اسم اللہ

[1] کشف المحجوب ہجویری، ص ۰۰، کتاب معرفت بوستان جلد اول، شرح معرفت مثنوی مولانائے روم
[2] انفاس العارفین از حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی [3] کتاب شرح برزخ

بعض کا اُسے علم ہو جاتا ہے اور بعض کا نہیں۔ جنہیں وہ جانتا ہے، وہ ولی اللہ ہیں۔ جلالیت کے ذکر سے وہ مست حال اور جوش و خروش میں ہیں۔ جنہیں وہ نہیں جانتا، وہ اللہ تعالیٰ کی قبا تلے پوشیدہ ہیں۔ جن کے متعلق ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے :۔

"میرے دوست میری قبا کے نیچے ہیں، جنہیں میرے سوا اور کوئی نہیں پہچانتا۔"

تصور اسم اللہ ذات کی مشق کرنے والے سے دوزخ کی آگ ستر سال کی راہ کے برابر دور بھاگتی ہے۔ اور ستر سال ہی کی راہ کے برابر بہشت اس کے استقبال کے لیے آتی ہے۔

اور مشق تصور اسم اللہ ذات کی چھ قسمیں ہیں۔ اسم اللہ، اسم لِلّٰہ، اسم لہٗ، اسم ہُو، اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کلمۂ طیب لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

جب طالب اللہ تعالیٰ اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر ایک نام اور کلمۂ طیبہ میں محو ہو جاتا ہے، تو اس کا ہر گناہ اسم اللہ ذات کے نور کے لباس کے نیچے چھپ جاتا ہے۔ یہ مرتبہ بھی تمامیت کا ہے۔ "جب فقر تمام ہوتا ہے، تو وہی اللہ ہے۔" عارف باللہ (طالب اللہ کو اس مقام پر) پہنچا دیتا ہے۔

"مرنے سے پہلے مر جاؤ" کا مطلب یہ ہے کہ موت کے بعد جو مراتب اُسے حاصل ہونا ہیں، وہ زندگی ہی میں دیکھ لے۔ موت کے بعد کے کیا مراتب ہیں؟ یعنی جانکنی کے وقت سے حساب کتاب، عذاب و ثواب، پلصراط سے گزر کر بہشت میں آنا، جناب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ مبارک سے حوض کوثر میں سے شراب طہورا کا جام پینا، رب العالمین کے حضور میں پانسو سال سربسجود رہنا اور پھر حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت میں صف میں کھڑے ہو کر ہر روحانی پر کلمۂ طیب لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا ذکر کرنا اور اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف اور معزز ہونا۔ ظاہری آنکھ سے نہیں، بلکہ دل کی آنکھ سے ہمیشہ دیدار راز حق میں محو رہنا۔ یہ مراتب اس شخص کے ہیں جسے اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَہُوَ اللّٰہُ کا درجہ حاصل ہو۔ نیز "وہ مرنے سے پہلے مر گیا ہو۔" یہ سب کچھ مرشد کامل اسم اللہ ذات اور کلمۂ طیب لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے حاضرات و تصور سے کھول دیتا ہے اور دکھلا دیتا ہے۔ سروری قادری جامع مرشد ایسا ہی ہونا چاہیے۔

اے عزیز! ذاکر پر ذکر اثبات نہیں ہوتا (یعنی انسان اس وقت تک ذاکر نہیں کہلا سکتا)

ذات است۔ چندان ذکرکشاید کہ درشمار نیاید، چنانچہ برتن آنچہ موئی است علیحدہ علیحدہ بذکر اللہ چنان نعرہ زند کہ از سرتا قدم گوشت پوست رگ مغز استخوان ہمہ درخروش کہ بذکر اللہ درآید۔ اینست مراتب صاحب تصوّر اسم اللہ ذات کہ ہمہ از وست در مغز و پوست۔

ونیز ذکر اثبات نگردد۔ بغیر از چہار چیز۔

یکی : مشاہدۂ غرق فنا فی اللہ۔

دوم : حضوریت مجلس محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم۔

سیوم : برآمدن از ماسوای اللہ۔

چہارم : رسیدن بمراتب بقا باللہ۔

این ہر چہار مراتب باین ذکرہا تعلق دارد۔

چنانچہ ذکر خفیہ عین العیانی واز ذکر حامل نفس فانی۔ وبفرحت روح از ذکر سلطانی۔

وزندگی قلب از ذکر قربانی۔

وذکر مجموع العلم ذکر حیّ وقیّوم کہ ازو بکشاید سرّ اسرار سبحانی، مشاہدۂ ربوبیّت رحمانی، حساب اُو کی نوشتہ میتوانی۔

شخصی کہ از ذکر دلوانہ واز خود بیخود گردد، برتن او دست باندازند۔ اگر وجود اُو از آتش گرم تر است، مثل اخگر غرق است در مشاہدۂ معرفت اِلَّا اللّٰہ۔ اگر وجود او سرد است از آب سرد تر گوئی کہ مردہ در مجلس انبیاء، اولیاء اللہ مشرّف ملاقات۔ پس این مراتب از توحید است۔ وجودی کہ نہ سردی دارد و نہ گرمی گریان در آہ وشور وفغان اُو از اہل تقلید است۔

بدانکہ چون قلب در جنبش درآید، صاحب قلب بہ تصوّر اسم اللہ بر سر قلب نقش تصوّر اسم اللہ درست بیند از میان ہر یک حروف شعلۂ نور مثل آفتاب گرد

جب تک وہ ذکر کی چابی ہاتھ میں نہ پکڑے اور ذکر کی چابی اسم اللہ ذات کا تصوّر ہے۔ اس چابی سے اس قدر ذکر کھلتا ہے، جس کا شمار ہی نہیں ہو سکتا، اس کے بدن کے جس قدر بال ہیں وہ الگ الگ ذکر اللہ میں ایسا جوش وخروش دکھلاتے ہیں کہ سر سے قدم تک اُس کا گوشت پوست، رگ مغز اور ہڈیاں سب کچھ اللہ ہُو، اللہ ہُو کہنے لگتا ہے۔ یہ مراتب اُس شخص کے ہیں، جسے اسم اللہ ذات کا تصوّر حاصل ہے کہ اس کے مغز اور پوست میں اسم اللہ ذات سرایت کیے ہوئے ہوتا ہے۔

نیز بغیر (حسب ذیل) چار نشانیوں کے ذاکر نہیں کہلا سکتا۔

اوّل : یہ کہ ذاکر فنا فی اللہ کے مشاہدہ میں غرق ہو۔

دوم : مجلس محمدی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی (دائمی) حضوری اُسے حاصل ہو۔

سوم : ماسوائے اللہ سے بالکل قطع تعلّق کیے ہوئے ہو۔

چہارم : بقا باللہ کے مرتبے پر پہنچ گیا ہو۔

یہ چاروں مراتب حسب ذیل چار ذکروں سے تعلّق رکھتے ہیں :-

اوّل : ذکر خفیہ عین العیانی، اس ذکر سے حامل نفس فانی ہوتا ہے۔

دوم : ذکر سلطانی، اس سے روح کو فرحت ہوتی ہے۔

سوم : ذکر قربانی، اس سے قلب کو زندگی نصیب ہوتی ہے۔

چہارم : ذکر مجموع العلم ذکر حیّ وقیّوم، کہ اس سے سرّ اسرار سبحانی منکشف ہوتے ہیں۔ ربوبیّت رحمانی کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ اس کا حساب کب لکھا جا سکتا ہے؟

جو شخص کہ ذکر کے سبب دیوانہ اور خود سے بے خود ہو جائے، اس کے بدن کو چھوؤ۔ اگر اس کا بدن آگ سے زیادہ گرم معلوم ہو تو سمجھو کہ وہ معرفت اِلَّا اللّٰہ کے مشاہدہ میں چنگاری کی مانند مستغرق ہے۔ اگر اس کا وجود سرد ہے اور ایسا سرد ہے کہ ٹھنڈے پانی سے بھی سرد ہے جیسا کہ مُردوں کا تو سمجھ لو کہ انبیاء اور اولیاء اللہ کی مجلس سے مشرّف ہے۔ پس یہ مراتب توحید کے ہیں۔ جس شخص کا وجود نہ گرم ہے نہ سرد اور آہ وفغاں کرتا اور روتا ہے تو سمجھ لو کہ وہ اہل تقلید سے ہے۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ جب قلب جنبش میں آتا ہے، تو صاحب قلب اسم اللہ کے تصوّر سے قلب کے سر پر اسم اللہ ذات کا نقش اچھی طرح دیکھتا ہے، جس کے

بگرد قلب طلوع تابش روشنی قلب از سر تا قدم در قبض تجلیات نور ذات در آید۔ و زبان کشاید: یا اللہ یا اللہ، یا اللہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم۔

چون سالک در تصور اسم اللہ ذات در آید، ہفت اندام طالب قالب از توحید در آید، باز در حیات و ممات از توحید بیرون نہ بر آید۔ دوام ہم سخن مع اللہ حضور باشد۔ ہمیشہ در مجلس محمدی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم مشرف گردد۔ تماشۂ کونین یعنی ہر دو جہان در نظر در آید۔ از و ہیچ چیز مخفی و پوشیدہ نماند۔ اینست و چون سالک در تصور اسم لِلّٰہ در آید، آنرا حسن و سرود خوش نیاید، اگرچہ حسن صورت مثل یوسف علیہ السلام باشد۔ و سرود خوش آواز مثل حنجرۂ داؤد علیہ السلام بود۔ آن آواز شنیدن اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ از آن اَلَسْتُ شوق وحدت حسن دیدار انوار از تجلّی پر تو بحسن مخلوق توحید بماند۔

جلّ جلالهٗ
اللّٰہ
جلّ جلالهٗ

اینست لِلّٰہ چون سالک در تصور لَہٗ در آید، آن اسم حضور تمام عالم را مشکل کشا، باطن صفا خوانندہ را در معرفت توحید رساند۔ دوام در تقید بمد نظر اللہ بماند۔ و ہر دو دست از کونین بیفشاند۔ نفس و شیطان را قتل سازد و نفس لباس قلب پوشد۔ و قلب لباس روح پوشد و روح لباس سرّ پوشد۔ ہر چہار محو گردد۔ مرتبۂ فنا فی اللہ حاصل شود۔ اینست لَہٗ۔ ہر کہ در تصور اسم ھُو در آید، علم دعوت شروع آنرا در حضور رساند۔ در تلاوت قرآن آیاۃ مع اللہ خواندن اینست۔ مراتب عامل دعوت، حافظ ربّانی، قلب زندہ و نفس فانی، فرحت روح بعیانی۔ ہر کہ بدین طریق دعوت خواند، عامل قبور و کامل حضور شود۔ اینست ھُو و از مٓ حضرت محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم مشاہدۂ معرفت الٰہی بکشاید و از حرف حٓ محمد صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم مجلس محمدی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم حضوری نماید۔ و از حرف دوم مٓ حضرت محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تماشۂ کونین در عمل دریابد۔ و از حرف دٓ حضرت محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم

ہر حرف سے آفتاب کی طرح نور شعلہ زن ہوتا ہے۔ اس نور میں دل گھرا ہوتا ہے۔ اس دل کے گرداگرد سراپا نور ذات کی تجلّیات ہوتی ہیں۔ اس وقت زبان یا اللہ یا اللہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پکارنے لگتی ہے۔

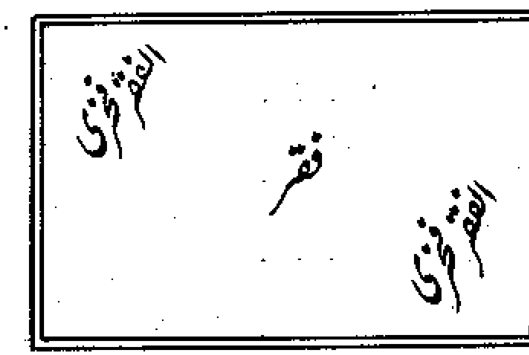
جب سالک اسم اللہ ذات کا تصور کرتا ہے تو اس کے وجود کے تمام اعضا میں توحید بھر جاتی ہے۔ پھر وہ زندگی اور موت میں توحید سے باہر نکل نہیں سکتا۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں اس سے ہم کلام رہتا ہے اور ہمیشہ مجلس محمدی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے مشرف رہتا ہے۔ دونوں جہان اس کے مدّ نظر رہتے ہیں۔ اس سے کوئی چیز مخفی اور پوشیدہ نہیں رہتی۔ یہی وجہ ہے کہ جب سالک اسم اللہ ذات کا تصور کرتا ہے، تو اس کو حسن اور راگ رنگ وغیرہ کچھ بھی اچھا نہیں لگتا۔ خواہ حسن یوسف علیہ السلام کی طرح ہی کیوں نہ ہو اور لحن حضرت داؤد علیہ السلام کی طرح کیوں نہ ہو۔ وہ تو اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کی آواز اور شوق وحدت حسن دیدار اور تجلّی انوار الٰہی پر فریفتہ ہوتا ہے۔ یہی لِلّٰہ ہے۔

جب سالک لَہٗ کا تصور کرتا ہے، تو وہ باطن صفا اسم ذات تمام عالم کے لیے مشکل کشا ہوتا ہے اور قاری کو معرفت توحید میں لے جاتا ہے اور ہمیشہ کے لیے اللہ تعالیٰ کا منظور نظر بنا دیتا ہے۔ اور وہ دونوں جہان سے ہاتھ اٹھا لیتا ہے۔ نفس اور شیطان کو قتل کر ڈالتا ہے۔ اور (اس وقت) نفس قلب کا لباس پہن لیتا ہے۔ اور قلب روح کا اور روح سرّ کا لباس پہن لیتا ہے۔ یہ چاروں محو ہو جاتے ہیں۔ تب اسے فنا فی اللہ کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے۔ یہ ہے لَہٗ۔ جو شخص اسم ھُو کا تصور کرتا ہے، تو علم دعوت شروع ہی میں اس کو حضور میں پہنچا دیتا ہے۔ تلاوت قرآن میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ قرآنی آیات پڑھنے کا یہی مطلب ہے۔ عامل دعوت کے یہ مراتب ہوتے ہیں:۔ وہ حافظ ربّانی ہوتا ہے۔ اس کا دل زندہ اور نفس مُردہ ہوتا ہے۔ اور اس کی روح کو فرحت اور اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ جو شخص اس طریق سے دعوت پڑھتا ہے، وہ قبور کا عامل اور حضور میں کامل ہوتا ہے۔ اسی کا نام ھُو ہے۔

حضرت محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے میمٓ سے معرفت الٰہی کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ اور حرف حٓ سے مجلس محمدی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی حضوری نصیب ہوتی ہے۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے دوسرے حرف میمٓ سے دونوں جہان کا نظارہ

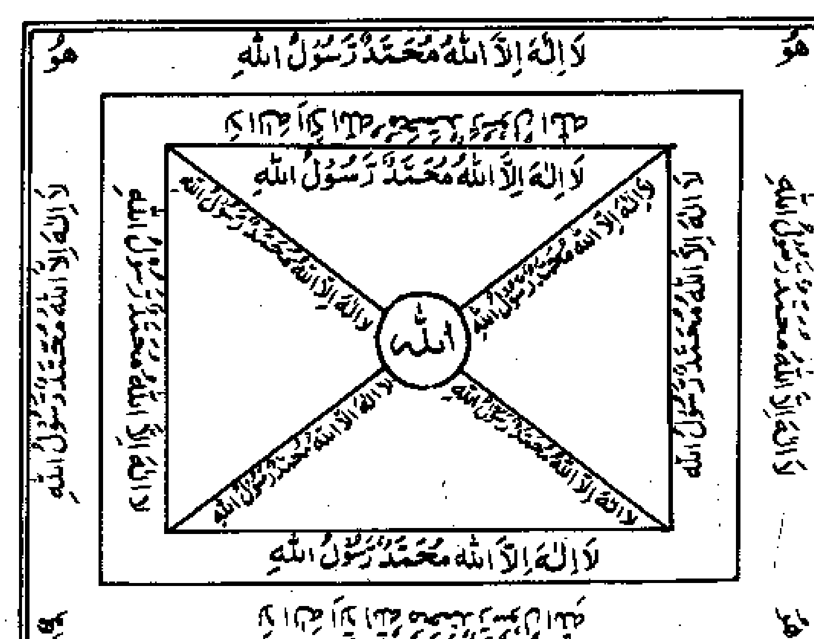
شروع و در جملہ مقاصد در آید۔ ہر چہار حروف تیغ برہنہ قاتل الکفّار والیہود۔ اینست محمّد صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہر کہ در تصوّر اسم فقر در آید، لایحتاج گردد و تمام تصرّف گنج دنیا و عقبیٰ حاصل شود۔ ہر چیز را بگوید با امر اللہ تعالیٰ بشو، بشود و چون در تصوّر اسم فقر در آید۔ آن را سلطان الفقر رسانندہ جمّیعت کل و جزء حاصل شود۔

اینست دائرہ فقر ....



ہر کہ این چنین توجہ از قرب حضور اللہ بداند، توجہ اُو تا روزِ قیامت باز نماند۔

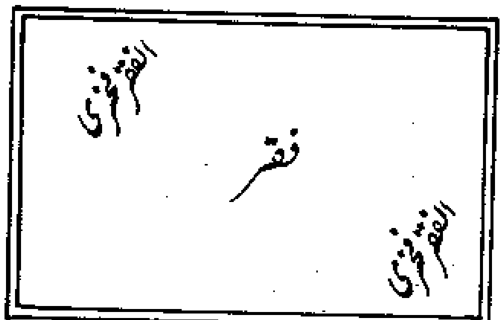
دائرہ دماغ اینست ....



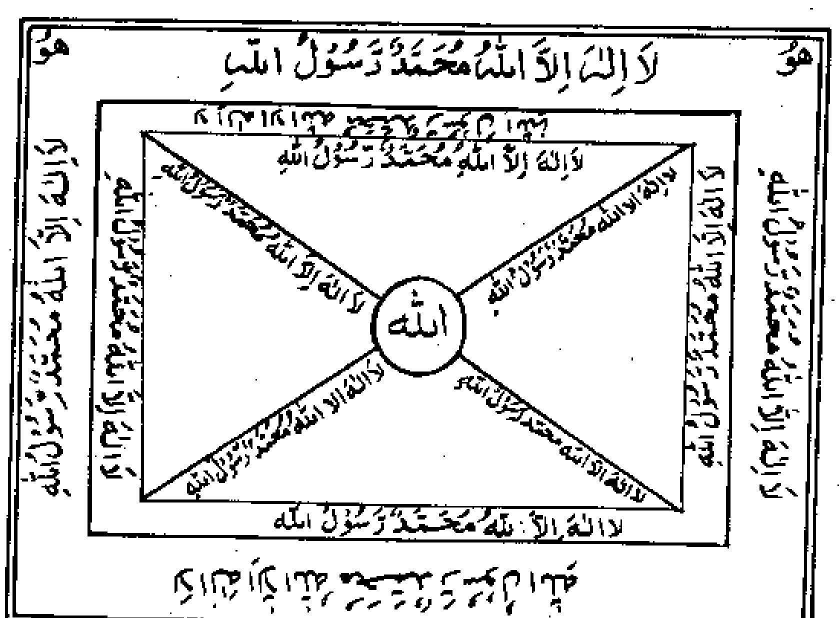
دکھائی دیتا ہے۔ اور حضرت محمّد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے حرف دال سے شروع ہی میں تمام مقاصد رونما ہو جاتے ہیں۔ چاروں حرف کافروں اور یہودیوں کے قتل کیلئے ننگی تلوار ہیں۔ یہی ہے محمّد صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم۔

جو شخص اسم فقر کا تصوّر کرتا ہے، وہ لایحتاج ہو جاتا ہے اور اُسے دنیا اور آخرت کے تمام خزانوں کا تصرّف حاصل ہو جاتا ہے۔ جس چیز کو ہونے کے لیے کہتا ہے، اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہو جاتی ہے۔ اور جب وہ اسم فقر کا تصوّر کرتا ہے، اُسے سلطان الفقر کہتے ہیں۔ اس سے جزو کل کی جمیعت نصیب ہوتی ہے۔

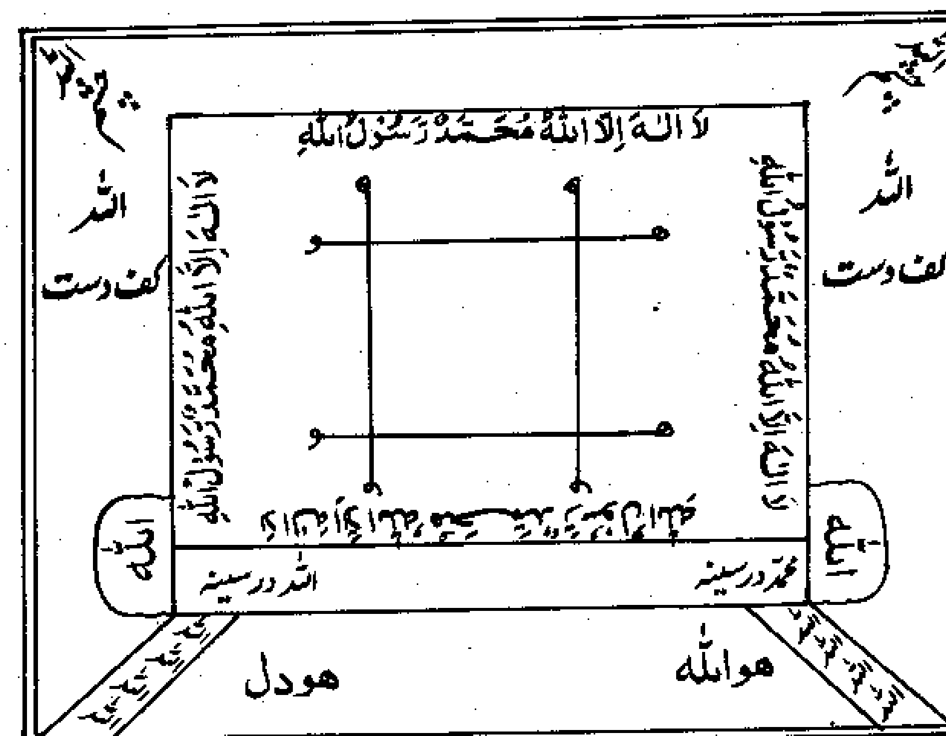
یہ ہے اسم فقر کا دائرہ ....



جو شخص حضور اللہ کے قرب سے اسطرح کی توجہ جانتا ہے، اسکی توجہ روزِ قیامت تک باز نہیں رہتی۔ دماغ کا دائرہ یہ ہے ....

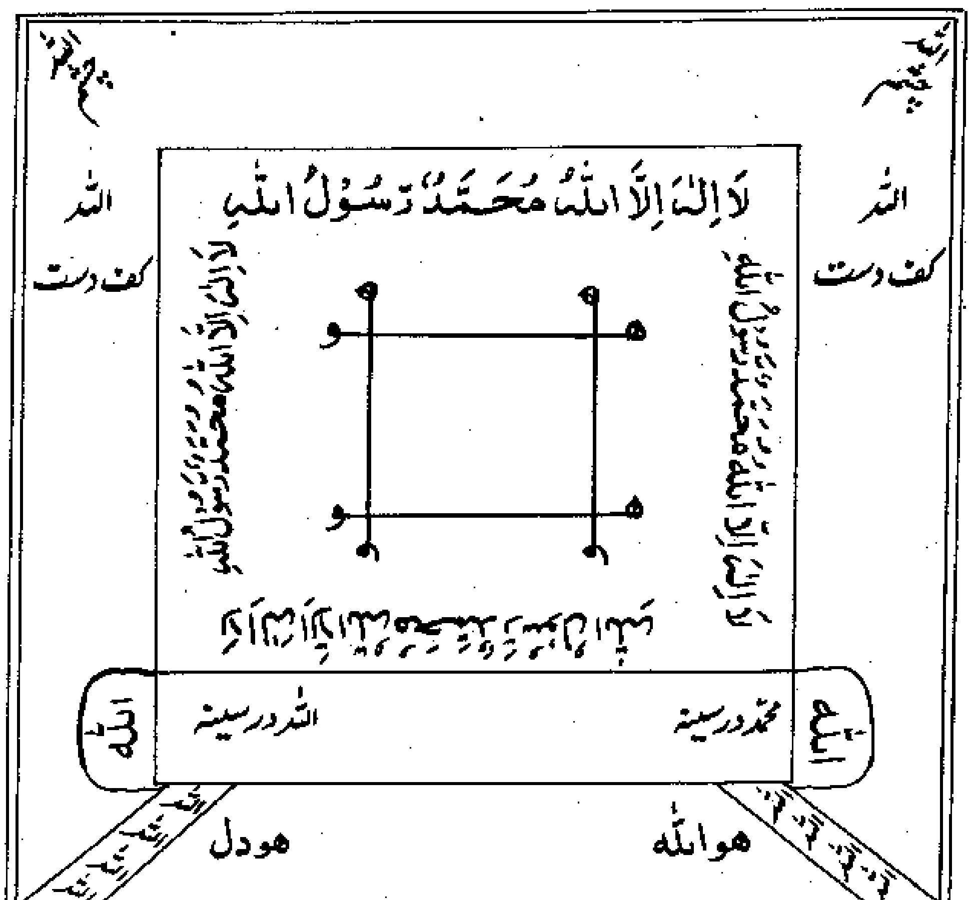


بدانکہ اساس تصور اسم اللہ ذات و اسم محمد رسول اللہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم و تصور کلمۂ طیبات صاحب تصور را اول دو علم واضح گرد د روشن می شود۔ علم ظاہر عبادات و معاملات و علم باطن معرفت توحید، نور ذات مشاہدات العلم علمان علم المعاملۃ وعلم المکاشفہ ۔
نقش تصور ہر سہ مذکور اینست ....



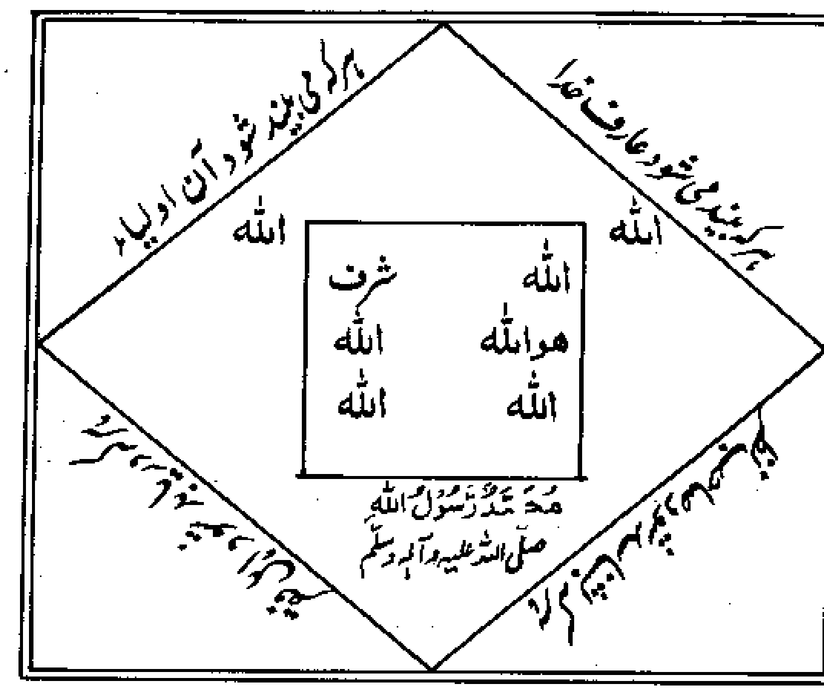
لَا تَقُمْ فِیْ حِرْصِ لَذَّاتِ الْجَسَدْ
اِنَّ فِیْ جِیْدِھَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدْ
اَیُّھَا الْمَذْکُوْرُ فِیْ قَیْدِ الذُّنُوْبِ
اَیُّھَا الْمَحْرُوْمُ مِنْ سِرِّ الْغُیُوْبِ
ثُمَّ تَوَجَّہْ شَطْرَ اِقْلِیْمِ النَّعِیْمِ
وَاذْکُرِ الْاَوْطَانَ وَالْعَھْدَ الْقَدِیْمِ

اے طالب صادق! جان لے کہ اسم اللہ ذات، اسم محمد رسول اللہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور کلمۂ طیبہ کے تصور کی بنیاد سے صاحب تصور کے لیے دو علم واضح اور روشن ہو جاتے ہیں۔ علم ظاہری یعنی عبادات و معاملات اور علم باطن یعنی معرفت توحید نور ذات کے مشاہدات، کیونکہ دو ہی علم ہیں۔ ایک علم معاملہ، دوسرا علم مکاشفہ۔ ان تینوں مذکور کے تصور کا نقش یہ ہے ....



تمام جسمانی لذتوں کے لالچ پر کمر بستہ نہ رہو، کیونکہ ایسے کے گلے میں مونج کی رسی ہوا کرتی ہے۔
اے گناہوں کی قید میں مبتلا! اور اے غیب کے بھیدوں سے محروم!
اٹھ کر بہشتی نعمتوں کی طرف متوجہ ہو،
اور قدیمی اقرار اور اصلی وطن کو یاد کر۔

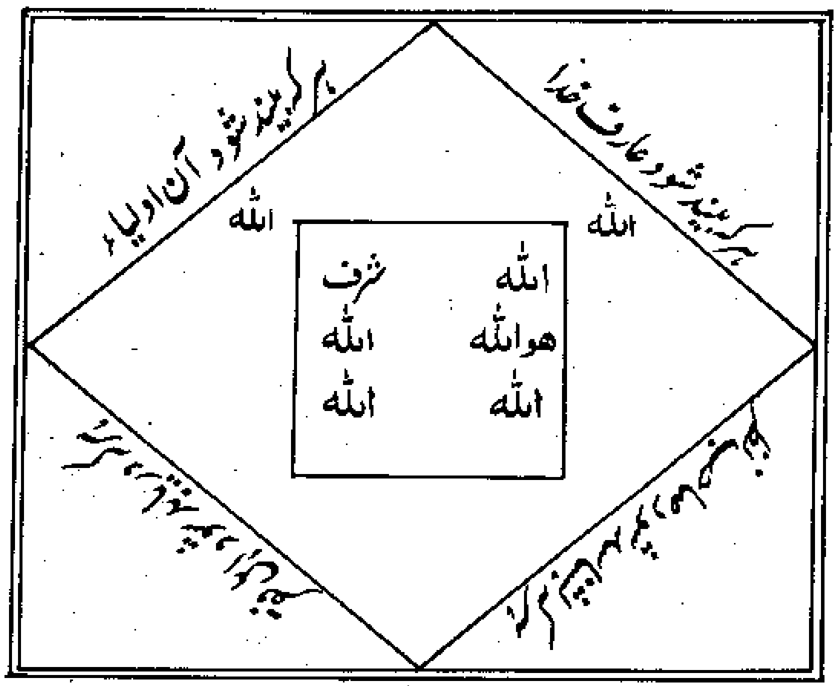
اسم اَللہ اسم اعظم و اسم لِلّٰہ اسم معظّم است۔ اسم لَہٗ اسم مکرّم است۔ اسم ہُو اسم عظمت العظمیٰ یکبارگی میکند بحضور خدا۔ روز اوّل مرتبۂ حضور پُر نور خاتم ختم لارجعت ولا غم۔ درین دائرۂ نقش اینست ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔



کہ بجز اللہ تعالیٰ با دیگری انس و الفت و محبت نگیرد۔ و قلب اُو بذکر اللہ تصدیق زندہ گردد۔ و در حیات و ممات نمیرد و ذاکر روح را دوام مجلس با ارواح انبیاء علیہم السلام و اولیاء اللہ میباشد و مجلس نفسانی ذاکر روح را خوش نیاید۔ و صاحب ذاکر سرّ اسرار مشاہدۂ تجلیات ظاہر و باطن مثل باران رحمت مجموعۂ قطرات مطرات میبارد۔ و چون ہر چہار ذکر مجموعہ یکبارگی بکشاید، عارف باللہ شود۔ و فقر خاکسار گردد۔

بدانکہ چون صاحب تصور اسم اللہ ذات استغراق فی حروف اسم اللہ ذات درآید۔ و ہر حرف اسم اللہ وسیع است۔ از ہفت طبق زمین و نہ آسمان و عرش کرسی و لوح و قلم بلکہ وسیع است از ہر دو جہان۔ پس ہر کہ درآید درین وسیع۔ اینست مقام معرفت مطلق توحید

اسم اللہ اسم اعظم ہے اور اسم لِلّٰہ اسم معظّم ہے۔ اسم لَہٗ اسم مکرّم ہے۔ اسم ہُو اسم عظمت العظمیٰ ہے۔ ان سے فوراً اللہ تعالیٰ کی حضوری نصیب ہوتی ہے۔ ان سے پہلے ہی دن حضور پُر نور خاتم النبیّین کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔ جس میں نہ رجعت ہے اور نہ غم۔ وہ تمام اسماء اس دائرۂ نقش میں لکھے گئے ہیں : ۔ ۔ ۔ ۔ ۔



ایسا شخص اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور سے انس، الفت اور محبت نہیں کرتا۔ اس کا دل ذکر تصدیق سے اس طرح زندہ ہو جاتا ہے کہ نہ زندگی میں مرتا ہے اور نہ موت میں۔ اور روح کے ذاکر کو انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرامؒ کی دائمی مجلس حاصل ہوتی ہے ایسے ذاکر روح کو نفسانی مجلس پسند نہیں آتی۔ اور سرّ اسرار کے ذاکر پر ظاہر و باطن میں تجلّیات مشاہدہ باران رحمت کے مجموعی قطرات کی طرح برستی ہیں اور جب چاروں سارے ذکر یکبارگی کھل جاتے ہیں، تو عارف باللہ اور خاکسار فقیر ہو جاتا ہے۔

(اے طالب حقیقی!) جان لے کہ جب اسم اللہ ذات کے تصور والا اسم اللہ ذات کے حروف کے تصور میں مستغرق ہوتا ہے۔ جن میں سے ہر حرف ساتوں طبق زمین اور نو آسمانوں عرش و کرسی، اور لوح و قلم سے زیادہ وسیع ہے، بلکہ دونوں جہان سے زیادہ وسیع ہے۔ تو جو شخص اس وسیع حرف اسم اللہ میں داخل ہوتا ہے، اس پر معرفت مطلق، توحید، فنا فی اللہ

فنا فی اللہ بقا باللہ تجرید و تفرید۔ ہر کہ درین ہر حرف اسم اللہ ذات محرم شود اہل ذات و چون آنرا مطلق گردد۔ پس ہر کہ محو در ہر حرف اسم اللہ ذات پاک گردد، آنرا روز قیامت از محاسبہ چہ باک۔ قولہٗ تعالیٰ :-

اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَاخَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ؁ [1]

ہر کہ محرم معرفت اسم اللہ گردد، آنچہ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃ ہمہ کشف عارف معروف ظاہر گردد و نزدیک خلق حقیر و زشت نماید۔ در باطن ہشیار و معرفت پروردگار و مشتاق بر و اہل ہمہ ارواح انبیاء و اولیاء اللہ اہل بہشت۔ این چنین عارف را نیز عارف باللہ گویند۔

پس معلوم شد کہ عارف باللہ آنست کہ ہر خواست، ہر گاہی کہ کند از حکم حضوری اللہ تعالیٰ و باجازت نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کار دینی و دنیاوی ایشان از حکمت فِعْلُ الْحَكِيْمِ لَا يَخْلُوْا عَنِ الْحِكْمَةِ ؁ خالی نیست۔

بہر حال و بہر قال و بہر اعمال و بہر افعال از معرفت الٰہی وصال است کہ وصل ایشان بر تصوّر اسم اللہ ذات است۔ ہر کار ایشان از اصل مطلق وصال است۔ اگرچہ کار ایشان نزدیک خلق گناہ نزد خالق ثواب و راستی راہ، چنانچہ مجلس مہتر موسیٰ علیہم صلوٰۃ اللہ و خضر نبی اللہ از یک دیگر خلاف کردند، چنانچہ در سورۂ کہف واقع شدہ کہ حضرت خضر علیہ السلام کشتی را شکست و بچہ را کشت و دیوار افتادہ را بنا ساز کرد۔

قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ ؁ [2]

---

[1] سورۂ یونس ، ۱۸ : ۶۱

[2] سورۂ الکہف ، ۱۸ : ۷۸

بقا باللہ، تجرید اور تفرید کے مقامات منکشف ہو جاتے ہیں۔ جو شخص اسم اللہ ذات کے ہر حرف سے واقف ہو جاتا ہے، تو اس کی ذات مطلق ذات میں مل جاتی ہے۔ جو شخص اسم اللہ ذات کے ہر حرف کی معرفت میں محو ہو جاتا ہے، وہ پاک ہو جاتا ہے۔ اُسے قیامت کے روز حساب کا کھٹکا نہیں رہتا۔

ارشاد خداوندی ہے :-

"خبردار! بیشک اللہ تعالیٰ کے دوستوں کو نہ تو کوئی غم ہوگا اور نہ ہی وہ رنجیدہ خاطر ہوں گے۔"

جو شخص کہ اسم اللہ ذات کی معرفت کا محرم ہو جاتا ہے، اس پر دنیا اور آخرت میں جو کچھ ہے، سب کچھ ظاہر اور منکشف ہو جاتا ہے، گو خلقت اسے حقیر اور برا خیال کرتی ہے۔ وہ باطن میں ہوشیار ہوتا ہے اور اسے پروردگار کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ اور تمام اولیاء اللہ اہل بہشت اور انبیاء کرام کی روحیں اس کی مشتاق ہوتی ہیں۔ ایسے عارف کو عارف باللہ بھی کہتے ہیں۔

پس معلوم ہوا کہ عارف باللہ وہ شخص ہے کہ جو کام وہ کرتا ہے اور جس وقت کہ وہ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کے حکم اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجازت سے کرتا ہے۔ اس کے دینی اور دنیاوی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتے۔ "دانش مند کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔"

ہر حال میں، ہر قال میں، ہر عمل میں اور ہر فعل میں اُسے معرفت الٰہی کا وصال ہوتا ہے، کیونکہ اُن کا وصل اسم اللہ ذات کے تصوّر پر ہے۔ ایسے لوگوں کا ہر فعل، اصل مطلق کا وصال ہے۔ اگرچہ اُن کا فعل خلقت کے نزدیک گناہ ہی کیوں نہ ہو، لیکن خالق کے نزدیک وہ باعث ثواب اور درست ہوتا ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف کی سورۂ کہف میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کے قصہ میں بیان ہوا ہے کہ اگرچہ انہوں نے ایکدوسرے کے خلاف کام کیا۔ یعنی حضرت خضر علیہ السلام کا کشتی توڑنا۔ گری ہوئی دیوار کو تعمیر کرنا اور بچہ کو قتل کرنا بظاہر گناہ تھا، لیکن حقیقت میں سراسر درست تھا۔ اسی واسطے حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا :-

"کہ اب میرے اور تیرے درمیان جدائی ہے۔"

بدانکہ ہیچ چیز مخلوقات و توحید از آیات قرآن بیرون نیست۔ بر و بحر و خشک و تری۔

بدانکہ بعضی بزرگ بدوازدہ سال یا چہل سال ریاضت کردہ، لوح محفوظ در مطالعہ و بعرش اکبر رسیدہ و از بالای عرش ہزار ہزار مقام بہ ہوا پریدہ، مقام غوثی و قطبی، طالب مرید، عز و جاہ، نعمت دنیا، نام و ناموس، کشف کرامات، جنونیت مؤکلات در حکم آوردہ، ہمین مراتب را معرفت توحید الٰہی فہمیدہ اند. بعضی بزرگ بذکر قلب از غایت ذکر قلب غرق در مطالعۂ لوح ضمیر الہام را معرفت توحید الٰہی میدانند تمام و بعضی بذکر روح در دماغ روح سر بجنبش دماغ از تجلی روح و نور چراغ مشاہدہ را توحید و معرفت الٰہی پندارند۔

این ہر یک مراتب ہم مخلوقات درجات است و مراتب درجات از اہل تقلید است و از فقر محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعید و دورتر از معرفت الٰہی توحید۔

المطلب آنکہ ابتداء اللہ ہیچ کس ندیدہ و بانتہاء اللہ ہیچ کس نرسیدہ۔ پس معرفت چہ چیز است؟ و توحید کرا گویند؟ و مشاہدۂ قرب حضوری کرا خوانند؟ بشنو!

سلک سلوک معرفت الٰہی توحید، قرب توحید، مقرب مشاہدۂ حضور اینست کہ طالب اللہ تصور اسم اللہ ذات پاک و با تصور کلمۂ طیب از ہر یک حرف لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در تصور و تصرف آوردہ در اسم اللہ ذات و با کلمۂ طیبات از ہر یک حروف شود تجلی نور آن تجلی نور اہل تصور را پیچیدہ در مکان مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بردہ حضور کہ لامکان بمد نظر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دریای وحدت گوناگون موج با آواز وحدہٗ وحدہٗ نعرہ می زند کہ بآن کنارہ دریای توحید نور اللہ برسد و بہ بیند، عارف باللہ شود۔ کسانی را کہ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدست مبارک خود گردن گرفتہ

(اے طالب مولیٰ!) جان لے کہ مخلوق کی کوئی چیز اور توحید آیات قرآنی سے باہر نہیں۔ تمام بحر و بر اور خشک و تر اسی میں ہیں۔

(اے طالب حقیقی!) (اچھی طرح) جان لے کہ بعض بزرگوں نے بارہ سال یا چالیس سال ریاضت کر کے لوح محفوظ کا مطالعہ کیا اور عرش اکبر تک پہنچے۔ اور اس سے اوپر ہزارہا مقامات طے کر کے ہوا میں اڑتے ہوئے، غوثیت اور قطبیت کے مراتب حاصل کیے، پھر ان کے بیشمار مرید ہوئے۔ عزت و مرتبہ اور مال و دولت اور نام و ناموس مل گئے، کشف و کرامات کا ظہور ہونے لگا۔ جن اور مؤکل ان کے تابع ہو گئے، تو وہ انہی مراتب کو پا کر یہ سمجھنے لگے کہ بس اب ہم کو معرفت توحید الٰہی حاصل ہو گئی ہے۔ بعض بزرگ حد درجہ ذکر قلبی کے سبب لوح ضمیر الہام کا مطالعہ کرتے ہیں۔ اور اسی کو معرفت تمام اور اللہ تعالیٰ کی توحید سمجھنے لگتے ہیں۔ بعض کا دماغ ذکر روحانی کے سبب جنبش میں آتا ہے، تو وہ تجلی روح اور نور چراغ مشاہدہ کو ہی اللہ تعالیٰ کی توحید اور معرفت الٰہی خیال کرنے لگتے ہیں۔

ان میں سے ہر ایک مرتبہ کے مخلوقات میں سے بھی کئی درجے ہیں اور یہ مراتب اور درجات اہل تقلید کے ہیں، مگر فقر محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور معرفت و توحید الٰہی سے بہت دور ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ کسی نے نہ اللہ تعالیٰ کی ابتداء دیکھی ہے اور نہ کوئی شخص اسکی انتہاء کو پہنچا ہے۔ پس اس لحاظ سے معرفت کیا چیز ہوئی اور توحید (الٰہی) کسے کہتے ہیں؟ اور مشاہدۂ قرب حضوری سے کیا مراد ہے؟ سنو!

سلک سلوک، معرفت الٰہی توحید، قرب توحید اور مقرب مشاہدۂ حضور کا یہ مطلب ہے کہ جب طالب اللہ اسم اللہ ذات پاک اور کلمۂ طیب کا تصور کرتا ہے تو کلمۂ طیب اور اسم اللہ ذات کے ہر ایک حرف سے سورج کی طرح تجلی نور نکل کر اہل تصور کو اپنے آپ میں لپیٹ کر مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں لے جاتا ہے۔ یہ مقام حضوری ہے، جسے لامکان بھی کہتے ہیں اور جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مد نظر ہے۔ وہاں دریائے وحدت گوناگوں لہریں مارتا ہے، ان لہروں میں سے وحدہٗ وحدہٗ کی بلند آواز نکلتی ہے۔ دریائے توحید کے دوسرے کنارے پر نور الٰہی پہنچتا ہوا دیکھ کر عارف باللہ ہو جاتا ہے۔ جن لوگوں کو جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دست مبارک سے ان کی گردن پکڑ کر اس

درآن دریای وحدت بیندازند در دریا غوطہ خوراند۔ آنہارا غواص توحید گویند وبہ مرتبۂ
فقر منتہی فنا فی اللہ برسند۔ وبعضی غوطہ خورند سالک مجذوب وبعضی مجذوب سالک
صاحب اہل توحید ذات واز مراتب ذات محجوب اہل درجات۔ ہرکہ در لامکان
برسد از دریای نور توحید کہ مثال بستن نتواند از لامکان کہ غیر مخلوق است۔ ومکان
لامکان رامثل بستن نتواند وآن لامکان راچون نام لامکان است نہ آنجا بوی دنیا
گندگی است ونہ آنجا ہوای نفس ناپسندگی است۔ ودر آنجا غرق دوام بندگی
است شیطان رادر لامکان رسیدن امکان نیست۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ؕ [1]

در لامکان بہرطرف کہ بینی نور توحید است۔

این مراتب از رفاقت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وبرکت شریعت واز کلمہ طیب
حاصل شود۔ این را لامکان تحقیق است۔ ہرکہ شک آرد، اُو زندیق است۔

المطلب آنکہ تا وجود طالب بچہار ذکر وبچہار فکر وبچہار مراقبہ پختہ نہ گردد، آن وجود
لائق مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمی شود۔

اوّل بذکر زوال کہ بشروع ذکر زوال رجوعات خلق کہتر ومہتر پیدا شود۔ طالب
مرید بسیار وبی شمار۔ چون ذکر زوال بتمامیت رسد، مریدان وطالبان ہمہ باز گشت
خورند ومیگویند از ذکر وفکر ہزار بار استغفار۔ طالب مرید صادق ہرآن کس ماند بہر
حال کہ بانتہا رسیدہ باشد بمعرفت الٰہی وصال۔

دوئم۔ ذکر کمال کہ بشروع ذکر کمال رجوعات فرشتہ ہا می شود ولشکر
فرشتگان گرد بگرد۔ کراماً کاتبین از نیک وبد الہام می دہند واز گناہ باز میدارند۔

[1] سورۃ البقرہ ۲: ۱۱۵

دریائے وحدت میں پھینک کر غوطہ لگواتے ہیں، ان لوگوں کو توحید کے غوطہ خور کہتے ہیں۔
ایسے لوگ فنا فی اللہ کے انتہائی فقر کے مرتبے پر پہنچ جاتے ہیں، اور بعض غوطہ خور سالک مجذوب
ہیں۔ اور بعض مجذوب سالک صاحب اہل توحید ذات، اور ذات کے مراتب سے اہل
درجات محجوب رہتے ہیں، جو شخص لامکان میں پہنچتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نور توحید کے دریا
میں غوطہ لگا آیا ہوں (وہ یہ درست نہیں کہتا) اس لیے کہ اس کی مثال ہی نہیں ملتی، کیونکہ لامکان
ایک غیر مخلوق چیز ہے، اور مکان کو لامکان کی مثال نہیں دے سکتے، صرف اسواسطے اُسے
لامکان کا نام دیتے ہیں، کیونکہ وہاں نہ بُوئے دنیا کی گندگی ہے اور نہ وہاں ناپسندیدہ نفس
کی خواہشات۔ وہاں تو ہمیشہ بندگی میں مستغرق رہتے ہیں، شیطان کا لامکان میں پہنچنے کا کوئی
امکان نہیں ہے۔

ارشادِ خداوندی ہے:۔

"پس جس طرف تم رُخ کرو، ادھر ہی اللہ تعالیٰ کا چہرہ ہے۔ (یعنی وہ متوجہ ہے)"
لامکان میں جس طرف بھی تو دیکھے گا، نورِ توحید ہی نظر آئے گا۔

یہ مراتب رفاقت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور شریعت اور کلمہ طیبہ کی برکت
سے حاصل ہوتے ہیں، یہ ہے لامکان کی تحقیق۔ جو شخص اس میں شک کرے، وہ کافر
اور بے دین ہے۔

مطلب یہ ہے کہ جب تک طالب کا وجود چار ذکر، چار فکر اور چار مراقبہ سے
پختہ نہ ہو جائے، اس کا وجود مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائق نہیں ہوتا۔
(وہ چار ذکر حسب ذیل ہیں)۔

اوّل: ذکر زوال جس کو شروع کرتے ہی ہر اعلیٰ و ادنیٰ رجوعات خلق کا زوال شروع ہوجاتا
ہے۔ طالب اور مرید بکثرت وبیشمار ہو جاتے ہیں، جب ذکر زوال اپنی انتہا کو پہنچ جاتا
ہے، تو تمام مرید اور طالب پھر جاتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ ذکر وفکر سے ہزار ہا بار استغفار
ہے۔ (صرف) وہی طالب اور مرید صادق ہر حال میں قائم رہتا ہے، جو انتہا کو پہنچ چکا ہو
اور جسے معرفت و وصال الٰہی حاصل ہو۔

دوم: ذکر کمال، اس ذکر کو شروع کرتے ہی فرشتے رجوع کرتے ہیں اور فرشتوں کا لشکر
گرداگرد رہتا ہے۔ کراماً کاتبین نیک وبد کے متعلق الہامی خبر دیتے ہیں۔ اور گناہ سے باز

چون ذکر کمال بتمامیت رسد۔

سیوم۔ ذکر وصال بشروع ذکر وصال مجلس انبیاء و اولیاء اللہ در باطن حاصل شود۔ واصل را چون ذکر وصال مجلس انبیاء و اولیاء اللہ ختم شود بعدازان۔

چہارم۔ ذکر احوال و ذکر احوال نور تجلیات بمراتب فنا فی اللہ بقا باللہ حاصل شود۔

بعدازان چہار، ہر چہار ذکر بفکر بگذارد، وجود لایق مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم۔

بدان کہ ہر کرا تاثیر تلقین و تعلیم ارشاد نیست۔ تلقین مرشد اثر نکند و دل بذکر اللہ مشغول نہ شود۔ و اسم اللہ ذات بر دل سکونت نگیرد، آن را این علاج است: باید کہ تصور اسم اللہ ذات مشق وجودیہ لازم گیرد۔ و بہ تصور با تفکر چشم بمد نظر اسم اللہ ذات فکر بہ پیشانی مشق کند و بر زبان اسم اللہ ذات مشق کند و بر ہر دو گوش اسم اللہ ذات مشق کند و بر ہر دو چشم اسم اللہ مشق کند و بر قالب اسم اللہ ذات مشق کند و بر سینہ اسم اللہ ذات و اسم محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشق کند۔ و بر ہر دو کف دست اسم اللہ ذات مشق کند و بر ناف، چپ راست و پیش و پس اسم اللہ ذات مشق کند و در سر بر دماغ اسم ہُو مشق کند۔ این جملہ مجموعہ مشق و تصور در عمل آرد۔ صاحب تصور اسم اللہ ذات تمام وجود طالب یعنی ہفت اندام او پُر نور گردد و بر وجود طالب اسم اللہ ذات غالب آید۔ در وجود او تاثیر کلیہ اسم اللہ ذات پیدا در آید۔

اگر کسی خواہد کہ در ہیچ حال ایمان از من جدا نشود و روشن و تابان ترمی باشد و ہرگز سلب نشود، دوام مشاہدہ معرفت الٰہی حاصل گردد، باید کہ ہمیشہ بہ تصور اسم اللہ ذات۔ بہ بیند حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدام در تصور اسم اللہ ذات غرق بود۔ و اگر کسی در وجود او اسم اللہ ذات سکونت و قرار نگیرد، باید کہ شب و روز با تفکر بر دل و بر سینہ و در دماغ و بر چشم اسم اللہ ذات بنویسد تا بعد چند روز اسم اللہ ذات تمام ہفت اندام را در قید و قبض خود آرد و از سر تا قدم تجلیات ذات موج زند و اسم اللہ ذات سکونت

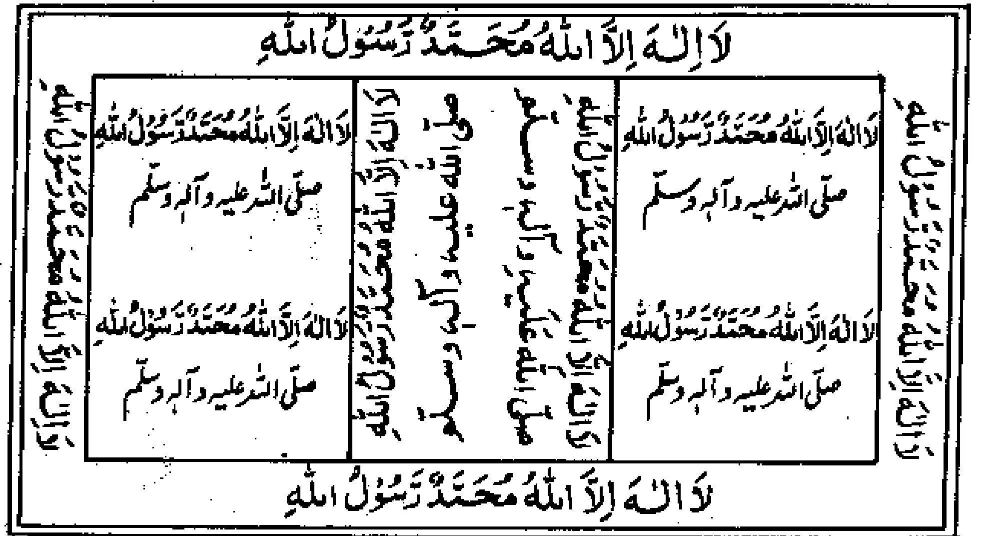
رکھتے ہیں جب ذکر کمال اپنی انتہا کو پہنچتا ہے، تو تیسرا ذکر شروع ہو جاتا ہے۔ جسے ذکر وصال کہتے ہیں۔ اس ذکر کو شروع کرتے ہی انبیاء اور اولیاء اللہ کی باطنی مجلس حاصل ہوتی ہے۔ واصل کا جب ذکر وصال مجلس انبیاء اور اولیاء اللہ ختم ہوتا ہے، تو اس کے بعد چوتھا ذکر احوال شروع ہو جاتا ہے۔ اس سے نور تجلیات اور فنا فی اللہ و بقا باللہ کے مراتب حاصل ہوتے ہیں۔

ان چار ذکروں کے بعد چار فکر ہوتے ہیں۔ ان کے بعد وجود مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائق ہوتا ہے۔

اے مخاطب! جان لے کہ جس شخص پر تلقین، تعلیم و ارشاد کا اثر نہ ہوتا ہو اور مرشد کی ہدایت اثر نہ کرتی ہو اور اس کا دل ذکر الٰہی میں مشغول نہ ہوتا ہو۔ اور اسم اللہ ذات اُس کے دل پر نہ ٹھہرتا ہو، تو اس کا علاج یہ ہے: اس کو چاہیے کہ اپنے وجود پر اسم اللہ ذات کے تصور کی مشق کرے۔ اور تصور اور تفکر کے ساتھ آنکھوں، پیشانی، زبان، دونوں کانوں، قالب اور سینہ، دونوں ہتھیلیوں، ناف، اور دائیں بائیں، آگے پیچھے اسم اللہ ذات اور اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مشق کرے۔ سر اور دماغ میں اسم ہُو کی مشق کرے۔ اگر اس طرح تمام وجود میں وہ اسم اللہ ذات اور اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تصور کی مشق کرے گا، تو صاحب تصور اسم اللہ ذات یعنی طالب کے سارے اعضاء نور سے پُر ہو جائیں گے۔ اور اُس کے وجود پر اسم اللہ ذات غالب آجائے گا، اور اس کے وجود پر پورا پورا اثر کرنے لگے گا۔

اگر کوئی شخص چاہے کہ مجھ سے کسی حالت میں بھی ایمان جُدا نہ ہو اور روشن اور منور تر ہو اور ہرگز زائل نہ ہو اور دائمی طور پر معرفت الٰہی کا مشاہدہ حاصل ہو، تو اُسے چاہیے کہ ہمیشہ اسم اللہ ذات کا تصور کرے، کیونکہ خود حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ اسم اللہ ذات کے تصور میں مستغرق رہتے تھے۔ اور اگر کسی شخص کے وجود میں اسم اللہ ذات سکونت اور قرار نہ پکڑے، تو اُسے چاہیے کہ وہ دن رات تفکر سے اپنے دل، سینہ و دماغ اور آنکھوں پر اسم اللہ ذات لکھے۔ چند روز بعد اسم اللہ ذات اس کے ساتوں اعضاء پر غالب آجائے گا اور سر سے پاؤں تک تجلیات ذات لہریں ماریں گی اور اسم اللہ ذات اس کے وجود میں اس طرح سکونت اختیار کرے گا کہ پھر اس سے

گیرد، باز از وجدا نشود۔ در مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشرف شود۔ وجملہ مطالب بکشاید ویقین صادق آرد، تا مقصود کلی یابد۔ ہر کہ این تصور مشق مرقوم بسر و دماغ کند، از سر تا قدم قلب قالب ہفت اندام جسم جسد ہمہ نور گردد و در باطن معمور بمد نظر اسم اللہ ذات ہر چہ می بیند، از کلمہ طیب می بیند قدرت الٰہی، نور مشاہدہ، دوام آگاہی حضور اینست علم عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا[1] بکشاید۔ ہر کہ این چنین توجہ از قرب حضور اللہ بداند، توجہ اُو تا روز قیامت باز نماند۔ دائرۂ دماغ اینست۔ ۔ ۔ ۔ ۔

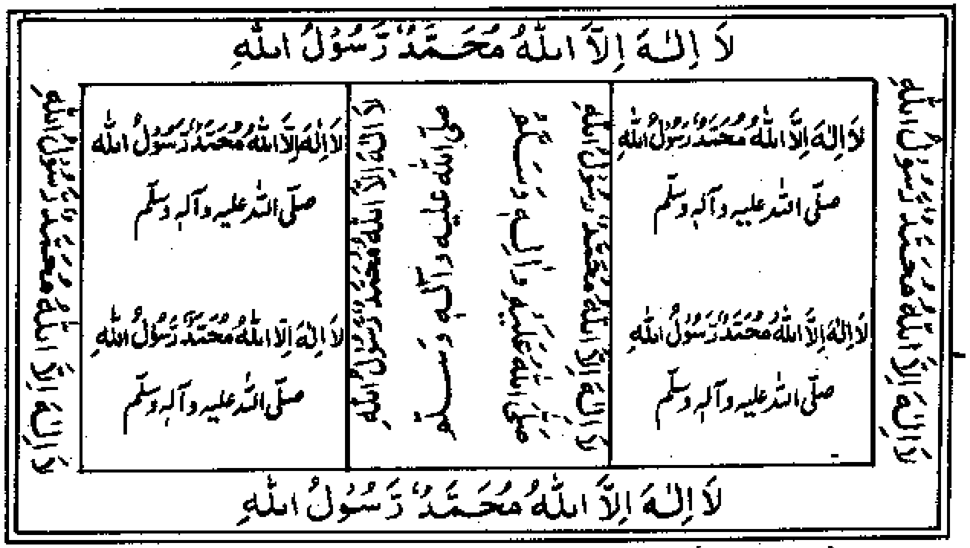


کسی را کہ نفس سرکش و سر ہوا موافق ابلیس باشد، کسیکہ مفلس ظاہر و نہ دل غنی و نہ در باطن حاضر در مجلس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از ہلاکت فقر و فاقہ، بگدائی درویشی در پیش اضطراری و فقیری اختیاری را کہ مطلق فقر مرکب است۔ و کسیکہ در پیش فقیر کامل مرشد مکمل میرود و اُو را گویند کہ ترا حاصل نیست و بحق واصل نیستی و آن شکستہ دل طالب را و کسیکہ دوام بیماری است و از سختی بیماری بیقرار است، ہرگز اُو را خواب نیاید۔ چشم بیدار است۔ و ہر طبیب و حکیم نبض اُو را می بیند و میگوید کہ این

[1] سورۃ البقرہ ۲ : ۳۱

کبھی جدا نہ ہوگا۔ وہ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مشرف ہو جائے گا۔ اس کے تمام مقاصد حل ہو جائیں گے اور اُسے یقین صادق آ جائے گا، یہاں تک کہ وہ مقصود کلی پا جائے گا۔ جو شخص سر اور دماغ میں یہ مشق تصور کرے گا، سر سے پاؤں تک اس کا تمام وجود نور ہو جائے گا۔ اس کا باطن آباد ہو جائے گا۔ وہ جو کچھ دیکھے گا، اسم اللہ ذات کو مدنظر رکھ کر دیکھے گا۔ کلمہ طیب سے وہ قدرت الٰہی کو دیکھے گا۔ نور کا مشاہدہ کر سکے گا۔ اس کو ہی دائمی حضوری اور آگاہی کہتے ہیں۔ اس مقام پر پہنچ کر "اور اللہ نے آدم کو ان سب اشیاء کے نام سکھائے" کا علم معلوم ہوتا ہے۔ جو شخص اس قسم کی قرب حضور اللہ کی توجہ جانتا ہے، اس کی توجہ روز قیامت تک باز نہیں رہتی۔

دائرۂ دماغ یہ ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔



جس شخص کا نفس سرکش ہو اور اس کی خواہشات شیطان (کی مرضی) کے مطابق ہوں، یا جو شخص ظاہر میں مفلس ہو اور دل غنی نہ ہو اور جسے باطن میں مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاصل نہ ہو، فقر و فاقہ اور گدائی و درویشی میں گرفتار ہو، فقر اضطراری میں مبتلا ہو اور فقر اختیاری کو فقر نگوں ساری میں تبدیل کر لیا ہو۔ یا جو کوئی کسی فقیر کامل اور مرشد مکمل کے پاس جائے اور وہ اسے کہہ دیں کہ تو اس کے اہل نہیں، اور تو واصل حق نہیں ہو سکتا۔ اور وہ شکستہ دل ہو جائے اور وہ شخص جو دائمی بیمار ہو اور بیماری کی سختی کی وجہ سے بے قرار ہو، اس کو ہرگز نیند نہ آتی ہو اور آنکھیں کھلی رہیں۔ اور ہر طبیب اور حکیم اس کی نبض کو دیکھے اور کہے کہ یہ لا علاج

لادواست و ہرگز بہ نگردد۔ وکسیکہ از خواندن دعوت رجعت خوردہ دیوانہ شد گوئی کہ مُردہ افسردہ وفقیریکہ از مراتب علیین سبیل سجین درآید و در سلک سلوک بند شدہ بروی نکشاید وکسی کہ بکسی عداوت دارد و دوستی پذیر نشود و اخلاص نہ پذیرد وکسی طالب کہ مرشد برد ستیزہ گیرد و روشن ضمیر دل او بمیرد و نقد وقت حال او بیحال و برگشتہ از معرفت وصال در مراتب زوال با دیوانگی خیال است وکسی راکہ دعوت روان نگردد و ذاکر از ذکر قبض وبسط بیرون نیاید و از سکر وسہو خلاص نشود وکسی راکہ در خواب ویا در مراقبہ نگار بیند و در مجلس اہل بدعت نشیند۔ کسی راکہ در چشم خواب غالب آید و بیداری زندگی دل دست ندہد وکسی راکہ از فسق وفجور وظلم وستم وشرب شراب بیرون نہ برآید۔ ہمہ چیزہا راچہ علاج است؟ جواب: ہریک را مجموعہ علاج آنست کہ از حاضرات اسم اللہ ذات و از تصور کلمہ طیب لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہریک را احوالات از طریقت تحقیقات میکشاید و علاج بنماید از برکت تصور اسم اللہ ذات حضوری۔

و از دعوت اہل قبور ہرکہ این طریق داند، ہرکی را بمطالب مطلب بمراتب خود رساند و از مردم عوام وگنج حکیم خاص دین ودنیا تصرف تمام است۔ راہ تصور حاضرات اسم اللہ وحدانیت است۔ این راہ عطار اللہ، بریاضت نیست راز است۔ این فیض فضل اللہ، بی مجاہدہ بامشاہدہ است۔ این بخشش الٰہی است ومحنت نیست معرفت ومحبت است۔ این نہ رحمت اللہ بذکر مذکور نیست، بقرب حضور است۔ این راہ لطف اللہ بفکر نیست۔ فنای نفس است۔ واین راہ شرف اولیاء اللہ، بطلب دنیا مراد نیست باستغراق فی اللہ توحید دیدار است۔ این راہ دعوت نیست جمعیت است۔ این جملہ مقامات ذات و صفات میکشاید۔ از تصور ہفتاد مشق از ناف نفس خلاف از قلب تا بسر دماغ با تفکر انگشت بنویسید، مردم کل وجز واضح گردد از مشق مرقوم وجود روشن شود، از نور محمدی

ہے اور ہرگز تندرست نہ ہو۔ یا کوئی شخص دعوت پڑھنے سے رجعت میں مبتلا ہو کر دیوانہ ہو گیا ہو گویا کہ وہ مُردہ اور افسردہ ہے۔ یا کوئی فقیر اعلیٰ مرتبہ سے ادنیٰ مرتبے پر گر گیا ہو، اور سلک سلوک کا دروازہ بند ہو گیا ہو اور اس پر کھلتا نہ ہو۔ یا کوئی شخص اس کا ایسا دشمن ہو کہ وہ دوست نہ ہوتا ہو اور مخلص نہ بنتا ہو۔ یا جس طالب پر مرشد ناراض ہو کر سب کچھ اس سے سلب کر لے اور اس کا روشن ضمیر مُردہ ہو جائے اور وہ خوش حالی سے بیحالی کی طرف لوٹ جائے، معرفت وصال سے دیوانگی خیال کے ساتھ مراتب سے گر جائے۔ یا کسی سے دعوت رواں نہ ہوتی ہو اور ذاکر ذکر کی قبض و بسط اور سکر و سہو سے خلاصی نہ پاتا ہو۔ یا جو خواب اور مراقبہ میں محبوب مجازی کو دیکھتا ہو، اور اہل بدعت کی محفل میں بیٹھتا ہو۔ یا جس پر نیند کا غلبہ ہو اور اس کا دل بیدار نہ ہوتا ہو۔ یا جو فسق و فجور، ظلم و ستم اور شراب نوشی نہ چھوڑ سکتا ہو۔ ان تمام چیزوں کا کیا علاج ہے؟ ان تمام باتوں کا صرف یہ ایک علاج ہے کہ اسم اللہ ذات اور کلمہ طیبہ کے حاضرات و تصور سے ہر ایک کا دفعیہ کرے۔ طریقہ تحقیقات سے اور تصور اسم اللہ ذات حضوری کی برکت سے ہر ایک کے احوال کا تدارک اور علاج کرے۔

جو شخص دعوت اہل قبور کے طریق کو جانتا ہے، وہ ہر ایک کو اپنے مراتب پر پہنچا کر اس کی مطلب براری کر سکتا ہے۔ اسے عام آدمیوں، حکیم مطلق کے خاص خزانوں اور دین و دنیا کا مکمل تصرف حاصل ہوتا ہے۔ اسم اللہ ذات کے حاضرات کے تصور کی راہ وحدانیت ہے۔ یہ راہ عطائے الٰہی ہے، ریاضت سے ہاتھ نہیں آتی، یہ ایک راز ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فیض اور فضل ہے، بغیر مجاہدہ اور بامشاہدہ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی بخشش ہے۔ اور محنت نہیں ہے۔ یہ سراسر معرفت اور محبت ہے۔ اللہ تعالےٰ کی رحمت کی یہ راہ ذکر و مذکور سے نہیں، بلکہ قرب حضور ہے۔ یہ راہ اللہ تعالیٰ کا لطف و کرم ہے، فکر سے نہیں۔ فنائے نفس ہے۔ اور یہ راہ اولیاء اللہ کا شرف ہے۔ اس سے دنیا کا طلب کرنا مراد نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی توحید میں مستغرق ہونا اور اس کا دیدار ہے۔ یہ راہ دعوت نہیں بلکہ جمعیت ہے۔ اس سے ذات و صفات کے تمام مقامات منکشف ہوتے ہیں۔ جب نفس کے خلاف ناف سے قلب اور دماغ تک تفکر کی انگلی سے ستر مشقیں تصور کی کرے، تو اس سے لوگوں کو تمام کل و جز واضح ہو جاتا ہے اور وجود نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو کہ نور محمود ہے، مشق سے روشن ہو جاتا ہے۔ یہی کلی نور جمعیت کا اصلی مقصد، معرفت، اور توحید معبود ہے۔ جب

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از نور محمود کہ کلیہ جمعیت ومقصود ومعرفت توحید معبود۔ چون در تصور اسم اللہ ذات درآید۔ اسم اللہ ذات چہار حروف دارد۔ در وجود چہار دریا پیدا وہویدا گردد۔

یکی دریای توکل، دوم دریای ترک دنیا، سیوم دریای معرفت، چہارم دریای توحید۔

ہر کہ درین چہار دریا غوطہ خورد، فقیر عارف باللہ شود۔ این چنین مراتب ذاکر قرب قدرت قوت نورالہدیٰ عارف قادری است۔

رباعی

کسی را تصور بتاثیر شد
کہ غالب بکونین او میر شد
کہ روشن تصور بہ از آفتاب
جمالش نماید شود بی حجاب

از غلبات تصور نفس غلام ومغلوب وتابع وفرمان بردار در وجود ہم سخن گردد ومتکلم میشود۔ و با توجہ تصور از شناسی نفس از بود نابود گردد۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ :۔

مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ [1] وَمَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ بِالْفَنَاءِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ بِالْبَقَاءِ [2] ط

از غلبات تصور قلب قوت، قدرت، قرب الہدیٰ یابد واز غلبات تصور روح لذت نور اللہ ذات یابد واز قید نفس روح خلاص یابد واز غلبات تصور تمامی ستر اسرار گوناگون مشاہدہ پروردگار نماید واز غلبات تصور فقر لایحتاج صاحب راز بی نیاز گردد۔

[1] کیمیائے سعادت از امام غزالیؒ وتفسیر عرائس البیان، فصوص الحکم از محی الدین ابن عربیؒ۔
[2] نقل از شرح عین العلم از ملا علی قاریؒ

اسم اللہ ذات تصور میں آتا ہے، (تو معلوم ہوگا) کہ اسم اللہ ذات چار حروف رکھتا ہے۔ (اس) اسم اللہ ذات کے تصور سے وجود میں چار دریا پیدا اور ظاہر ہوتے ہیں۔

اوّل دریائے توکل، دوسرا دریائے ترک دنیا، تیسرا دریائے معرفت اور چوتھا دریائے توحید۔

جو شخص ان چاروں دریاؤں میں غوطہ لگاتا ہے، وہ فقیر عارف باللہ ہو جاتا ہے۔ اس قسم کے مراتب قادری عارف کے ہیں، جو ذاکر ہوتا ہے، قرب الٰہی رکھتا ہے اور اس میں نور الہدیٰ کی قوت وقدرت ہوتی ہے۔

رباعی

جو شخص تاثیر کے ساتھ تصور کرتا ہے، وہ دونوں جہان کا غالب اور سردار ہو جاتا ہے۔

کیونکہ روشن تصور آفتاب سے بہتر ہوتا ہے۔ اور اس سے بے حجاب جمال نصیب ہوتا ہے۔

تصور کے غلبہ سے نفس غلام، مغلوب اور تابع و فرمانبردار ہو جاتا ہے۔ اور وجود میں ہم سخن ومتکلم ہو جاتا ہے۔ تصور اور توجہ سے نفس اپنے آپ کو پہچان کر بُود سے نابود ہو جاتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :۔

"جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا، پس اس نے اپنے رب کو پہچان لیا، اور جس نے اپنے رب کو فنا کے ساتھ پہچانا، یقیناً اس نے اپنے پروردگار کو بقا کے ساتھ جانا۔"

تصور کے غلبہ سے قلب کو قوت، قدرت، قرب اور ہدایت حاصل ہوتے ہیں۔ اور روح کو ذات الٰہی کے نور کی لذت نصیب ہوتی ہے۔ اور نفس کی قید سے روح کو رہائی حاصل ہوتی ہے۔ اور تصور کے غلبہ سے تمام گوناگوں ستر اسرار الٰہی کا مشاہدہ ہونے لگتا ہے۔ اور تصور کے غلبہ سے لایحتاج اور صاحب راز بے نیاز فقیر بن جاتا ہے۔

بدانکہ اساس تصورات تصور اسم اللہ ذات در اسم محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سرور کائنات وتصور کلمۂ طیبات۔ افضل تصور را اوّل دو علم واضح گردد وروشن میشود وعلم ظاہر عبادات ومعاملات وعلم باطن معرفت نور ذات مشاہدات العلم علمان علم المعاملہ وعلم المکاشفہ۔

نقش تصور اسم دو سہ مذکور اینست : . . . . . .

اَللّٰہ لِلّٰہ لَہٗ ھُو

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

کف دست

بمشکل کشائندہ از وہر مشکل اسم اللہ ہر کہ این چنین توجہ داند از عرش تا تحت الثریٰ دست کف زیر و زبر گرداند۔ این راہ بخواندن نیست۔ مرتبۂ فقیر اہل تصور کہ غالب شدن بہر ملک و ولایت امیر باشد۔ صاحب لبسط وکشاد فقیر مالک الملکی صاحب اختیار۔ ہر کہ را خواہد ملک و ولایت بدہد و بنوازد۔ ہر کہ را خواہد از ملک بدر کند ومعزول سازد۔ این خدمات بر اہل ذات چنانچہ فقیر باھُوؒ فنا فی ذات ھُو۔ از

(اے طالب حقیقی!) (اچھی طرح) جان لے کہ تصورات کی بنیاد تین تصورات پر ہے۔ اوّل تصور اسم اللہ ذات، دوم تصور اسم محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سرور کائنات اور سوم تصور کلمۂ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم۔ تصور سے پہلے دو افضل علم واضح اور روشن ہوتے ہیں۔ ایک علم ظاہر یعنی عبادات ومعاملات کا علم۔ دوسرا علم باطن یعنی معرفت نور ذات ومشاہدات، کیونکہ دو ہی علم ہیں۔ ایک علم معاملہ، دوسرا علم مکاشفہ۔ ان دو تین مذکور تصوروں کے اسم کا نقش یہ ہے :-

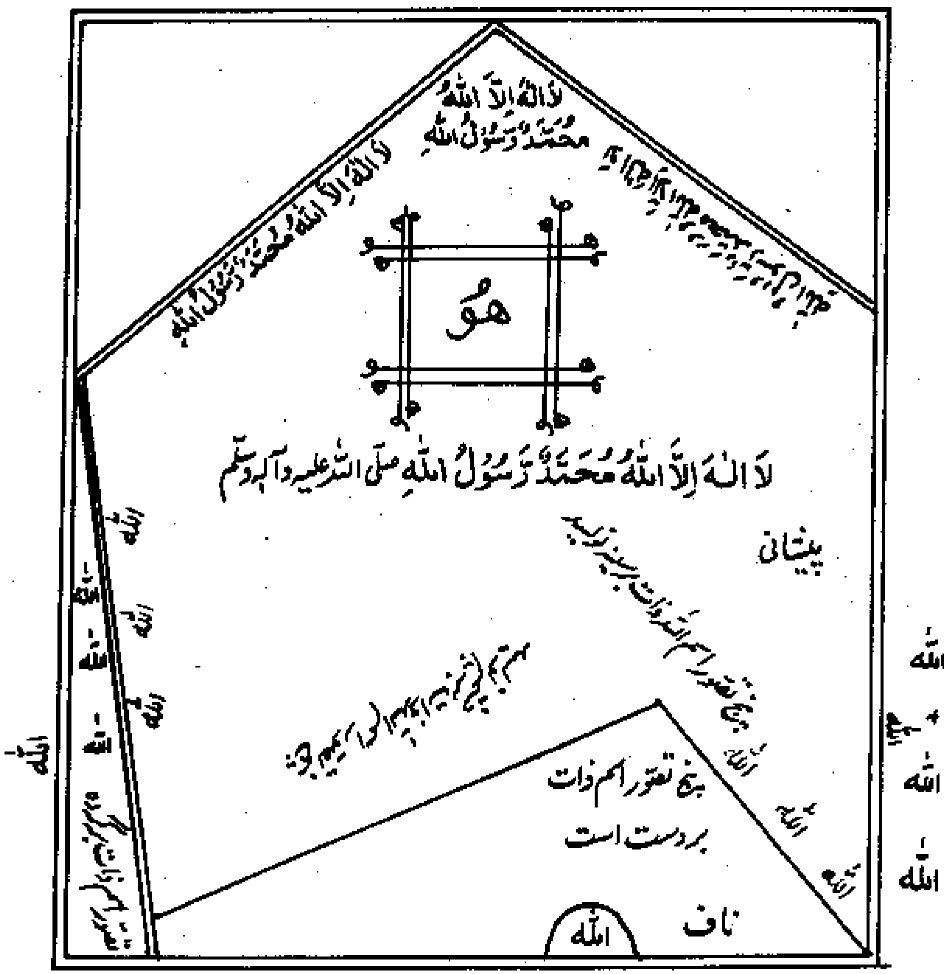
اَللّٰہ ، لِلّٰہ ، لَہٗ ، ھُو

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

کف دست

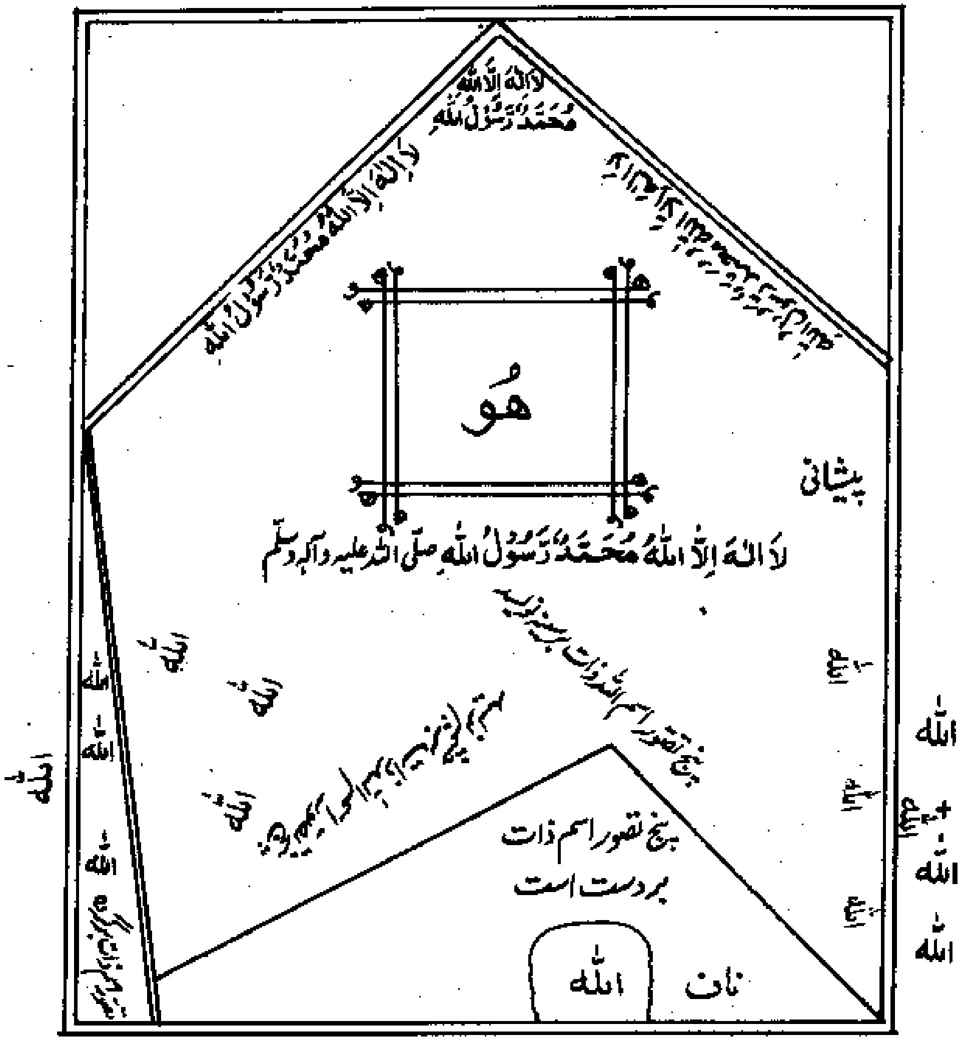
اس اسم اللہ ذات کے تصور سے ہر مشکل حل ہو جاتی ہے۔ جو شخص اس قسم کی توجہ جانتا ہے۔ وہ عرش سے تحت الثریٰ تک ہاتھ کی ہتھیلی سے (ہر چیز کو) زیر و زبر کر سکتا ہے۔ اس راستے کا تعلق مطالعہ کرنے سے نہیں۔ اہل تصور فقیر ہر ملک و ولایت کا سردار ہوتا ہے۔ اور تمام بندوبست اس کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ وہ مالک الملک اور صاحب اختیار ہوتا ہے۔ جسے چاہے ملک اور ولایت دے اور نوازش کرے اور جسے چاہے ملک سے نکال دے۔ اور معزول کر دے۔ یہ خدمات اہل ذات کے سپرد ہوتی ہیں، جیسا کہ فقیر باھُوؒ فنا فی ذات ھُو۔ یہ لوگ فقر کے بہترین درجہ پر ہوتے ہیں کیونکہ فقر کا ہر خزانہ اور دولت

فقر بہترین کہ ہر گنج و دولت ایشان است ۔ باین نقش کامل میکشاید و مینماید یقین داننہ .... تاج الانبیا اینست ۔



ہر کہ تمام عمر و یا آنکہ یکبار این نقش اسم اللہ ذات را در وجود تبفکر تصور مرقوم مشق کند تا روز قیامت اسم اللہ از ہفت اندام او جدا نشود و چنان عمل دہد کہ حیات و ممات او یکی گردد ۔ ہر کہ این نقش را داغ منصب بر دماغ دہد از ستر اسرار محبت مشاہدۂ حضوری و مراقبہ معراج ملاقات بکشاید ۔ این علم است در سینہ ۔ این نقش اسم اللہ ذات تزکیۂ نفس و تصفیۂ قلب و تجلیۂ روح و تجلیۂ

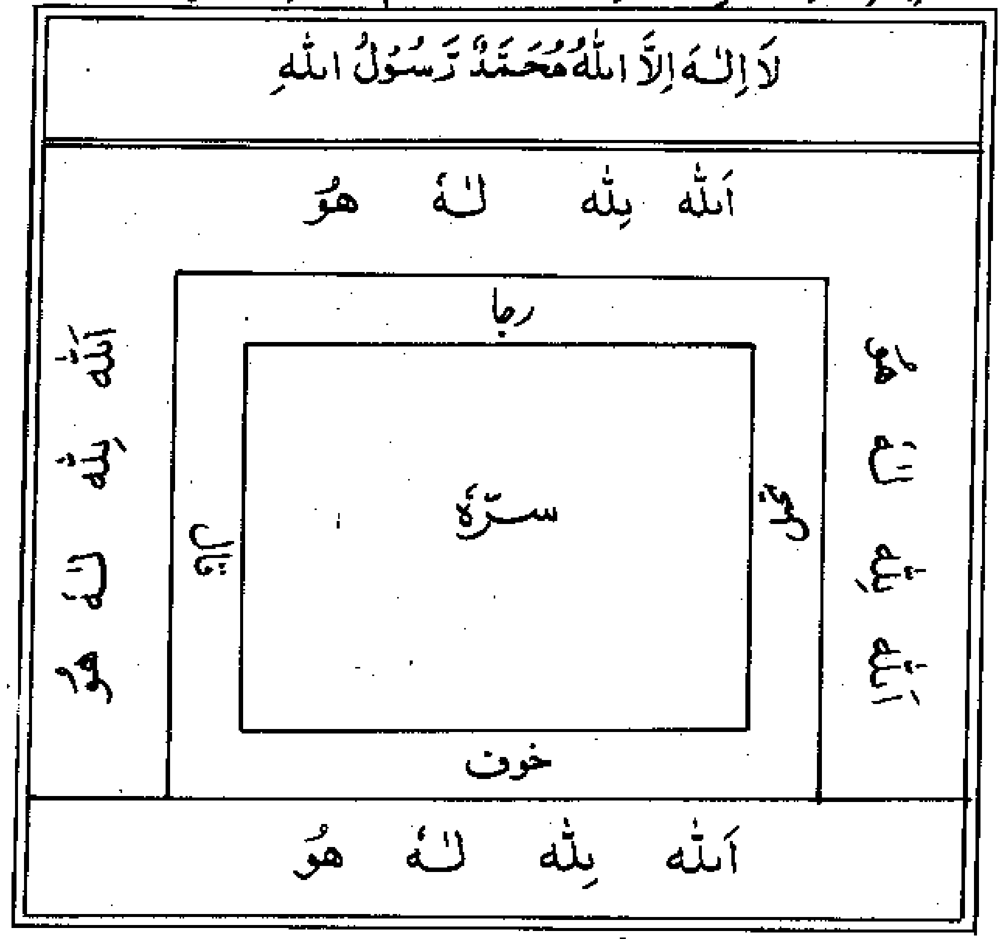
ان کی ہوتی ہے ۔ اس نقش کامل سے اسس امر کی نشاندہی ہوتی ہے ۔ یقین مانو یہی نقش تاج الانبیاء ہے ۔



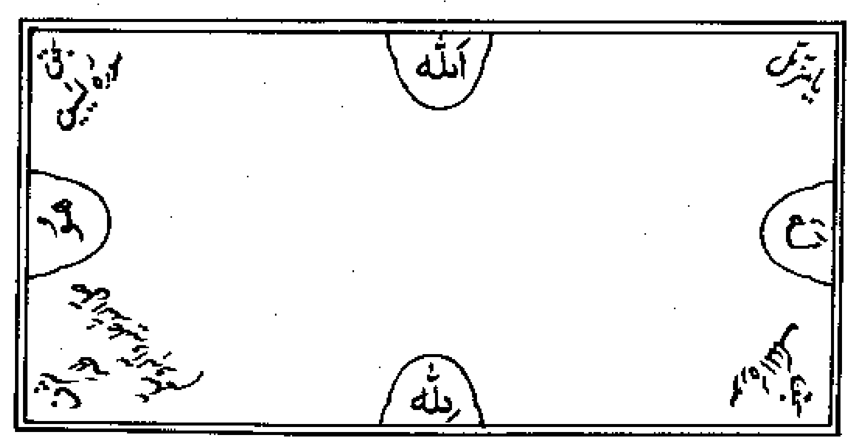
جو شخص تمام عمر یا کم از کم ایک دفعہ اس نقش اسم اللہ ذات کو تفکر اور تصور سے اپنے وجود میں لکھنے کی مشق کرتا ہے، تو اسم ذات اس کے تمام وجود سے روز قیامت تک جدا نہیں ہوتا ۔ اور ایسا اثر کرتا ہے کہ اس کی زندگی اور موت ایک ہو جاتی ہے ۔ جو شخص اس نقش کو داغ منصب کے طور پر دماغ پر لکھتا ہے، اس پر ستر اسرار محبت اور مشاہدۂ حضوری منکشف ہوتے ہیں ۔ اور اسے مراقبہ میں معراج اور ملاقات کا شرف حاصل ہوتا ہے ۔ یہ علم سینہ بہ سینہ ہیں ۔ اسم اللہ ذات کے اس نقش سے نفس کو پاکیزگی، دل کو صفائی، روح کو روشنی

سرّ شناسد۔ عارفان بالیقین اینست :

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　سَلٰمٌ قَوۡلًا مِّنۡ رَّبٍّ رَّحِیۡمٍ ط

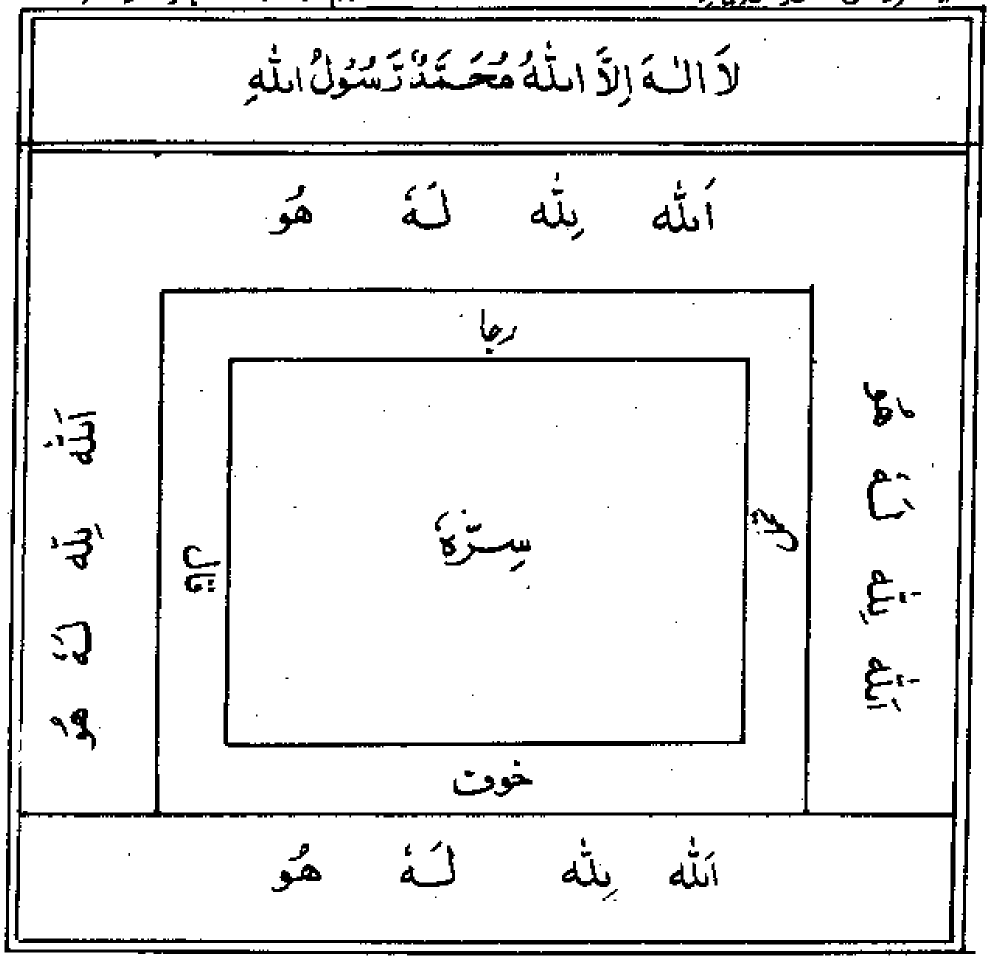


تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ ط

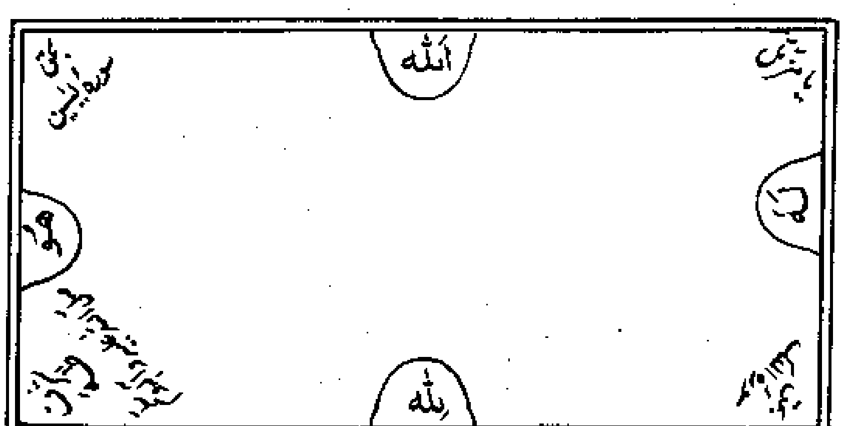


اور سرّ کو تجلی ہوتی ہے۔ عارفان بالیقین کے لیے وہ نقش یہ ہے :-

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　سَلٰمٌ قَوۡلًا مِّنۡ رَّبٍّ رَّحِیۡمٍ ط



تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ ط



باب چہارم

در بیان مراقبہ

مراقبہ نگہبانی دل است کہ رقیب غیر حق در اندرون دل جاندھد چنانچہ خطرات نفسانی و شیطانی حرص پریشانی آنچہ ما سوای اللہ است و مراقبہ بحق رسانندہ الیست و مشاہدۂ خاص نمائندہ را گویند یعنی محو را گویند چنانچہ نفی خطرات را گویند و مراقبہ محبت محبوب را گویند و محرم الٰہ را نیز گویند و مراقبہ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را گویند و مراقبہ نور الہدیٰ تجلی ذات را گویند۔

شرح مراقبہ

ہر کہ اول در مطالعۂ علم مراقبہ در آید، دل او را محبت زاید، ہفت مجالس بکشاید۔ آنچہ ارواح از حضرت آدم علیہ السلام تا خاتم النبیین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین است می بیند۔ اینست ابتدای سبق از علم مراقبہ بالیقین و مراقبہ محرم اسرار۔ مراقبہ اسم اللہ ذات رفیق را مشاہدات حضور بنماید و در لامکان رساند۔ قدر مراقبہ نداند، ہنوز در ذکر و فکر حبس دم بستن حیران پریشان و نادان است۔ و نیز شرح مراقبہ و مراقبہ مطلق موت است۔ ہر کہ در تصور اسم اللہ ذات بتوجہ و مراقبہ در آید، مشاہدۂ احوالات مرتبۂ موت بکشاید۔ معائنۂ جان کندن در حقیقت قبر و سوال منکر نکیر و حسابگاہ روز قیامت بنماید و از پلصراط گذشتہ بسلامتی در بہشت در آید۔ و تماشای حور و قصور و انوار مشرف دیدار پروردگاری شود۔ حاصل اینست و فعل مراقبہ حق اہل یقین واصل۔

باب چہارم

مراقبہ کے بیان کے بارے میں

مراقبہ دل کی نگہبانی کو کہتے ہیں، کہ دل کے اندر رقیب غیر حق جانے نہ پائے چنانچہ خطرات نفسانی اور حرص شیطانی پریشانی کا باعث ہوتے ہیں، غرضیکہ جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ کے سوا ہے، اس سے پریشانی لاحق ہوتی ہے۔ مراقبہ سے انسان خدا رسیدہ ہوتا ہے۔ اور اُسے مشاہدۂ خاص ہوتا ہے۔ مراقب اس شخص کو کہتے ہیں، جو غیر حق کو محو کر کے یعنی خطرات کی نفی کر کے حق تعالیٰ کے اسم ذاتی کا تصور کرے۔ مراقبہ محبوب کی محبت کا نام ہے اور محرم راز الٰہی کو بھی کہتے ہیں۔ اور مراقبہ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہتے ہیں، اور مراقبہ نور الہدیٰ اور تجلیات ذات کو بھی کہتے ہیں۔

شرح مراقبہ

جو کوئی شخص کہ پہلے علم مراقبہ کا مطالعہ کرتا ہے، اس میں محبت بڑھتی ہے۔ اس پر سات مجلسیں منکشف ہوتی ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت رسالت پناہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک کی تمام روحیں اس کو دکھائی دیتی ہیں۔ یہ علم بالیقین مراقبہ کا ابتدائی سبق ہے۔ مراقبہ سے انسان محرم راز ہو جاتا ہے۔ اسم اللہ ذات کا مراقبہ انسان کو حضور کے مشاہدات دکھاتا ہے اور لامکان میں پہنچاتا ہے۔ جو شخص ذکر و فکر میں دم کو روکے، وہ حیران پریشان اور نادان ہے۔ وہ مراقبہ کی قدر ہی نہیں جانتا۔ نیز مراقبہ اور شرح مراقبہ مطلق موت ہے۔ جو شخص اسم اللہ کا تصور، توجہ اور مراقبہ کرتا ہے۔ مرتبۂ موت کے احوال کا مشاہدہ کرتا ہے۔ یعنی جانکنی کا معائنہ، قبر کی حقیقت، منکر نکیر کے سوال و جواب، روز قیامت کا حساب کتاب، اور پلصراط پر سے سلامتی سے گزرنا، بہشت میں داخل ہونا، حور و قصور کا دیکھنا اور انوار دیدار پروردگار سے مشرف ہونا، اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مراقبہ کرنے والے کو حق الیقین، اور واصل ہونے کا درجہ عطا ہوتا ہے۔

بیت

گر بگویم شرح این احوال را   هر یکی عبرت خورد مرد خدا

مراقبہ جوہر ایمان است کہ بتعلق جوہر مقرب سبحان است ۔

بدانکہ مراقبہ بچہار چیز تعلق دارد کہ محض چہار میم است ۔

اوّل میم مراقبہ از محبت مشاہدۂ اسرار پروردگار مینماید۔ این از تصوّر اسم اللہ ذات ۔

دوم میم مراقبہ از معرفت و توحید نور الٰہی نمودار شود و این مراقبہ از تصور اسم اللہ ذات است۔

سیوم میم مراقبہ معراج است، صلوٰۃ از دل بکشاید، مشاہدۂ ذکر جاری گردد۔ ذوق بخش فرحت انگیز۔ تمام وجود میزید و ہر موی زبان کشاید بنام یا اللہ و بجز داین مراقبہ از تصور اسم لِلّٰہ ذات است۔

چہارم میم مراقبہ مجموعۃ الوجود است کہ ہفت اندام از سر تا قدم تمام در مشاہدۂ نور نو ادر بر نفس و شیطان غالب و قادر تا آنکہ بہر یک مجلس انبیاء و اولیاء صاحب مراقبہ ملاقات نکند از مراقبہ بیرون نہ بر آید، اگرچہ در باطن مراقبہ نگذرد ہفتاد سال و در نظر مردم چشم پوشیدہ طرفہ زد، بلکہ مقدار سخن قال این مراقبہ صاحب ہفت اندام و انتہاء مراقبہ ختم تمام است۔ بلکہ ہر یک از ہفت اندام وقت مراقبہ ہفتاد ہزار صورت از ہفت ہر اندام صورت نور بذکر اللہ مذکوری بر آید و چون صاحب مراقبہ باخبر شود، ہر یک صورت نور باز در جبہ در آید۔ بعضی این مراقبہ را صاحب مراقبہ میدانند۔ بعضی نمی دانند۔ این مراقبہ از تصور اسم ہوٗ است۔ و از اسم ہوٗ چہار ذکر مستی کشاید کہ آن را محض غرق حضور نور گویند ۔

اوّل ذکر حامل، حاصل شود از مرشد کامل ۔

بیت

اگر میں ان احوال کی تشریح کروں، تو ہر ایک مرد خدا کو عبرت ہو جائے ۔

مراقبہ ایمان کا جوہر ہے۔ اس سے مراقب اللہ تعالیٰ کا مقرب ہو جاتا ہے۔

اے طالب صادق! جان لے کہ مراقبہ چار چیزوں سے تعلق رکھتا ہے، جو محض چار میم ہیں ۔

اوّل مراقبۂ محبت، اس سے اسرار الٰہی کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ یہ چیز اسم اللہ ذات کے تصور سے ہاتھ آتی ہے ۔

دوّم مراقبۂ معرفت، اس سے توحید الٰہی کا نور نمودار ہوتا ہے۔ یہ چیز بھی اسم اللہ ذات کے تصور سے حاصل ہوتی ہے۔

سوم مراقبۂ معراج، اس سے دلی نماز منکشف ہوتی ہے، مشاہدۂ ذکر جاری ہو جاتا ہے۔ ذوق و فرحت ہوتی ہے۔ تمام وجود زندہ ہو جاتا ہے۔ اور ہر بال یا اللہ یا اللہ پکارنے لگتا ہے۔ یہ چیز بھی اسم لِلّٰہ ذات کے تصور سے حاصل ہوتی ہے ۔

چہارم مراقبۂ مجموعۃ الوجود، اس سے تمام وجود سر سے پاؤں تک مشاہدۂ نور میں گھر جاتا ہے اور مراقب نفس اور شیطان پر غالب آجاتا ہے۔ یہاں تک کہ جب تک مراقبہ کرنے والا ہر ایک مجلس میں ہر ایک نبی اور ولی سے ملاقات نہیں کر لیتا، تب تک مراقبہ نہیں چھوڑتا، خواہ لوگوں کی نگاہوں میں وہ وقت ایک لحظہ ہوتا ہے، لیکن باطن میں وہ ستر سال کے برابر ہوتا ہے، بلکہ اس مراقبہ کے سخن کی مقدار صاحب ہفت اندام کے برابر اور انتہائے مراقبہ ختم تمام ہے۔ بلکہ اس قسم کا مراقبہ کرنے والے کے سارے وجود کے ہر عضو سے ستر ہزار نورانی صورتیں ذکر الٰہی کرتی ہوئیں نمودار ہوتی ہیں۔ اور جب صاحب مراقبہ مراقبہ چھوڑتا ہے، تو وہ نورانی شکلیں پھر اپنے اصلی مقام پر چلی جاتی ہیں۔ بعض لوگوں کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص مراقبہ کر رہا ہے۔ اور بعض لوگ نہیں جانتے کہ یہ شخص مراقبہ کر رہا ہے۔ یہ مراقبہ اسم ہوٗ کے تصور سے ہوتا ہے۔ اور اسم ہوٗ سے چار جذب و مستی والے ذکر کھلتے ہیں جنہیں غرق حضور نور کہتے ہیں ۔

اوّل ذکر ۔ ذکر حامل، یہ مرشد کامل سے حاصل ہوتا ہے ۔

دوم ذکر سلطانی برآید از ہوای نفسانی و برسد در لاہوت لامکانی۔

سیوم ذکر قربانی، خلاص شود از خطرات شیطانی۔

چہارم ذکر خفی، کہ دوام حاظر در مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

ہر کہ این ذکر ندارد، مراقبۂ او مردود و طالب مردار است۔ با دنیا خطرات دل سیاہ۔ ہرگز نیابد، اہل دنیا قرب الٰہ اگرچہ باشد در دنیا صاحب مراتب عزّ و جاہ و صاحب روضہ و خانقاہ۔

کسی را کہ نظر او بر ملک آخرت کہ ملک عظیم است، آنکس فارغ از نفس دنیا و شیطان الرجیم است کہ صاحب وصف کریم است۔ اللہ بس ماسوای اللہ ہوس۔

مراتب مراقبہ صاحب مراقبہ داند کہ مراتب مراقبۂ عظیم است۔ ہدایت اللہ صراط المستقیم است۔ راہ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باطن قدیم است۔ مراقبہ بر صاحب مراقبہ ہرگز اثبات نگردد بجز اوّل برزخ تصور اسم اللہ ذات مراقبۂ خاص الخاص و اصلاً اساس۔ مراقبۂ اسم اللہ ذات۔ صحیح با ذکر فکر تسبیح صاحب مراقبہ آنچہ در باطن خواب مشاہدہ بیند۔ معرفت اللہ و مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و بہ مجالس انبیاء و اولیاء اللہ ملاقات کند۔ ہر کہ از مراقبہ این دو گواہ ندارد، مراقبۂ آنرا غلط است۔ واز مراقبہ راہ آنرا ندارد۔ و مراقبۂ نگہبان و محافظ از نفس و شیطان و خطرات دنیا پریشان رسانندہ منزل مقام بمقام میرساند بغرق اِلَّا اللّٰہ و بہ مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ این چنین صاحب مراقبہ از طریق تحقیق ہر وقت کہ خواہند ملازم حضور مراقبۂ عارف باللہ ختم تمام است۔ خاتمہ بالخیر و مبارک و باطن معمور باد۔

دوم۔ ذکر سلطانی، اس سے انسان نفسانی خواہشات سے نکل کر لاہوت لامکانی میں داخل ہو جاتا ہے۔

سوم۔ ذکر قربانی، اس کے سبب انسان خطرات شیطانی سے خلاصی پاتا ہے۔

چہارم۔ ذکر خفی، اس کے سبب ذاکر مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہمیشہ حاضر رہتا ہے۔

جو شخص ان اذکار سے واقف نہیں، اس کا مراقبہ مردود ہے اور اس کا طالب مردار ہے۔ دنیاوی خطرات کے سبب اس کا دل سیاہ ہوتا ہے۔ دنیادار کو قرب الٰہی ہرگز حاصل نہیں ہوتا، خواہ دنیا میں وہ کتنا ہی صاحبِ مرتبہ اور عزّ و جاہ ہو اور صاحبِ روضۂ خانقاہ ہو۔

جس شخص کی نگاہ آخرت کے ملک پر جو ملک عظیم ہے، ہوتی ہے، وہ شخص نفس دنیا اور شیطان لعین سے فارغ ہو جاتا ہے، کیونکہ وہ صاحب وصفِ کریم ہے۔ اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس۔

مراقبہ کے مراتب صاحب مراقبہ ہی جانتا ہے، کیونکہ اس کے مراتب بہت بڑے ہیں، چنانچہ یہی سیدھی راہ اور راہِ ہدایت ہے۔ یہی راہِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور راہِ باطن قدیم ہے۔ اسم اللہ ذات کے تصور کے بغیر صاحب مراقبہ کے لیے مراقبہ ہرگز درست نہیں۔ یہی مراقبہ خاص الخاص اور اصلی بنیاد ہے۔ یعنی اسم اللہ ذات کا مراقبہ، اگر یہ مراقبہ ذکر فکر اور تسبیح سے صحیح طور پر کیا جائے، تو اس سے صاحب مراقبہ کو معرفت الٰہی اور مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا باطن اور خواب میں مشاہدہ ہوتا ہے۔ اور انبیاء اور اولیاء اللہ کی مجالس میں اُن سے ملاقات کرتا ہے جس شخص کے مراقبہ میں یہ دو وصف نہ پائے جائیں، سمجھو کہ اس کا مراقبہ غلط ہے۔ اسے مراقبہ کرنے کا طریق ہی معلوم نہیں۔ مراقبہ نفس اور شیطان سے محفوظ رکھتا ہے۔ اور دنیاوی پریشان خیالات کو دُور کرتا ہے اور منزل بمنزل لے جا کر مقام غرق اِلَّا اللّٰہ اور مجلس حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پہنچا دیتا ہے۔

اگر درست طریقہ سے مراقبہ کیا جائے، تو ایسا مراقبہ کرنے والے جس وقت بھی چاہیں، مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پہنچ سکتے ہیں۔ عارف باللہ کا مراقبہ حرف آخر کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کا خاتمہ بالخیر اور مبارک ہوتا ہے اور اس کا باطن معمور ہوتا ہے۔

بدانکه سه چیز پوشیده نماند۔ اگر کسی در ہزاران ہزار پرده بپیچد۔ یکی آفتاب، دوم مشک معطر دین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، سیوم معرفت اِلَّا اللّٰہُ عارف باللہ۔

بدانکه شخصی در مراقبه و یا در خواب در بہشت در آید و طعام بہشتی خورد و آب از جوی بہشت نوشد و تماشه از حُور و قصور کند۔ چون از خواب یا از مراقبه او بر آید، تمام عمر احتیاج اُو را اکل و شرب نماند۔ گرسنگی و تشنگی از وجود اُو برخیزد و در چشم ہمه عمر خواب نیاید، اگرچه از برای چشم خواب مردم و نماز خواب نماید۔ و بایک وضو تمام عمر بگذارد و قوت و توفیق طاعت چنان در وجود پیدا گردد که شب و روز بروز فربه گردد۔ آنچه اکل و شرب ظاہر از برای ملامت و پوشیدگی خلق میکند۔ تابستان و زمستان یکی گردد۔ از گرمی و سردی آنرا لذت آید۔ این مراتب کمینه کمتر درویش است۔ فقیر آنرا ازین مراتب شرم و حیا آید بعید است از فقر محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ این نیز از نفس و ہوا است۔ و انتہای فقر آنست که در مراقبه و یا در خواب بلقای رب العالمین مشرف شدن و ظاہر بمثل لبسته تواند۔ و در وجود اُو از توحید و معرفت ذکر تصور اسم اللہ ذات محبت و طلب از ہر یکی چنان آتش پیدا گردد، جلالیت و جذب شب و روز در عقاب بر نفس قہر و غضب بر تن لباس شریعت بپوشد و در شریعت بکوشد و میخواند۔

حدیث

تَفَکَّرُوْا فِیْ لِقَائِہٖ وَلَا تَفَکَّرُوْا فِیْ ذَاتِہٖ [1]

نعمت عظمیٰ معرفت و توحید اللہ است که بی مثل و بی مثال و ہمیشه اعضای ہیزم بوجود مثل تنور و دوام ذکر آتش ہمیشه چنان سوزد، چنانچه آتش سوزد ہیزم خشک۔ اُو اگر

[1] تَفَکَّرُوْا فِیْ خَلْقِ اللّٰہِ وَلَا تَفَکَّرُوْا فِی اللّٰہِ: (اللہ کی مخلوقات میں غور و فکر کرو لیکن اللہ کی ذات میں تفکر نہ کرو) جامع صغیر ج ۱، ص ۱۳۱، کنوز الحقائق، ص ۵۲۔

(اے طالب حقیق!) جان لے کہ تین چیزیں کبھی پوشیدہ نہیں رہتیں۔ خواہ کوئی شخص انہیں ہزار ہا پردوں میں چھپائے۔ اول آفتاب، دوم دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معطر خوشبو، سوم عارف باللہ کی معرفت الٰہی۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ جو شخص مراقبہ یا خواب میں بہشت میں جا کر بہشتی کھانا کھائے اور بہشتی نہر سے پانی پیئے اور حور و قصور کو دیکھے، تو جب وہ خواب یا مراقبہ سے فارغ ہو گا، تو عمر بھر اس کو کھانے پینے کی حاجت نہیں رہے گی۔ بھوک پیاس کا اس کے وجود میں نام و نشان تک نہ رہے گا، تمام عمر اس کی آنکھوں میں نیند نہ آئے گی۔ خواہ لوگوں کو دکھانے کے لیے اور نماز کے لیے آنکھیں خواب نما بنا لے۔ اور تمام عمر ایک ہی وضو سے گذار دے گا۔ اس کے وجود میں بندگی کی ایسی قوت اور طاقت پیدا ہو جائے گی کہ رات دن لگاتار وہ موٹا ہوتا جائے گا۔ لوگوں کی ملامت اور پوشیدگی سے بچنے کے لیے وہ ظاہراً کھائے پیئے گا۔ اس کے لیے گرمی اور جاڑا برابر ہوں گے۔ گرمی اور سردی سے اسے لذت حاصل ہوگی، یہ درویش کے نہایت ادنیٰ اور کمتر مراتب ہیں۔ فقیر کو ایسے مراتب (و اوصاف) سے شرم و حیا آتی ہے۔ یہ باتیں فقر محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بعید ہیں، یہ بھی نفسانی خواہشات کا نتیجہ ہے۔ فقر کا انتہائی مرتبہ یہ ہے کہ مراقبہ یا خواب میں وہ لقائے رب العالمین سے مشرف ہوتا ہے۔ اگرچہ ظاہراً وہ تنہائی میں رہتا ہے۔ اسکے وجود میں توحید و معرفت اور اسم اللہ ذات کے ذکر و تصور کے سبب محبت اور طلب کی ایسی آگ پیدا ہوگی کہ شب و روز جلالیت و جذبہ کی کیفیت رہے گی۔ ایسا شخص نفس پر قہر و غضب کریگا۔ بدن پر شریعت کا لباس پہننے کی کوشش کرے گا اور یہ حدیث پڑھے گا۔

حدیث

"اس کے دیدار کے متعلق غور و خوض کرو۔ اس کی ذات کے متعلق کچھ نہ سوچو"۔

اللہ تعالیٰ کی معرفت اور توحید بڑی نعمت ہے، جو بے مثل اور بے مثال ہے۔ ذکر دوام کی آگ سے وجود ہمیشہ تنور کی مانند ہو جاتا ہے، جو اعضاء کو اس طرح جلا دیتا ہے، جس طرح آگ خشک ایندھن کو۔ اگر اس کی جلالیت حضوری کی ایک ذرہ بھر آگ زمین و آسمان پر نگاہ کرے، تو سب کچھ جل جائے۔ آفرین ہے ایسے شخص پر جو جلتا ہے اور دم نہیں مارتا۔ اور اس آگ سے ہرگز رہائی نہیں پاتا۔ اور روز قیامت تک اس ریاضت سے بڑھ کر کوئی ریاضت

ذرہ ازین آتش جلالیت حضوری برزمین وآسمان نظر کند، ہمہ سوختہ گردد۔ آفرین باد برین کہ بسوزد و دم نزند۔ وہرگز ازین آتش خلاص نگردد۔ و روز قیامت ازین ریاضت ہیچ ریاضت سخت تر نباشد۔ وبعضی دراین مراتب کافر شوند ومشرک گردند۔ بعضی دیوانہ، بعضی مجنون ومجذوب۔ ہر کہ بار بردارد، لباس شریعت پوشیدہ باخبر ہوشیار باشد وخلق را نیازارند و مراتب مجذوب ہزاران ہزار درین آتش سوختہ اند۔ از ہزاران کس بہ رحمت آب معرفت اللہ سرد شوند وبمراتب محبوب برسد۔ این قال من برحال من۔ اللہ بس ماسوای اللہ ہوس۔

دانی کہ ہر طبقات زمین وآسمان بی ستون استادہ اند۔ از آداب وقت اسم اللہ ذات تا قیامت متوجہ با اسم اللہ باشند وآنچہ فی الارض والسماء ہست، تسبیح او خواند۔

قولہ تعالیٰ: يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ[1]

قولہ تعالیٰ: اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ط اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ط[2]

بدانکہ بار حضوری بس گرانست۔ ہر آنکس بردارد کہ اوراشان است۔ پس ہرگاہ از بارگران معرفت حضرت بآن آسمان ہا وزمین ہا وکوہ ہا باوجود قوت نیاوردند۔ بس انسان ضعیف الیشان چہ باشد؟ باربردار اما از قوت اسم اللہ ذات برداشت۔ راہ ازابد آن پیمودن بار را اُو بدن برداشت کہ لَا مَلْجَاءَ وَلَا مَاوٰى اِلَّا اِلَى اللّٰهِ ط[3] براین خاک است۔

---

[1] سورۃ الجمعہ، ۶۲: ۱ [2] سورۃ الاحزاب، ۳۳: ۷۲ [3] در مشکوٰۃ شریف این طور است۔ لَا مَلْجَاءَ وَلَا مَنْجَا مِنَ اللّٰهِ اِلَّا اِلَيْهِ ط

سخت تر تصور نہیں ہوگی۔ بعض انسان مراتب پر پہنچ کر کافر اور مشرک ہو جاتے ہیں۔ بعض مجنوں اور دیوانے اور بعض مجذوب۔ لیکن جو شخص اس بوجھ کو اٹھا لیتا ہے، وہ شریعت کا لباس پہن کر باخبر اور ہوشیار رہتا ہے۔ اور خلقت کو ستاتا نہیں۔ مجذوبیت کے مراتب پاکر ہزارہا اس آگ میں جلتے ہیں۔ ان میں شاذ و نادر ہی کوئی ایک آدھ معرفت الٰہی کے آب رحمت سے سرد ہوتا ہے۔ اور محبوب کے مرتبے پر پہنچتا ہے۔ یہ قال میرے حال پر صادق آتا ہے۔ اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس۔

تو جانتا ہے کہ زمین و آسمان کا ہر طبقہ بے سہارے کھڑا ہے۔ آداب وقت کے مطابق یہ قیامت تک اسم اللہ ذات کی طرف متوجہ رہیں گے۔ اور زمین و آسمان کے درمیان جو کچھ ہے، سب اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"جو کچھ کہ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ کہ زمین میں ہے، وہ پاک ذات، غالب اور صاحب حکمت بادشاہ یعنی اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان کرتا ہے۔"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

"ہم نے اپنی امانت آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کو پیش کی، تو انہوں نے (ڈر سے) اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے عجز ظاہر کیا لیکن انسان نے اُسے اٹھا لیا۔ بیشک وہ ظالم اور جاہل تھا۔"

(اے طالب صادق!) جان لے کہ (یہ) امانت کا بوجھ (واقعی) بہت بھاری ہے۔ اُسے وہی اٹھاتا ہے، جو اس کے لائق ہے۔ پس جب کہ زمین و آسمان اور پہاڑ معرفت خداوندی کے بار گراں کو اٹھانے سے عاجز آ گئے، تو بیچارے کمزور انسان کی کیا طاقت تھی کہ اس بوجھ کو اٹھاتا۔ اس نے اگر اٹھایا، تو صرف اسم اللہ ذات کی قوت کے سہارے اٹھایا۔ ابد سے ہی اس راہ کو ناپنا اور اس بوجھ کو اس کے بدن کا اٹھانا جیسا کہ "اللہ تعالیٰ کے سوا اس زمین پر کوئی جائے بازگشت اور جائے پناہ نہیں ہے" سے ظاہر ہے۔

(اے طالب حقیقی!) (اچھی طرح) جان لے کہ خواب کے احوال سے مراقبہ کے حالات زیادہ صحیح اور پُر زور ہوتے ہیں۔ غوغا اور بلند آواز سے صاحب خواب کو خواب سے بیدار کیا جا سکتا ہے، لیکن جس پر مراقبہ غالب ہو، وہ مقام مشاہدۂ وحدانیت ذات نور حضور میں

بدانکہ احوالات خواب دارند از خواب مراقبہ غالب تر است۔ بآواز غوغا بلند صاحب خواب از خواب بیدار گردد۔ کسی را کہ مراقبہ غالب اند و در مقام مشاھدۂ وحدانیت ذات نورِ حضور غرق کند۔ پس درین حال صاحب مراقبہ را اگر سر از تن جدا کند، ہرگز خبر ندارد۔ پس معلوم شد کہ مثل ممات است کہ ممات مراقبہ حضور با جواب صواب شعور است مراقبہ و معرفت اللہ از مراتب عارفان را بود۔ این سرفرازی است۔ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ وَرَضُوا عَنْہُ[1] از ہر بازی بخدا راضی است۔

قولہٗ تعالیٰ:

یٰۤاَیَّتُهَا النَّفۡسُ الۡمُطۡمَئِنَّةُ اِرۡجِعِیۡۤ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرۡضِیَّةً

فَادۡخُلِیۡ فِیۡ عِبٰدِیۡ وَادۡخُلِیۡ جَنَّتِیۡ[2]

صاحب مراقبہ محرم اسرار مولیٰ است۔ و صاحب مراقبہ را بیداری و خواب ہمچون ہشیاری است بجز مشاہدۂ اللہ غیر را دیدن ہزار بار استغفار است کہ خدا پروردگار صاحب عزت بسیار مراقبہ محبت، معرفت، ملاقات مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نصیب محبان محققان است۔ از مراتب مراقبہ مردہ دل مردود و محروم زندہ دل بالغیب گردد۔ مراقبہ مومنان را دوام حضوری محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم معراج است۔

قطعہ

امید ہست پرستندگان مخلص را | کہ نا امید نگردند ز آستان الٰہ
دو بامداد گر آید کسی بخدمت شاہ | سوم ہر آئینہ در وی کند بلطف نگاہ

مَنْ قَرَعَ وَلَجَّ وَلَجَ[3]

[1] سورہ البینۃ، ۹۸: ۸

[2] سورۂ الفجر، ۸۹: ۲۷ - ۳۰

[3] المنہج القوی، مثنوی مولانائے روم، دفتر سوم ص ۳۷۹، شعر ۱۴

ایسا مستغرق ہوتا ہے کہ اگر اس حال میں اس کا سر تن سے جدا کر دیا جائے، تو اسے ہرگز خبر نہیں ہوتی۔ پس معلوم ہوا کہ مراقبہ بمنزلہ موت ہے، کہ جس میں حضور میں جواب باصواب ملتا ہے۔ مراقبہ اور معرفت الٰہی ان عارفوں کے مراتب ہیں اور ان عارفوں کو سرفرازی حاصل ہوتی ہے، جن کے ہر فعل سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی بر رضا رہتے ہیں۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"اے نفس مطمئنہ! تو اپنے رب کی طرف لوٹ آ۔ تو اس سے راضی، وہ تجھ سے راضی۔ پھر میرے بندوں میں شامل ہو اور میری بہشت میں داخل ہو"۔

صاحب مراقبہ اسرار الٰہی کا محرم ہوتا ہے۔ صاحب مراقبہ کے لیے سونا جاگنا برابر ہے۔ وہ غیر حق کو دیکھنے سے ہزار بار استغفار کرتا ہے۔ سچے محبوں کو مراقبہ سے صاحب عزت پروردگار کی معرفت، محبت اور مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری نصیب ہوتی ہے۔ مراقبہ کے سبب مردہ دل مردود اور محروم شخص بھی زندہ دل اور محرم اسرار ہو جاتا ہے۔ مراقبہ سے مومنوں کو مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دائمی حضوری نصیب ہوتی ہے۔ جو ان کے لیے معراج ہے۔

قطعہ

امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مخلصانہ بندگی کرنے والے اس کی بارگاہ سے نا امید نہیں لوٹیں گے۔

اگر کوئی شخص دو صبح یعنی دو دن بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے، تو تیسرے دن بادشاہ بلا شک و شبہ اس پر لطف و مہربانی کی نگاہ کرے گا۔

جس شخص نے دروازہ کھٹکھٹایا اور اصرار کیا تو وہ داخل ہو گیا۔

بعض جن میں خود مولانائے رومؒ شامل ہیں، اسے حدیث تصور کرتے ہیں، مگر مؤلف اللؤلؤ المرصوع کا کہنا ہے کہ یہ حدیث نہیں۔

حدیث

اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ[1] ـــ لَاصَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ[2]

مراقبہ و معرفت عارف باللہ را ہر دو بال و پر است کہ دوام بر معرفت مولیٰ نظر است۔

و اقسام مراقبہ بسیار است۔ الغرض آنکہ چون صاحب اشتغال اللہ با استغراق متوجہ تصور اسم اللہ ذات چشم پوشیدہ در باطن چنان پرواز چشم دار الفناء با چشم دار البقاء۔ گوئی کہ مردہ از جان بی جان و در مراتب درآید عین العیان سواد سویدا ازلی روحانیت ہویدا گشت و احوالات از اسم اللہ ذات پیدا شد۔ صاحب استغراق مرتبہ جان کندن تلخی دید گوئی کہ مردہ در آن وقت غسال پیدا شد و غسل داد۔ مردم جمع شدند و نماز جنازہ خواندند۔ بعد ازان در سر دماغ یک استخوان است کہ نام ولیت الدین و استخوان الابیض نیز گویند۔ این وسیع از زمین و آسمان است۔ وسعت روحانی زاد در آن آوردہ ہفتاد ہزار جواب سوال فرشتگان پرسیدہ ادا ساختہ بطرفہ زد۔ بعد ازان جنازہ برداشتند تا برسیدن مقام قبر بی کام و بی زبان ہفتاد ہزار جواب سوال فرشتگان ادا نمودہ۔ بعد ازان بقبر آوردند و بلحد داخل نمودند۔ لحد فراخ از زمین و آسمان شد۔ در آن فرشتہ منکر باز بنشاندند۔ آنچہ جواب سوال منکر نکیر پرسید ادا کردہ از آنہا خلاص شد۔ بعد منکر نکیر گفت: روح رانم فی النوم کنوم العروس یک فرشتہ رومان نام پیدا شد و بیدار ساختہ۔ او انگشت را قلم ساخت و کف را سیاہی و دھن را دوات و از کفن کاغذ دستخط نویسایندہ، اعمال کفن کاغذ را مثل تعویذ در گلو انداخت و غائب شد۔ و در افتادگی قبر ہزاران سال سالہا و قرن بیشمار

[1] انوار غوثیہ شرح الشمائل النبویہ از فقیر محمد امیر شاہ قادری گیلانی، لاہور ۱۹۷۶ء، ص ۳۴۶ [2] کیمیائے سعادت از امام غزالیؒ۔

حدیث

"نماز مومنوں کے لیے معراج ہے" ـــــــــــ "دل کی حضوری کے بغیر نماز (درست) نہیں ہے"۔

عارف باللہ کے لیے مراقبہ اور معرفت الٰہی دو پر اور بازو ہیں۔ اس کی نگاہ ہمیشہ معرفت مولیٰ پر رہتی ہے۔

اور مراقبہ کی کئی قسمیں ہیں۔ ان سب کی غرض و غایت و طریق یہ ہے کہ جب اللہ کی یاد کے ساتھ مشغول رہنے والا انسان آنکھ بند کر کے اسم اللہ ذات کا تصور کرتا ہے، تو باطن میں دار الفناء سے پرواز کر کے دار البقاء میں اس طرح پہنچتا ہے کہ گویا جانکنی اور بے جان ہونے کی کیفیت اس پر طاری ہوتی ہے اور وہ عین العیان کے مراتب میں داخل ہو جاتا ہے۔ اس کے چہرے پر ازلی روحانیت کی تحریر ظاہر ہونے لگتی ہے اور اسم اللہ ذات کے احوال پیدا ہونے لگتے ہیں۔ صاحبِ استغراق جب جان جان آفرین کے سپرد کرتا ہے، تو اس وقت نہلانے والا آکر اسے نہلاتا ہے۔ لوگ جمع ہو کر اس کی نماز جنازہ ادا کرتے ہیں۔ بعد ازاں دماغ سر میں ایک استخوان ابیض (سفید ہڈی) نام کی ایک ہڈی ہے، جسے ولیت الدین اور استخوان الابیض بھی کہتے ہیں، یہ زمین و آسمان سے وسیع ہے۔ اس ہڈی میں وسعت روحانی لا کر فرشتوں کے ستر ہزار سوالوں کے جواب پلک جھپکنے کی دیر میں دیے جاتے ہیں۔ بعد ازاں جنازہ اٹھا کر مقام قبر تک پہنچایا جاتا ہے۔ اس دوران بے دہن و بے زبان فرشتوں کے ستر ہزار سوالوں کے جواب دے دیے جاتے ہیں۔ اس کے بعد قبر میں اتار کر لحد میں رکھا جاتا ہے۔ اور لحد زمین و آسمان سے زیادہ فراخ ہو جاتی ہے۔ منکر نکیر فرشتے آکر بٹھاتے ہیں۔ اس سے سوال و جواب پوچھتے ہیں۔ ان کے جواب دیکر ان سے رہائی پاتا ہے۔ تو منکر نکیر کہتے ہیں۔ آرام کر اور دلہن کی طرح چین سے سو جا۔ پھر رومان نام ایک فرشتہ ظاہر ہوتا ہے، جو آکر اسے بیدار کرتا ہے۔ انگلی کو قلم، کف کو سیاہی اور منہ کو دوات بنا کر کفن کے کاغذ پر اپنے ہاتھ سے اس کے اعمال لکھ کر تعویذ بنا، اس کے گلے میں ڈال کر غائب ہو جاتا ہے۔ قبر میں وہ ہزارہا سال اور بے شمار صدیاں بیچارگی کی کیفیت میں رہ کر جب اس کے کان میں صور اسرافیل کی آواز آتی ہے، تو تمام مخلوقات گھاس اور نباتات کی طرح زمین سے اُگ کر میدان قیامت

گذشتہ، بعد ازان آواز صور اسرافیل بگوش زدہ شد مثل نبات وگیاہ مردم از زمین بیرون برآمدہ ہژدہ ہزار عالم بی حساب عرصہ گاہ قیامت حاضر شد و اعمال نامہ بدست دادہ وزن اعمال ترازو نہادہ از پلصراط گذشتہ داخل شد از بہشت و ساغر شراباً طہوراً از دست محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نوشیدہ کلمہ طیب متوجہ حق پانصد سال در رکوع و پانصد سال در سجود برآمدہ وہم صحبت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بصف عقب نبی اللہ مشرف معزز بدیدار رب العالمین گشت۔ چون باین مراتب اشرف المشرفین لقای رب العالمین رسید، از طریق تحقیق از دید بیہوشی بہوش آید بصورت "لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ"[1] بی مثل بی مثال غیر مخلوق را مثال بستہ نمیتواند۔

پس ہر وقت کہ غرق و متوجہ باطن شود، مشرف دیدار لذت ذات ہیچ حال از دیدار و مشاہدہ تجلیات چشم در یک لحظہ ولمحہ باز نہ استد، اگرچہ ظاہر ہم سخن با مردم عوام در باطن حضور مدام آنست مراتب "مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا"[2] واصل، عارف باللہ خاتم اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ[3] تمام این چنین مراتب از برکت آیاۃ کلام اللہ و شریعت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم است۔

حدیث

مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُہٗ[4]

قولہ تعالیٰ: وَمَنْ کَانَ فِیْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰی فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰی[5]

این مراتب اہل علما است۔ آن علما کہ دست بیعت کردہ طالب فقرا است ؎

خندہ ہا بر سینہ صافان مکنی ہشیار باش
ہر کہ بر آئینہ خندد ریش خندی خود کند

---

[1] سورہ شوریٰ، ۴۲: ۱۱ [2] نقل از عین العلم و شرح برزخ [3] از مرغوب القلوب، ص ۱۸ و انیس الطالبین از حضرت خواجہ بہاء الحق والدین نقشبندی، ص ۶۳ [4] نقل از شرح شیخ فریدالدین عطار [5] سورۂ بنی اسرائیل، ۱۷: ۷۲

میں جمع ہوتی ہے۔ ہر ایک کے ہاتھ میں اعمال نامہ دے دیا جاتا ہے، اعمال کا وزن ہو جانے کے بعد پلصراط پر سے گزر کر اللہ تعالیٰ کے بندوں کے ہمراہ بہشت میں داخل ہوتا ہے۔ وہاں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے شراباً طہوراً کا پیالہ پی کر متوجہ حق ہو کر کلمہ طیب پڑھتا ہے، پھر پانچ سو سال رکوع میں اور پانچ سو سال سجود میں رہ کر جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ رب العالمین کے دیدار سے مشرف و معزز ہوتا ہے۔ جب ان مراتب کے ساتھ لقائے رب العالمین سے مشرف ہو چکتا ہے، تو طریق تحقیق سے بے ہوشی سے ہوش میں آجاتا ہے۔ "وہ بے مثل بیمثال غیر مخلوق کی مثال نہیں ہو سکتی"۔

پس جس وقت باطن میں مستغرق و متوجہ ہوتا ہے، تو دیدار ذات کی لذت سے مشرف ہوتا ہے اور دیدار و مشاہدۂ تجلیات سے کسی حال میں بھی ایک لحظہ کے لیے بھی آنکھیں نہیں روکتا۔ اگرچہ ظاہر میں عام آدمیوں سے باتیں کرتا ہے۔ مگر باطن میں اُسے ہمیشہ کی حضوری حاصل ہوتی ہے۔ یہ مراتب اس شخص کے ہیں، جو مرنے سے پہلے مر گیا ہو۔ اور واصل اور عارف باللہ ہو۔ اور فقر کے انتہائی مراتب پر پہنچ گیا ہو۔ اور فقر جب انتہائی مرتبے پر پہنچ جاتا ہے، تو وہی اللہ ہوتا ہے (تو ذات میں ذات مل جاتی ہے)، اس قسم کے تمام مراتب کلام الٰہی اور شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے حاصل ہوتے ہیں۔

حدیث

"جس شخص نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا، پس اس کی زبان گونگی ہو گئی"۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"اور جو کوئی اس دنیا میں اندھا ہے، پس وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا"۔

یہ مراتب ان عالموں کے ہیں، جو فقرا کے طالب و مرید ہیں ؎

تو صاف دل لوگوں کا مذاق نہ اڑا، بلکہ ہشیار رہ۔
کیونکہ جو آئینہ پر ہنستا ہے، وہ گویا خود اپنے آپ پر ہنستا ہے۔

حدیث

سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُ الْفُقَرَآءِ ؕ[1]

پس دیگری چہ باشد کہ بایشان دم زند۔ در ہر دو جہان خراب شود۔ درمیان بندہ وخدا پردۂ پیاز است۔ اگر بیائی در باز است۔ واگر نیائی، حق بی نیاز است۔
بدانکہ بندہ بخواست خود پیدا نشد۔ ہر کار خواہش بموافق خواست بندہ نشود۔

حدیث

فِعْلُ الْحَکِیْمِ لَا یَخْلُوْا عَنِ الْحِکْمَۃِ ؕ[2]

پس بہتر آنست کہ کار خود را با و باز سپارد و خود را درمیان نیارد۔

قولہٗ تعالیٰ:

وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَی اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ ؕ[3]

بدانکہ خدای تعالیٰ عزّ اسمہٗ بی مثل، بی مثال است۔ اللہ حیّ وقیوم واحد ہستی خود را بر صورت خود پرستی کہ صورت خدای تعالیٰ غیر مخلوق است۔ ہر کہ در خواب یا از خواب غالب و یا در مراقبہ بہ بیند، بمجرد بدیدن او مجذوب شود۔ واگر بیدار و ہشیار گردد، از نور توحید ربوبیت رویت و در وجود چنان آتش گرمی پیدا شود کہ سوختہ بمیرد و یا آنکہ بر زبان مہر سکوت شود۔

حدیث

مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُہٗ ؕ[4]

۱ الحدیث ۲ الحدیث ۳ سورہ المؤمن، ۴۰: ۴۴
۴ نقل از شرح شیخ فریدالدین عطار۔

حدیث

"قوم کا سردار فقراء کا خادم ہوا کرتا ہے۔"

پس دوسرا کون ہوتا ہے، جو فقیروں اور درویشوں کے سامنے دم مار سکے۔ اگر ایسا کرے گا تو دونوں جہان میں خراب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اور بندہ کے درمیان صرف پیاز کے چھلکے کے برابر پردہ ہے۔ اگر تو آئے، تو دروازہ کھلا ہے، اور اگر تو نہ آئے، تو حق تعالیٰ کی ذات تجھ سے بے پرواہ ہے۔

اے طالب صادق! جان لے کہ انسان اپنی مرضی سے پیدا نہیں ہوا، اس لیے کوئی کام اس کی مرضی اور خواہش کے موافق نہیں ہوتا۔

حدیث

"حکیم کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔"

اس لیے بہتر یہی ہے کہ اپنے تمام کام اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دو، اور خود کو اپنے درمیان سے ہٹا دو۔

ارشادِ خداوندی ہے:

"اور میں اپنا کام اللہ تعالےٰ کے سپرد کرتا ہوں بے شک اللہ تعالےٰ کی نگاہ میں ہیں سب بندے۔"

اے طالب حقیقی! جان لے کہ خدائے عزّ وجلّ اور اس کا اسم مبارک بے مثل اور بے مثال ہے۔ وہ واحدِ مطلق حیّ اور قیوم ہے۔ اس لیے انسان خدا کو اپنی صورت کا سمجھ کر اس کی پرستش کرتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ غیر مخلوق ہے۔ جو شخص خواب میں یا خواب سے مغلوب ہو کر اور یا مراقبہ میں رویت دیکھ کر مجذوب ہو جائے، تو جب بیدار اور ہشیار ہوگا، تو رویت الٰہی کے نور توحید ربوبیت سے ایسی گرمی آتش پیدا ہوگی کہ یا جل کر مر جائے گا یا اس کی زبان پر مہر سکوت لگ جائے گی، جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔

حدیث

"جس نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا، پس اس کی زبان گونگی ہوگئی۔"

و با آنکه شب و روز سر از سجده نه بر دارد۔ و بر تن لباس شریعت پوشد و صورت بی مثل بمثال بستن نتواند۔ و در آن وقت مشرف رویت مشاہدہ حضوری چندان نعمت اللہ جلّ شانہٗ، حاصل شود، عارف باللہ واصل را در شرح و وہم و فہم نگنجد۔ این مراتب نیز از حاضرات اسم اللہ ذات از کلمہ طیب میکشاید۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طریق کلمہ طیب تحقیق است۔ پس معلوم شد کہ آواز نفس و مقام نفس و سوال نفس و احوال نفس دیگر است۔ کہ آواز قلب و راز قلب و مقام قلب و سوال قلب و احوال قلب دیگر است۔ و آواز روح و مقام روح و احوال روح دیگر است۔ نفس را آواز علم دنیا است۔ و مقام اُو ہوا و قلب را آواز ذکر است و علم او محبت الٰہی شوق و مقام اُو باطن صفا است۔ و آواز روح کلام اللہ، نص و حدیث و مقام روح جمعیت۔ علم علوم ہر یک طائفہ را در ہر یک بمقام معلوم باید کرد کہ این اہل نفس است و این اہل قلب و این اہل روح است۔ اللہ بس ماسوای اللہ ہوس۔

اور یا یہ کہ وہ دن رات سجدہ سے سر نہیں اٹھائے گا۔ اور بدن پر شریعت کا لباس پہنے گا، بے مثل کی صورت مثال سے نہیں دی جا سکتی۔ رویت مشاہدۂ حضوری سے مشرف ہونے کے وقت عارف باللہ اور واصل کو اللہ جلّ شانہٗ کی اس قدر نعمتیں حاصل ہوتی ہیں جن کی تفصیل بیان نہیں کی جا سکتی اور جو وہم اور فہم میں سما نہیں سکتی۔ یہ مراتب بھی اسم اللہ ذات اور کلمہ طیب لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حاضرات سے حاصل ہوتے ہیں۔ کلمہ طیب کا طریقہ ایک مسلّمہ بات ہے۔ پس معلوم ہوا کہ آواز نفس، مقام نفس، سوالِ نفس اور احوال نفس اور ہے۔ اور آواز قلب، راز قلب، مقام قلب، سوالِ قلب اور احوال قلب اور ہے۔ اور آواز روح، مقام روح اور احوالِ روح اور ہے۔ نفس کی آواز دنیا کا علم ہے۔ اس کا مقام ہوا و ہوس ہے۔ قلب کی آواز ذکر، اور اس کا علم شوق و محبت الٰہی ہے۔ اور اس کا مقام باطن صفا ہے۔ اور روح کی آواز کلام الٰہی اور نص و حدیث ہے۔ اور روح کا مقام جمعیت ہے۔ اب علم، مقام اور آواز سے معلوم کرنا چاہیئے کہ یہ اہل نفس ہے، اہل قلب ہے یا اہل روح ہے۔

اللہ بس باقی ہوس

باب پنجم

دربیان فنافی الشیخ وفنافی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفنافی اللہ جل شانہٗ

مرید را سہ مراتب است :-

اوّل مرتبہ : فنافی الشیخ - چون صورت شیخ در تصوّر درآید، ہر طرف کہ نظر کند، مراتب تصوّر شیخ بنماید -

دوم مراتب : فنافی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، چون صورت تصوّر اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در تصوّر درآید، آنچہ ماسوای اللہ است، ازجملگی برآید - ہر طرف کہ نظر کند، مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رونماید -

سیوم مراتب : فنافی اللہ، چون تصوّر اسم اللہ بگیرد، نفس مطلق بمیرد - بر ہر طرف کہ نظر کند، انوار تجلّی بیشمار اسم اللہ باللہ مشرف کند - این را لامکان گویند - اللہ تعالیٰ را بمقام ومکان تشبیہ دادن موجب کفر وشرک است -

بدانکہ مراتب قرب سہ قسم است، بسہ تصوّر حاصل شود - فنافی الشیخ، تصوّر فنافی اسم اللہ ذات وتصوّر فنافی محمد سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم -

بدانکہ کل مخلوقات از نور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم است ونور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ________ از نور اللہ است - مرشدیکہ روز اوّل صورت نور طالب تصوّر است، از حضور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صورت نور طالب را بہ غرق نور وحدانیت در دریای ربوبیت نرساند، آنرا مرشد نتوان گفت - روز اوّل طالب را از تصوّر اسم اللہ ذات نفس تزکیۂ نور وقلب تصفیۂ نور وروح تجلیۂ نور ودر ستر تجلیۂ نور - ہر چہار مجموعہ نوریکی شود و رجوع باصل خود کند - کُلُّ شَیْئٍ یَرْجِعُ اِلیٰ اَصْلِہٖ[1]

[1] الحدیث -

باب پنجم

فنافی الشیخ وفنافی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور فنافی اللہ جل شانہٗ کے بیان میں

مرید کے تین مراتب ہیں :-

پہلا :- فنافی الشیخ - جب شیخ کی صورت کا تصوّر کرتا ہے، تو جس طرف نگاہ کرتا ہے، شیخ ہی شیخ نظر آتا ہے -

دوسرا :- فنافی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم - جب اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت کا تصوّر کرتا ہے، تو تمام ماسوائے اللہ کو ترک کر دیتا ہے - جس طرف بھی نگاہ کرتا ہے، اسے مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نظر آتی ہے -

تیسرا : فنافی اللہ - جب اسم اللہ کا تصوّر کرتا ہے تو نفس بالکل مر جاتا ہے - جس طرف نگاہ کرتا ہے، اسم اللہ باللہ کی بے شمار انوارِ تجلیات سے مشرف ہوتا ہے - اسی کو لامکان کہتے ہیں - اللہ تعالیٰ کو مقام یا مکان سے تشبیہ دینا شرک اور کفر کا موجب ہے -

(اے طالب صادق!) جان لے کہ قرب کے تین قسم کے مراتب ہیں، جو تین تصوّرں سے حاصل ہوتے ہیں - فنافی الشیخ، فنافی اسم اللہ ذات اور فنافی اسم محمد سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم -

(اے طالب حقیق!) جان لے کہ تمام مخلوقات نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیدا ہوئی ہے - اور نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور الٰہی سے پیدا ہوا ہے - جو مرشد پہلے دن طالب کو حضور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور وحدانیت اور دریائے ربوبیت میں مستغرق نہیں کرتا، وہ مرشد کہلانے کا مستحق نہیں - اسم اللہ ذات کے تصوّر سے پہلے ہی دن طالب کا نفس پاک، دل صاف اور روح اور ستر مجلّٰہ نور ہوتا ہے، چاروں مجموعۂ نور ایک اور متفق ہو کر اصل کی طرف لوٹ آتے ہیں، کیونکہ :-

"ہر چیز اپنی اصل کی طرف لوٹتی ہے"

بدانکہ ابتدای راہ فنا فی الشیخ است۔ و متوسط راہ حضوری فنا فی اللہ است۔ و انتہای راہ حضوری فنا فی محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ و ہر کہ از حضوری محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم و قدم از امر و معروف و نص و حدیث بیرون کشد، آن مردود خبیث است۔

دانا و آگاہ باش۔ چون طالب مبتدی را اسم اللہ ذات در تصور و تصرف آورد و نقش اسم اللہ ذات بر دل ساکن و نقش گشت و طالب متوجہ بدل شد و گرد دل یک شعلۂ نار پیدا می شود مثل نور۔ طالب میداند آنرا تجلیۂ حضور و از آن نار شیطانی آواز میدھد کہ من با تو و تو با من یار۔ از ظاہر و باطن بندگی کن استغفار۔ درین تجلیۂ ببین مرا دیدار۔ بعد ازان تجلی شیطانی مثل صورت طفل شود۔ بعد ازان صورت جوان شود۔ بعد ازان صورت پیر شود۔ بعد ازان صورت شیطانی میگوید۔ این است سرِ اسرار مراتب فقیر و بعد ازان صورت شیطانی ہر چیزی را اندرون جواب صواب۔ حقیقت ماضی و حال و مستقبل مشروحاً میدھد۔ مردم دانند کہ فلان فقیر صاحب کشف است و این مراتب استدراج اندرون شیطانی است۔ باخبر باش! این چنین صورت پیر شیطانی با تو ہم سخن شود، کلمۂ طیب بتوجہ باطنی بگوید لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم و بخواند لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ صورت شیطانی دفع گردد۔

بعد ازان تجلی صورت نور کہ از میان حروف اسم اللہ برآید۔ و آنچہ ترا ازان صورت نور تجلی میاید، ہدایت بموافق نص و حدیث برحق است۔ اٰمَنَّا وَصَدَّقْنَا۔ باطن کہ بموافق ظاہر شریعت، قرآن، اسم اللہ ذات نباشد، آن بر باطل است۔

حدیث

كُلُّ بَاطِنٍ يُخَالِفُ الظَّاهِرَ فَهُوَ بَاطِلٌ ط

کہ مراتب فنا فی الشیخ تعلق دارد، باسم اللہ ذات، بحضور نور، مشاہدۂ تجلیات و

(اے طالب صادق!) (اچھی طرح) جان لے کہ راہ سلوک کی ابتدا فنا فی الشیخ ہے اور متوسط راہ حضوری فنا فی اللہ اور انتہائے راہِ سلوک فنا فی محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے۔ اور جسے حضوری محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاصل ہوئی ہے، وہ امر و معروف بجالاتا ہے اور نص و حدیث سے باہر قدم نہیں رکھتا، اور جو اس کی خلاف ورزی کرتا ہے، وہ مردود اور خبیث ہے۔

(اے مخاطب!) تو دانا و آگاہ ہو کہ جب مبتدی طالب اسم اللہ ذات کو تصور و تصرف میں لاتا ہے اور اسم اللہ ذات کا نقش دل پر جما کر دل کی طرف متوجہ ہوتا ہے، تو دل کے گرد نور کی شکل کا آگ کا ایک شعلہ پیدا ہوتا ہے۔ طالب اس شعلۂ آگ کو تجلی حضور خیال کرتا ہے۔ اس آگ کے شعلہ سے شیطان آواز دیتا ہے۔ کہ میں تیرا ساتھی اور تو میرا ساتھی ہے۔ ظاہر و باطن میں اب بندگی کرنا ترک کر دے۔ مجھے اسی تجلی میں دیکھ۔ بعد ازاں وہی شیطانی تجلی ایک بچے کی شکل اختیار کرتی ہے۔ اس کے بعد جوان کی اور بعد ازاں بوڑھے کی شکل اختیار کر لیتی ہے پھر وہ شیطانی صورت کہتی ہے: کہ یہی سرِ اسرار اور فقیر کے مراتب ہیں۔ پھر وہ شیطانی صورت ہر سوال کا موزوں جواب دیتی ہے۔ ماضی، حال اور مستقبل کے متعلق مفصل حالات بتلاتی ہے۔ لوگ خیال کرنے لگتے ہیں کہ فلاں فقیر صاحب کشف ہے۔ اور یہ مراتب شیطان کے اندرونی استدراج کی وجہ سے ہیں۔ خبردار ہو! جب اس قسم کی شیطانی پیر کی صورت تمہارے ساتھ ہمکلام ہو، تو توجہ باطنی کے ساتھ کلمۂ طیب کا ذکر کرنا اور لاحول پڑھنا چاہیئے۔ اس طرح سے وہ شیطانی صورت دفع ہو جائے گی۔

اس کے بعد تجلی صورت نور پیدا ہو گی اور اس کے درمیان سے حروف اسم اللہ ظاہر ہوں گے۔ اور جو کچھ تجھے اس وقت صورتِ نور تجلی نظر آئے گی، وہ نص و حدیث کے موافق ہو گی۔ اٰمَنَّا وَصَدَّقْنَا۔ لیکن جس کا ظاہر شریعت، قرآن شریف اور اسم اللہ ذات کے مطابق نہ ہو گا، وہ جھوٹا اور کذاب ہے۔

حدیث

"جو باطن ظاہر کے مخالف ہو، وہ تمام کا تمام باطل ہے۔"

فنا فی الشیخ کا تعلق اسم اللہ ذات، نور حضور، تجلیات کے مشاہدے اور مجلس سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ہے۔ فنا فی الشیطان کے مراتب سراسر وسوسہ، وہم اور خطرہ

مجلس سرور کائنات و مراتب فنا فی الشیطان جملگی وسوسہ وہمات، خطرات، امّا فنا فی الشیطان طالبان شیخ ناقص نفس پرست و با انا مغرور مست بسیار و بی شمار است. و طالب فنا فی الشیخ روشن ضمیر لائق معرفت الاّ اللہ مخلص حضوری حضرت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کہ در شریعت ہوشیار است۔

شرح تصوّر فنا فی الشّیخ کامل عارف

بدانکہ از غایت تصوّر شیخ در وجود غیب الغیب یکی صورت نور ظہور گردد و گاہی آنصورت بتلاوت بشب و روز آیات بحفظ حافظ و گاہی آنصورت مشغول بذکر اللہ تعالیٰ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم و گاہی آنصورت علم فضیلت بیان کند۔ از ہر علم نص و حدیث و تفسیر و مسائل فقہ و فرض و واجب و سنّت و مستحب بجا آوردن سنّت محمدی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم و فرض آداب و گاہی آنصورت غرق بذکر اللہ از وجود صورت آواز بلند باستماع گوش رسد کہ سِرّ ہُوْ، سِرّ ہُوْ، ہُوَ الْحَقُّ، لَیْسَ فِی الدَّارَیْنِ اِلَّا ہُوْ۔ و گاہی آنصورت حقیقت ماضی و حال و مستقبل را یک بیک معلوم نماید۔ و اکثر آن صورت شب و روز با نماز و طاعت و بندگی خود را فارغ ندارد و آن صورت در قید شریعت نگاہ دارد۔ و اگر سہو و خطا و یا چیزی نامشروع واقع شود۔ کلمہ کفر و شرک و یا بدعت موافق گناہ تقریر کند و گاہی آنصورت در معاملات با نفس محاسبہ نفس راہ بستہ میزند و نفس را میگوید بگو لا الٰہ الا اللہ محمدؐ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ [1]۔ مَنْ عَرَفَ بِالْفَنَاءِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ بِالْبَقَاءِ [2]۔ و نفس خود را می شناسد از مراتب فنا فی الشیخ آنصورت در وجود غائب وجود ——— از گناہ کند تائب۔ این چنین صورت صرف از صفائی تصویر است۔ ابتدا ر آواز اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوْا بَلٰی۔ این صورت از برای سرزنش نفس زبان کار است کہ از کجی و سرکشی بر آید و سر راست گردد۔

این مراتب طفلان شناسی است و آوردن اعتبار بر شیخ کامل از الہام پیغام۔ نہ درین

[1] کیمیائے سعادت از امام غزالیؒ و تفسیر عرائس البیان، فصوص الحکم از محی الدین ابن عربیؒ۔
[2] نقل از شرح عین العلم از ملا علی قاریؒ۔

ہیں۔ لیکن فنا فی الشّیطان بہت ہوتے ہیں، کیونکہ وہ ایک ناقص، نفس پرست اور مغرور شیخ کے مرید ہوتے ہیں۔ اور فنا فی الشیخ مرید (بہت کم ہوتے ہیں۔ یہ لوگ) روشن ضمیر، مخلص، لائق معرفت الٰہی، صاحب حضوری صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم شریعت میں ہوشیار ہوتے ہیں۔

فنا فی الشّیخ کامل عارف کے تصوّر کی شرح

(اے طالب صادق!) جان لے کہ شیخ کے تصوّر کی کثرت سے وجود میں ایک غیب الغیب نورانی صورت ظاہر ہوتی ہے۔ وہ صورت کبھی تو دن رات آیات قرآنی کو تلاوت کرتی ہے۔ کبھی انہیں حفظ کرتی ہے۔ اور کبھی وہ صورت ذکر الٰہی اور کلمۂ طیّب میں مشغول رہتی ہے۔ اور کبھی وہ صورت علم کی فضیلت بیان کرتی ہے۔ چنانچہ ہر قسم کے علوم مثلاً نص، حدیث، تفسیر، فقہ، فرض، واجب، سنّت، مستحب اور فرض و آداب بجا لانے میں مصروف رہتی ہے۔ اور کبھی وہ صورت ذکر الٰہی میں مستغرق رہتی ہے۔ اور ذکر کی آواز وجود سے بلند اور صاف صاف سنائی دیتی ہے۔ سِرّ ہُوْ، سِرّ ہُوْ، ہُوَ الْحَقُّ، لَیْسَ فِی الدَّارَیْنِ اِلَّا ہُوْ۔ اور کبھی وہ صورت ماضی، حال اور مستقبل کی حقیقت ایک ایک کرکے ظاہر کرتی ہے۔ اور اکثر وہ صورت دن رات نماز اور طاعت و بندگی میں اپنے آپ کو مشغول رکھتی ہے۔ اور ہمیشہ شرع کی پابندی کرتی ہے۔ اور اگر خطا اور غلطی سے کوئی غیر شرع بات ظاہر ہو جائے۔ یا شرک، کفر یا بدعت و گناہ کا کوئی کلمہ کہہ بیٹھے (تو فی الفور اس سے استغفار کرتی ہے) کبھی وہ صورت معاملات میں نفس کا راستہ روک کر نفس کا محاسبہ کرتی ہے۔ اسے کہتی ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کہو۔ "جس نے اپنے نفس کو پہچانا۔ پس اس نے اپنے پروردگار کو پہچانا۔" "جس نے اپنے نفس کو فانی سمجھا، اُس نے اپنے پروردگار کو باقی سمجھا۔" نفس اپنے مراتب کو پہچاننے لگتا ہے۔ فنا فی الشّیخ میں وہ صورت وجود میں غائب ہو جاتی ہے۔ اور گناہ سے توبہ کرتی ہے۔ ایسی صورت صرف تصویر کی صفائی ہے۔ ابتدائی آواز یہ ہوتی ہے: "کیا میں تمہارا پروردگار نہیں؟ (مخلوق) کہتی ہے، کیوں نہیں؟" یہ صورت نفس زیاں کار کو سرزنش کرتی ہے، جس سے نفس سرکشی اور ٹیڑھا پن چھوڑ دیتا ہے۔ اور بعد درست ہو جاتا ہے۔

یہ مراتب (بھی) طفل شناسی کے ہیں۔ شیخ کامل پر اعتبار کرنے سے الہام و پیغام

پیغام معرفت دفقر تمام۔ بریں مشو مغرور۔ راہ پیشتر است۔ و قرب مع اللہ نور حضور منظور، باطن معمور شوق سرور مرشد کامل۔ مرشد ناقص زن سیرت و مخنث صورت و بی اثر و اہل بدعت، ہیچ کار نیاید۔ نفس پرست، تابع ہوا۔ مرشد وے را نشاید۔ اگر صاحب صورت فنا فی الشیخ رجوع بگناہ کند، صورت مرشد کامل مانع شود۔ و از گناہ باز دارد۔ و بقوت غلبات ہوا و شہوت را باز ماند و اگر صاحب صورت فنا فی الشیخ در خواب رود آنصورت با توفیق بحق رفیق دست وہد توحید و معرفت الا اللہ غرق کند۔ اگر صاحب آن صورت فنا فی الشیخ در مراقبہ در آید، آن درصورت دست گرفتہ بہ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برساند و منصب مراتب بدھاند۔ این است مراتب فنا فی الشیخ باطن صفا۔

وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى[1]

آن صورت ہمیشہ با تسبیح:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ط وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ط سُبْحَانَ ذِي الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ سُبْحَانَ ذِي الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ وَالْهَيْبَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكِبْرِيَآءِ وَالْجَبَرُوْتِ۔ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَنَامُ وَلَا يَمُوْتُ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ ط لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ نَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ وَرِضْوَانَكَ ط

آن صورت در سخاوت بہ از حاتم اینست مراتب فنا فی الشیخ باطن صفا و مقام فنا فی الشیخ آنست۔

مقام فنا فی الشیخ

چون طالب اللہ صورت شیخ را تصور کند۔ ہمان دم حاضر شدہ دست طالب

[1] سورہ طٰہٰ ۲۰: ۴۷

ہوتا ہے۔ ان پیغام والہام سے معرفت الٰہی حاصل نہیں ہوتی۔ اور نہ فقر مکمل ہوتا ہے۔ تو ان پر مغرور نہ ہو۔ اصل راہ اور آگے ہے۔ جسے قرب الٰہی حاصل ہو، اسے حضوری نور حاصل ہوتا ہے۔ اس کا باطن آباد ہوتا ہے۔ مرشد کامل سے اُسے سرور اور شوق نصیب ہوتا ہے۔ ناقص مرشد عورت کی خصلت کا ہوتا ہے۔ اس کی شکل ہیجڑوں کی سی ہوتی ہے بے اثر اور اہل بدعت ہوتا ہے۔ کسی کام نہیں آتا۔ نفس پرست ہوتا ہے۔ حرص و ہوا کے تابع ہوتا ہے۔ ایسا شخص مرشد ہونے کے لائق نہیں۔ صاحب صورت فنا فی الشیخ اگر وہ گناہ کی طرف رجوع کرتا ہے، تو مرشد کامل کی صورت اُسے اس گناہ سے باز رکھتی ہے۔ اور قوت کے سبب وہ نفسانی خواہشات کے غلبہ سے باز رہتا ہے۔ اور اگر فنا فی الشیخ کے مرتبے والا سو جائے، تو وہ صورت اُسے با توفیق الٰہی رفیق کا ہاتھ پکڑ کر بحالت خواب الا اللہ کی توحید و معرفت میں غرق کرتی ہے۔ اگر وہ صاحب صورت فنا فی الشیخ مراقبہ کرے، تو وہ صورت اس کا ہاتھ پکڑ کر مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں لے جا کر مناصب و مراتب دلاتی ہے۔ یہ ہیں فنا فی الشیخ باطن صفا شخص کے مراتب۔

"اور سلامتی ہو اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی"۔

وہ صورت ہمیشہ یہ تسبیح پڑھتی ہے:۔

"اللہ پاک ہے اور سب تعریف اللہ کے لیے ہے۔ اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ بہت بڑا ہے۔ گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی توفیق نہیں مگر اللہ کی طرف سے جو بہت بلند عظمت والا ہے"۔

"پاک ذات ہے اللہ کی جو ملک اور بادشاہت والا ہے۔ پاک ذات ہے اللہ کی جو عزت والا اور عظمت والا اور ہیبت والا اور قدرت والا اور بڑائی والا اور دبدبہ والا ہے۔ پاک ذات ہے اللہ کی جو بادشاہ ہے، زندہ رہنے والا ہے، نہ اس کو نیند آتی ہے اور نہ موت، وہ بے انتہا پاک، بے انتہا مقدس ہے، ہمارا پروردگار اور فرشتوں اور روح کا پروردگار ہے۔ کوئی معبود نہیں اللہ کے سوا۔ اے اللہ! ہم تیری جنت کا سوال کرتے ہیں اور تیری رضامندی کا"۔

وہ صورت سخاوت میں حاتم سے بھی بڑھ کر ہوتی ہے۔ یہ مراتب صاف باطن فنا فی الشیخ کے ہیں۔

راگرفتہ بمعرفت الٰہی ویا بمجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ببرد۔ این چنین شیخ را یُحیِی ویُمیت گویند ومقام فنا فی اسم محمد در تصور آرد، بی شک ارواح مبارک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بمع اصحاب کبار رضی اللہ عنہم از روی کرم ولطف حاضر شوند وصاحب تصور را پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خُذْ بِیَدِیْ بمجرد بگرفتن دست مبارک دل بمعرفت الٰہی روشن ضمیر وواضح گردد۔ لائق ارشاد شود۔ از برای آنکہ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صاحب تصور را از زبان مبارک می فرمایند کہ با خلق خدا امداد کن۔ پس بحکم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تلقین وتعلیم کند وطالبان را دست بیعت دہد۔

قولہٗ تعالیٰ:

يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ[1]

عجب دارم ازان قوم کہ لذت باطن از نور معرفت الٰہی نہ چشیدہ اند وَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ[2] را مگر نَفِرُّوْا مِنَ اللّٰهِ فہمیدہ اند۔ وہ مقام فنا فی اسم اللہ ذات اینست ہر کہ اسم اللہ در تصور آرد وتاثیر اسم اللہ معرفت اِلَّا اللّٰه بخشیدہ واز غیر ما سوای از دل او کلیہ برود وہر کہ بدین مقام رسد، ساغر از دریای توحید ومعرفت الٰہی بنوشد ولباس شریعت از سر تا قدم بپوشد ودوام در شریعت وامر معروف بکوشد۔ آنچہ سر از شریعت معرفت الٰہی بہ بیند، پیش جاہلان نگوید وبی خبر نہ شود۔ وخود را در ہوا نہ فروشد ـہ

بیت

تا توانی خویش را از خلق پوش
عارفان را این کی پسند ند خود فروش

[1] سورۂ فتح ، ۴۸ : ۱۰

[2] سورۂ الذٰریٰت ، ۵۱ : ۵۰

مقام فنا فی الشیخ

اور مقام فنا فی الشیخ وہ ہے کہ جب طالب اللہ شیخ کی صورت کا تصور کرتا ہے، تو اسی وقت حاضر ہو کر طالب کا ہاتھ پکڑ کر معرفت الٰہی یا مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں لے جاتی ہے۔ ایسے شیخ کو یُحیِی ویُمیت زندہ بھی کرتا ہے اور مارتا بھی ہے، کہتے ہیں۔ اور جب مقام فنا فی اسم محمد پر پہنچتا ہے، تو بیشک جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک مع ارواح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نہایت لطف وکرم سے تشریف فرما ہوتی ہیں۔ صاحب تصور کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں "میرا ہاتھ پکڑ!" آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دست مبارک پکڑتے ہی دل معرفت الٰہی سے روشن اور منور ہو جاتا ہے۔ جس سے انسان ارشاد کے لائق ہو جاتا ہے، اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صاحب تصور کو اپنی زبان مبارک سے فرماتے ہیں:۔ کہ خلق خدا کی امداد کرو۔ پس حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے صاحب تصور خلق خدا کو تلقین وتعلیم دیتا ہے۔ اور طالبوں کو مرید بناتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"ان کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔"

مجھے ان لوگوں پر تعجب آتا ہے، جنہوں نے معرفت الٰہی کے نور کی باطنی لذت بالکل چکھی تک نہیں ہے۔ اور "اللہ تعالیٰ کی طرف بھاگو" کو شاید اللہ تعالیٰ سے بھاگو سمجھ رکھا ہے۔ اور فنا فی اسم اللہ ذات کا مقام یہ ہے کہ جو شخص اسم اللہ کا تصور کرتا ہے، تو اس سے اسے اِلَّا اللہ کی معرفت اور اسم اللہ کی تاثیر نصیب ہوتی ہے۔ اور اس کے دل سے غیر اللہ کا خیال کلی طور پر دور ہو جاتا ہے۔ جو شخص اس مقام پر پہنچ جاتا ہے، وہ توحید ومعرفت الٰہی کے دریا سے پیالہ پیتا ہے اور سر سے پاؤں تک شریعت کا لباس پہنتا ہے۔ اور ہمیشہ شریعت اور امر معروف میں کوشش کرتا ہے۔ راہ معرفت الٰہی کے جو بھید اُسے نظر آتے ہیں، وہ جاہلوں کے سامنے بیان نہیں کرتا۔ وہ نہ بے خبر ہوتا ہے اور نہ تکبر وغرور کرتا ہے۔

بیت

"جہاں تک تجھ سے ہو سکے، تو اپنے آپ کو خلقت سے چھپائے رکھ۔ عارف لوگ یہ پسند نہیں کرتے کہ وہ خود فروش اور خود نما ہوں۔"

باب ششم

دربیان مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بدانکہ سلک سلوک مدخل شدن مجلس مشرف حضور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اینست. چون طالب اللہ بردل تصور اسم اللہ بمشق بنقش ومنقش گردد، قرار وسکونت درست گردد و درباطن اسم اللہ درست بہ بیند. چون اسم اللہ مثل آفتاب روشنی صبح صادق وتابش طلوع شعلہ تجلیات نور اللہ معرفت زند تاریکی وسیاہی وظلمت شب کاذب نفسانی وشیطانی از دل برخیزد. بعد ازان مرشد را میباید کہ طالب اللہ را گوید کہ بالتفکر وبالتصور باطنی بگرد دل و اسم اللہ بہ بین کہ ترا در نظر چہ می آید. بدیدن طالب اللہ گرد اسم اللہ اگر غرق شد، درباطن باشعور ماند وگفت بگرد دل اسم اللہ میدان وسیع وعظیم است لاحد ولاعد وطالب اللہ باز متوجہ نشد وبا اسم اللہ واز مراقبہ بیرون برآید ومیگوید کہ درآن میدان یک گنبدیست مثل روضہ وبردر او نوشتہ است لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم. چون طالب اللہ اسم اللہ کہ کلید کلمہ طیب است، بخواند قفل دروازہ خلاص شود. چون طالب اندرون روضہ درآید، مجلس خاص الخاص رخ نماید. درآن مجلس ذکر مذکور، قرآن ونص وحدیث معلوم شد کہ این مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درہفت مقام میسر گردد.

اول مقام ازل، دوم مقام ابد، سیوم مقام دنیا. نیز چہار مقام میسر گردد، چنانچہ یک مقام درحرم مدینہ مجلس روضہ مبارک. دویم مقام مجلس درحرم کعبۃ اللہ وباز سیوم مقام بالائی فلک شود ومجلس حضوری برعرش اکبر ودیگر مجلس بدریای ژرف کہ آن دریا مطلق توحید است. موج ازنور معرفت الٰہی بی مثل زند ودیگر مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ علم درلامکان مثل او بستہ

باب ششم

مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیان میں

(اے طالب تحقیق!) جان لے کہ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں داخل ہونے کا طریقہ یہ ہے کہ جب طالب اللہ اپنے دل پر تصور اسم اللہ کا نقش مشق کرکے لکھتا ہے اور نقش ٹھیک ٹھیک دل پر قائم ہو جاتا ہے۔ اور باطن میں دل پر اسم اللہ صاف صاف دکھائی دینے لگتا ہے۔ تو اس سے صبح صادق کے طلوع ہونے کے وقت آفتاب کی روشنی کی طرح انوار الٰہی کی تجلیات کے شعلے نکلنے شروع ہو جاتے ہیں۔ اس روشنی سے نفسانی اور شیطانی جھوٹی رات کی تاریکی، اندھیرا اور سیاہی دل سے دور ہو جاتی ہے۔ اس وقت مرشد کو چاہیئے، کہ طالب اللہ کو کہے کہ باطنی تفکر اور تصور سے دل کے گرد اسم اللہ کو دیکھے اور بتائے کہ اس میں تجھے کیا نظر آتا ہے؟ اگر طالب دیکھتے ہی باطن میں اسم اللہ میں مستغرق ہو جائے اور باطن میں باشعور رہے اور کہے کہ دل کے گرد اسم اللہ ذات کا ایک نہایت عظیم اور وسیع میدان ہے، جس کی کوئی حد نہیں۔ اس میدان میں ایک روضہ نما گنبد ہے جس کے دروازے پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھا ہے۔ جب طالب اللہ اسم اللہ پڑھتا ہے، تو اسم اللہ کلمہ طیب کی چابی بن کر اس تالے کو کھول دیتا ہے۔ جب طالب اس روضہ نما گنبد کے اندر داخل ہوتا ہے، تو اسے ایک خاص الخاص مجلس دکھائی دیتی ہے۔ اس مجلس میں قرآن شریف، نص اور حدیث کا ذکر اذکار ہوتا ہے۔ پس یہ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سات مقامات پر میسر ہوتی ہے۔

اول مقام ازل، دوم مقام ابد، سوم مقام دنیا، نیز (دنیا میں بھی) مجلس چار مقاموں چنانچہ ایک مقام حرم مدینہ، دوسرا مقام حرم کعبۃ اللہ، سوم مقام آسمان کے اوپر اور مجلس حضوری عرش اکبر پر دکھائی دیتی ہے۔ اور چہارم مجلس گہرے سمندر میں، جسے توحید مطلق کا دریا کہتے ہیں۔ اس میں معرفت الٰہی کا بے مثل نور موجزن ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لامکان میں بھی ہوتی ہے، جس کی مثال نہیں دی جا سکتی۔ اور اس کی مثال کسی مقام پر

نشود و مثل در مقام مذکور نیست ۔

این ذکر است لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔ این طالب صاحب تصور سیر بہر مجلس کہ حاضر شود آن را مراقبہ و ذکر اللہ در باطن چنان برد، ظاہر از جان بی جان ۔ گوئیکہ مُردہ بدین مرتبہ مدخل مجلس مبتدی طالب عام است ۔ چون ظاہر و باطن یک شود، منتہی عارف باللہ تمام است ۔ بدانکہ کاملان را ہمہ جا مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مثل آفتاب ۔

المطلب آنکہ طالب اللہ ظاہر بہ ورد و وظائف و با عمل ظاہر طاہر ہرگز نگردد و در باطن بہ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمی رسد ۔ اگرچہ تمام عمر ریاضت کشد کہ راہ باطن از مرشد کامل صاحب باطن می شود حاصل کہ در یک لحظہ حضوری مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میگردد واصل ۔

بدانکہ امت پیروی را گویند و پیروی آنست کہ بپائی قدم بر قدم محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود را بحضور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رساند ۔ عجب دارم از ان قوم کہ راہ حضوری را نمی دانند و از کبر ہوا خودنما، نفس پرست از عارفان باللہ طلب نمی کنند، ہر کہ بہ نظر ہُو، حضور منظور نگردد، ہر آنکس مؤمن و مسلمان فقیر درویش و علما فقہا پیروی امت او چگونہ باشد ۔

بدانکہ حضوری محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سر ہدایت است ۔ و این ہدایت در بدایت است ۔

حدیث

اَلنِّهَايَتُ هُوَ الرَّجُوْعُ اِلَى الْبَدَايَتِ [1] ط

حدیث

مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَى الْحَقَّ اِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِیْ [2] ط

---

[1] الحدیث

[2] بخاری، ج ۴، ص ۱۳۵، مسلم، ج ۲، ص ۵۴۲، کنوز الحقائق، ص ۱۲۵

مذکور نہیں ہے ۔

یہ ہے لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ۔ اس قسم کا صاحب تصور طالب جس مجلس میں بھی حاضر ہو، اس کے باطن پر مراقبہ اور ذکر الٰہی ایسا غالب آتا ہے کہ بظاہر وہ جان سے بے جان ہو گیا ہے ۔ گویا کہ وہ شخص اس مرتبہ پر پہنچ کر مُردہ ہو گیا ہے ۔ مجلس میں داخل ہو کر مبتدی طالب کی عام طور پر یہی کیفیت ہوتی ہے ۔ جب ظاہر و باطن دونوں مل جائیں، تو وہ عارف باللہ منتہی ہو جاتا ہے ۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ کاملوں کے لیے مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر جگہ آفتاب کی طرح روشن ہے ۔

الغرض یہ کہ طالب اللہ ظاہری ورد و ظائف اور ظاہری عمل کے ساتھ ہرگز پاکیزہ نہیں ہو سکتا ۔ اور باطن میں مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نہیں پہنچ سکتا، خواہ وہ ساری عمر ریاضت میں مشغول رہے، جب تک کوئی صاحب باطن کامل مرشد رہنمائی نہ کرے ۔ کامل مرشد ایک لحظہ کے اندر مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پہنچا دیتا ہے ۔

(اے طالب حقیقی!) جان لے کہ اُمت وہ ہے جو پیروی کرے ۔ اور پیروی کا یہ مطلب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم بقدم چل کر خود کو مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پہنچا دیں ۔ مجھے ان لوگوں پر تعجب آتا ہے جو راہ حضوری کو نہیں جانتے ۔ نفس پرست اور خود نما ہیں ۔ غرور اور گھمنڈ میں رہ کر کسی عارف باللہ سے یہ راہ معلوم نہیں کرتے ۔ جو کوئی ہُو کا منظور نظر نہ ہو، وہ مؤمن اور مسلمان فقیر، درویش، عالم فقیہ اور پیر کیسے ہو سکتا ہے؟

(اے طالب صادق!) جان لے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری سرِ ہدایت ہے ۔ اور یہ ہدایت بدایت (شروع) میں ہے ۔

حدیث

"شروع کی طرف لوٹ آنے کو انجام یا انتہا کہتے ہیں" ۔

حدیث

"جس نے مجھے دیکھا پس اُس نے حق کو دیکھا، بے شک شیطان میری

بدانکہ در باطن شخص بملازمت حضور پُرنور محمد صلی اللہ علیہ آلہ وسلم ازبرای کار دینی و دنیوی التماس میکند و از حضور حکم عالی میشود و در وقت اعلیٰ بمع اصحاب کبار فاتحہ خیر میخوانند و آن کاریکہ ظاہر بصلاح نہ پذیرد، این چہ حکمت است۔ آن طالب اللہ را باید دانست کہ آن طالب اللہ کہ بہ تمامیت نرسیدہ ، مراتبہ ہنوز در ترقی است و آن طالب اللہ را در طلب مشکل است۔ بموافق عرض حال باطن نعم البدل خوش وقت گردد۔ این چنین مرتبہ در ترقی قرب بروی مبارک باد و گر طالب جاہل است ، یا آنکہ طالب دنیا جیفہ طالب دنیا از مجلس خاص محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آن نالائق را کشیدہ بدر کند و یا آنکہ از مراتب اعلیٰ میگردد سلب، کسی را کہ ظاہر و باطن یکی شود، قدم او مقام ہمون است ، مرتبہ در ترقی نشود ۔ ہر کہ در توحید در آید، اہل توحید را توحید الٰہی کشاید۔ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چنان است۔

بدانکہ دیگر مجلس خاص بہ نہ مقام است کہ مراتب بمراتب مقام بمقام مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راختم است ۔

اوّل : مقام ازل ۔

دوم : مقام ابد ۔

سیوم : مقام در حرم روضہ مبارک مدینہ منورہ ۔

چہارم : مقام داخل و در صف جبل عرفات کہ قبولیت لبیک دعای حج است ۔

پنجم : بالای عرش ۔

ششم : در مقام قاب قوسین ۔

ہفتم : مقام بہشت ، آنچہ در آن مقام بنوشد و بخورد تمام گرسنگی تشنگی نشود و در چشم خواب نیاید ۔

ہشتم : در مقام حوض کوثر از دست مبارک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شراباً طہوراً خورد ، وجود پاک شود۔ مقام ترک و توکل و توحید و تجرید و تفرید و توفیق بحق رفیق شود۔

صورت اختیار نہیں کر سکتا۔"

(اے طالب حقیق !) جان لے کہ جو شخص باطن میں سرور کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور پُر نور میں کسی دینی یا دنیوی کام کے لیے عرض کرے اور حضور سے حکم عالی ہو جائے اور اُس اعلیٰ وقت میں صحابہ کرامؓ بھی دعائے خیر پڑھیں اور پھر بھی وہ کام بظاہر صلاح پذیر نہ ہو، تو جانتے ہو، اس میں کیا حکمت ہے ؟ وجہ یہ ہے کہ وہ طالب اللہ ابھی خود بھی انتہائی مرتبہ پر نہیں پہنچا۔ ابھی مرتبہ میں ترقی کر رہا ہے۔ ابھی طلب میں اُسے کچھ مشکلات پیش ہیں۔ عرض حال کے مطابق وہ (بالآخر) باطنی نعمت سے خوش حال ہوگا۔ اس کے لیے قرب کے ایسے درجات کی ترقی مبارک ہو۔ اور اگر طالب جاہل ہے یا یہ کہ طالب دنیا دنیائے مردار کی طلب کرتا ہے، تو اس نالائق کو مجلس خاص نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کھینچ کر نکال دیا جاتا ہے، یا یہ کہ اُسے مرتبۂ اعلیٰ سے گرا دیا جاتا ہے لیکن جس کا ظاہر و باطن ایک ہو، وہی اس کا مقام ہے، وہ مرتبہ میں ترقی نہیں کرتا۔ جو شخص توحید میں آتا ہے، اس پر مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منکشف ہوتی ہے۔

اے طالب صادق ! جان لے کہ دوسری خاص مجلس نو مقامات پر قائم ہوتی ہے، جو مراتب کے لحاظ سے مقام مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم ہوتی ہے۔

اوّل : مقامِ ازل

دوم : مقامِ ابد

سوم : حرمِ روضۂ مبارک مدینہ منورہ

چہارم : جبل عرفات کی صف یا اس میں داخل ہونا جہاں حاجیوں کے حج قبول ہوتے ہیں۔

پنجم : عرش پر

ششم : مقامِ قاب قوسین پر

ہفتم : مقامِ بہشت ، جو شخص اس مقام پر کچھ کھا پی لیتا ہے، پھر عمر بھر اسے بھوک پیاس نہیں ستاتی اور نہ اس پر نیند کا غلبہ ہوتا ہے۔

ہشتم : مقامِ حوضِ کوثر : جو شخص اس مقام پر آنحضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک سے شرابِ طہور پی لیتا ہے، اس کا وجود پاک ہو جاتا ہے اور اسے ترک و توکل ، توحید و تجرید ، تفرید اور توفیق الٰہی کا مرتبہ نصیب ہوتا ہے۔

نہم: مقام مشرف دیدار غرق فی الانوار رویت ربوبیت ہر کہ از خود فنا شود، بمعرفت و فقر انتہا و بقا رسد۔ ہر کہ دریں مقام نہ مقام مجلس خاص از پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طلب دنیا و عرض اہل دنیا کند از مرتبہ مجلس محمود برگشتہ بمرتبہ مردود دنیا رسد چون عارف باللہ باین مراتب رسد، روح فرحت گیرد و نفس از ہستی نیست و نابود شود۔

کسی کہ مدخل مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شود، اول در وجود طالب اللہ چار نظر تاثیر کند: از نظر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ در وجود طالب اللہ تاثیر صدق پیدا شود، کذب و نفاق از وجود طالب برخیزد۔

واز نظر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ در وجود طالب اللہ خطرات و ہوای نفسانی کلی برخیزد۔

واز نظر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ در وجود طالب اللہ تاثیر کند و ادب و حیا پیدا شود۔ واز وجود طالب اللہ بی ادبی و بی حیائی برخیزد۔

واز نظر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ در وجود طالب اللہ علم ہدایت و فقر پیدا شود واز وجود طالب جہل و حب دنیا برخیزد۔ بعد ازان طالب اللہ لائق تلقین میشود۔ و حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اورا دست بیعت کند۔ مراتب مرشدی لازوال وَلَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ حاصل شود۔

بدانکہ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مثل محک است بعضی طالبان مشرف دیدار محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صادق دل و اہل صفا شوند۔ بجمیع مطالب کلی وجزوی با ترک و توکل غرق فی التوحید نور دوام مجالس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضور با ادب بالیقین بعضی کاذب آن از مجلس مشرف محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ در آن مجلس ذکر ورد وظائف نفس و حدیث از نفاق دل باور نیارند از محمود برگشتہ

نہم: مقام مشرف دیدار غرق فی الانوار رویت ربوبیت: جو شخص اپنے آپ سے فانی ہوتا ہے، اسے معرفت الٰہی، اور فقر کا انتہائی اور دائمی مرتبہ نصیب ہوتا ہے۔ جو شخص ان مذکورہ بالا نو مقامات پر مجلس خاص نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دنیا یا اہل دنیا کی غرض کو عرض کرے، وہ اس مجلس کے قابل تعریف مرتبہ سے گرا دیا جاتا ہے اور دنیا کے مردود مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے۔ جب عارف باللہ ان مراتب و مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری پر پہنچ جاتا ہے، تو اس کی روح خوش ہوتی ہے۔ اور اس کا نفس ہستی سے نیست و نابود ہو جاتا ہے۔

جب کوئی شخص مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں داخل ہو جاتا ہے، تو سب سے پہلے اس کے وجود پر چار نگاہوں کی مندرجہ ذیل تاثیریں ہوتی ہیں۔

چنانچہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے طالب اللہ کے وجود میں صدق کی تاثیر پیدا ہوتی ہے۔ جھوٹ اور نفاق طالب کے وجود سے دور ہو جاتے ہیں۔

اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر سے طالب اللہ کے وجود میں نفسانی خطرات اور خواہشات بالکل دور ہو جاتی ہیں۔

اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر کی تاثیر سے طالب اللہ کے وجود میں ادب اور حیا پیدا ہوتے ہیں۔ اور طالب اللہ کے وجود سے بے ادبی اور بے حیائی دور ہو جاتی ہے۔

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نظر سے طالب اللہ کے وجود میں علم ہدایت اور فقر پیدا ہوتے ہیں اور اس کے وجود سے جہالت اور دنیاوی محبت دور ہو جاتی ہیں۔ بعد ازاں طالب اللہ تلقین کے لائق ہو جاتا ہے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے بیعت فرماتے ہیں۔ تب اسے "خوف نہ کھاؤ اور حزن نہ کرو" کے لازوال مرشدی مراتب نصیب ہوتے ہیں۔

اے طالب صادق! جان لے کہ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک قسم کی کسوٹی ہے۔ بعض طالب جب مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہوتے ہیں، تو وہ صادق دل اور اہل صفا ہو جاتے ہیں۔ ترک و توکل کے ساتھ اور نور توحید میں مستغرق ہونے کی وجہ سے ان کے چھوٹے بڑے تمام مطالب پورے ہو جاتے ہیں۔ وہ مجالس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہمیشہ ادب اور یقین سے حاضر رہتے ہیں۔ بعض جھوٹے اور کذاب جب مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہوتے ہیں، تو جب اس میں ورد وظائف، نفس اور حدیث کا ذکر ہوتا ہے، تو دل میں منافقت ہونے کی وجہ سے اس پر یقین نہیں کرتے۔ اور وہ مقام محمود سے برگشتہ ہو کر مردود او

مردود و مرتد در انکار در آیند۔

این احوالات نیک خصال در وجود تاثیر کند کہ مس وجود اکسیر گردد ببرکت مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ چنانچہ ذوق و شوق محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام وجود را در قبض و تصرف خود آورد و در رضای پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در آید، کار از ہر نوعی ناشائستہ صبر آید۔ ہر مراتب پنہان و پیدا کشف و آگاہ می شود و میکشاید۔ چون عارف باللہ باین مقام رسد، از برای دعا و بد دعا لب نہ کشاید و شرم آید از برای آنکہ اہل حضور را با التماس چہ کار از دعا یا بد دعا لب از برای اظہار کردن کشف کرامات ہزار بار استغفار کہ اہل حضور را کشاف و آگاہ است کہ بر اسم اللہ ذات نظر و نگاہ است۔ آنکہ اہل حضور را وہم از مقام توحید وحدانیت است۔ چنانچہ در وہم در آید ہمون دم کار مشکل بستہ از وہم بکشاید، مشرو عابروی می نماید۔ ہر چہ پیدا و پنہان باشد۔ اہل حضور را چنان خیال ختم است از معرفت الٰہی قرب وصال ہر کاری کہ در آید بخیال بطالب رسد، بلا فرصت فی الحال و اہل حضور را دلیل از دل غرق ذکر نور است۔ دل دلیل از حضور رب جلیل ہر کاری کہ در دلیل در آید، در آندم بکشاید و صاحب باطن عارف باللہ در حضور ہر لحظہ و ساعت بساعت، با استغراق ہم سخن در ذکر مع اللہ مذکور دوام بذوق شوق مسرور۔ در ابتدا مراتب او مومن است "اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰۃُ الْمُؤْمِنِ"[1] واقع۔

باید دانست علما رعامل یا شاگرد علما رعامل ہر شب و یا شب جمعہ یا در ماہ یا در سال دیدار پُر انوار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایشان را می شود۔ بعضی میدانند و بعضی نمی دانند۔ ادب علمار و حافظ قرآن نگہدارد و نیز طریق اہل ایمان ہمین است۔ اہل معرفت صاحب قرب استغراق بمشاہدۂ نور حضور۔ اولیاء اللہ فقیر کہ کاتب مشق اسم اللہ ذات است، ہمیشہ در

[1] جامع الصغیر سیوطی، ج ۲، ص ۱۸۳

مرتد ہو جاتے ہیں۔ اور انکاری ہو جاتے ہیں۔ نعوذ باللہ منہا۔

جب مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے طالب کے وجود میں یہ نیک خصال احوال تاثیر پیدا کرتے ہیں، تو وجود کا تانبا اکسیر بن جاتا ہے، چنانچہ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذوق و شوق طالب کے تمام وجود کو اپنے قبضہ اور تصرف میں لے آتا ہے۔ اس کے تمام کام رضائے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق ہوتے ہیں۔ ہر قسم کے ناشائستہ کام اس سے چھوٹ جاتے ہیں۔ تمام ظاہری اور پوشیدہ مراتب سے وہ آگاہ ہو جاتا ہے اور اس پر تمام ظاہری و پوشیدہ مراتب منکشف ہوتے ہیں۔ جب عارف باللہ اس مرتبہ پر پہنچتا ہے، تو پھر اچھی اور بُری دعا کے لیے لب کشائی نہیں کرتا، کیونکہ ایسا کرنے سے اسے شرم آتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اہل حضور کو اس قسم کی دعا اور بد دعا کے لیے التماس کرنے سے کیا واسطہ؟ اس لیے کہ یہ لوگ تو کشف و کرامات کے اظہار سے ہزارہا بار توبہ استغفار کرتے ہیں۔ ان کی نگاہ ہمیشہ اسم اللہ ذات پر ہوتی ہے۔ اہل حضور کو (ہر وقت) مقام توحید و وحدانیت کا خیال رہتا ہے۔ چنانچہ صرف خیال کرتے ہیں اور اسی وقت مشکل کام حل ہو جاتا ہے اور صاف صاف دکھلائی دیتا ہے۔ خواہ وہ ظاہر ہو اور خواہ چھپا ہوا۔ اہل حضور کو اللہ تعالیٰ کی معرفت، قرب اور وصال کے سبب یہ بات حاصل ہوتی ہے۔ جو کام بھی طالب کے خیال میں آجائے، وہ اسی وقت پورا ہو جاتا ہے۔ اہل حضور کی علامت یہ ہے کہ ان کا دل نورِ ذکر میں مستغرق ہو جاتا ہے۔ اور دل ربِ جلیل کے حضور میں رہتا ہے۔ جس کام کی دلیل کرتے ہیں، وہ فی الفور ہو جاتا ہے۔ اور صاحب باطن عارف باللہ ہر لحظہ، ہر گھڑی حضور میں مستغرق رہتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں ڈوبا رہتا ہے اور اسی سے ہر وقت ذکر میں ہمکلام رہتا ہے۔ ہمیشہ ذوق شوق میں خوش و خرم رہتا ہے۔ اس کا ابتدائی مرتبہ یہ ہے کہ وہ مومن مومن ہوتا ہے اور "مومن مومن کا آئینہ ہوتا ہے"۔

(اے طالب حقیقی!) جاننا چاہیے کہ علمار باعمل یا اُن کے شاگرد ہر رات یا جمعہ کی رات یا مہینہ میں کسی رات اور یا سال میں ایک مرتبہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار پُر انوار سے مشرف ہوتے ہیں۔ بعض اس بات کو جانتے ہیں اور بعض نہیں جانتے۔ علمار اور حافظ قرآن کا ادب کیا کرو۔ نیز اہل ایمان کا طریقہ یہی ہے (کہ وہ علمار اور حفاظ قرآن کا احترام کرتے ہیں) صاحب قرب، اہل معرفت مشاہدۂ نورِ حضور میں مستغرق رہتے ہیں۔ جو اولیاء اللہ

مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشرّف ۔

شرح مجلس خاص الخاص

مجلس خاص الخاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را ہفت نشان است ۔

اوّل : خوشبو معطر بہ از مشک وجود مبارک علیہ السلام بسرّ اسرار خدا کہ پیغمبر صاحب در وجود نفس امّارہ نداشت و در وجود مبارک طمع و حرص و ہوا و دوام غرق فنا فی اللہ باخدا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از آب منی پیدا نشد۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بی بی آمنہؓ را وحی جبرائیل علیہ السلام میوہ از شجرۃ النور است از سرتاقدم وجود مبارک را خوشبوی ظہور است ۔

دوم : در ظاہر و باطن دل غنی گردد ۔

سیوم : ہر سخن کہ گویند بموافق نص و حدیث گوید ۔

چہارم : لباس شریعت بپوشد ۔

پنجم : سنّت والجماعت لازم داند ۔

ششم : نافع المسلمین باشد و در سخاوت بی نظیر باشد ۔

ہفتم : ظاہر ہم سخن با مردم باشد و در باطن غرق فنا فی اللہ ۔

نظم

باہُوؒ! ہر کرا از دل کشاید چشم نور
شد حضوری مصطفیؐ دور از غرور
شد حضوری دید روی مصطفیؐ
شد حضوری غرق فی اللہ باخدا

فقیر اسم اللہ ذات کی مشق کرتے ہیں، وہ ہمیشہ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری سے مشرّف رہتے ہیں ۔

خاص الخاص مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شرح

خاص الخاص مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سات علامات ہیں ۔

اوّل : یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو سرّ اسرار خدا ہیں، کے وجود مبارک سے کستوری سے بھی بہتر معطر خوشبو آتی ہے، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود مبارک میں نفس امّارہ بالکل نہیں تھا۔ اس واسطے طمع، لالچ اور حرص و ہوا مطلق نہ تھے اور ہمیشہ فنا فی اللہ میں مستغرق تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منی کے قطرے سے پیدا نہیں ہوئے (بلکہ آپ کی پیدائش بے مثل اور بے مثال ہے)، وحی جبرائیل علیہ السلام نے درخت نور کا ایک پھل حضرت بی بی آمنہؓ کو لاکر دیا تھا۔ اس کے سبب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام وجود میں خوشبو ظاہر ہوئی ۔

دوم : ظاہر و باطن میں دل غنی ہو جاتا ہے ۔

سیوم : ہر ایک بات جو کہی جاتی ہے، نص و حدیث کے مطابق کرتا ہے ۔

چہارم : شریعت کا لباس پہنتا ہے ۔

پنجم : سنّت و جماعت کو لازم گردانتا ہے ۔

ششم : مسلمانوں کو فائدہ پہنچاتا ہے اور سخاوت میں بے نظیر ہوتا ہے ۔

ہفتم : بظاہر لوگوں سے ہمکلام ہوتا ہے، لیکن باطن میں فنا فی اللہ میں مستغرق رہتا ہے ۔

نظم

اے باہُوؒ! جسکی دل کی آنکھ نور حضور سے منوّر ہو جاتی ہے، اسے حضوری نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاصل ہوتی ہے، اور اس میں غرور نہیں رہتا ۔

وہ حضوری ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا روئے مبارک دیکھتا ہے۔ اور حضوری ہو کر فنا فی اللہ ہو جاتا ہے ۔

عرش و کرسی در دل لوح و قلم
ہر کہ دل را یافت آن را نیست غم
فکر را تو اندرون دل گمار
ہر مطالب دین و دنیا بدست آر
ذکر دل را نیک تمکین میکند
انتشار قلب را تسکین دھد
شو مراتب با تفکر جانِ من
تا شوی حاضر بدرگاہ ذوالمنن

آنچہ فوائد از مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاصل شود، بیان آن را نتوان گفت کہ رکن اعظم و اصل قوام در مراتب ارشاد و تلقین است۔

عرش و کرسی، لوح اور قلم سب کچھ دل میں ہے جس کسی نے دل کو پا لیا، اس کو کوئی غم نہیں ہے۔

جب تُو دل کے اندر غور و فکر کرے گا، تو دینی و دنیاوی ہر ایک مطلب اس میں سے حاصل کرے گا۔

ذکر دل کو اچھی طرح زیب و زینت دیتا ہے۔ اور دل کے منتشر ہونے کو تسکین دیتا ہے۔

اے میری جان! تفکر سے مراتب حاصل ہوتے ہیں۔ اسی سے تُو بارگاہ خداوندی میں حاضر ہو سکے گا۔

مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو فوائد حاصل ہوتے ہیں، ان کو بیان نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ سب سے بڑا رکن اور اصلی قوام مراتب میں ارشاد اور تلقین ہے۔

باب ہفتم

دربیان دعوت خواندن برقبور

شرح دعوت آنست و آن دعوت کدام است کہ درعمل آوردن مطالب ہردو جہان است۔ وآن دعوت کدام است کہ لشکرہزاران ہزار دشمن دارحرب کافر قطاع الطریق بخواندن دعوت قرآن شریف درحیرت وعبرت درآیند ودست بستہ حاضر شوند۔ ودین محمد صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم قبول کنند۔ وآن دعوت کدام است کہ بخواندن قرآن ہرکہ علم دعوت بدرجہ تصور تصرف برزبان وروح بخواند، جملہ مجموعہ روحانی انبیاء واولیاء اللہ اہل ایمان گرد بگرد او حلقہ بستہ ازبرای رفاہیت آمدہ او علم دعوت بخواند۔ این چنین دعوت دریکدم وبریکقدم ملک سلیمانی ازمشرق تامغرب درقبض خود آوردہ باشد این را مستجاب الدعوات گویند۔ ہرکہ علم دعوت برزبان نور اسم اللہ میخواند، بیشک روح مبارک مقدس، معظّم ومکرّم بجمیع اصحاب کبارؓ صفا گرد بگرد خواندہ حلقہ بستہ علم دعوت ازآیات قرآن ازبرای امداد در رفاہیت ورفاقت می خوانند۔ این چنین دعوت اگریکبار درعمرخود بخواند کافی باشد۔

شرح دعوت آنست وآن دعوت کدام است کہ درعملی آوردن مطالب ہردوجہان است۔ وآن دعوت کدام است کہ لشکر ہزاران ہزار دشمن دارحرب کافر کہ بخواندن قرآن شریف واسم اللہ ذات اعداء، ودشمن کورچشم ونابینا گردند وصلح کنند وحضور بیایند ونابینا چشم روشن گردند وآن دعوت کدام است کہ بخواندن قرآن شریف جملہ اعداء و

باب ہفتم

قبروں پر دعوت پڑھنے کے بیان میں

شرح دعوت

وہ دعوت کونسی ہے، جس سے دونوں جہانوں کے مطالب حاصل ہوجاتے ہیں اور وہ قرآن شریف کی دعوت کونسی ہے، جس کے پڑھنے سے کافروں، راہزنوں اور دارحرب کا لاکھوں کی تعداد میں دشمن کا لشکر حیران اور عبرت میں آجاتا ہے۔ اور ہاتھ جوڑ کر حاضر ہوجاتا ہے۔ اور دین محمدی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم قبول کرتا ہے۔ اور وہ کونسی دعوت ہے کہ قرآن شریف کے پڑھنے سے ہر وہ شخص جو تصور اور تصرف کے ساتھ زبان وروح پر علم دعوت پڑھتا ہے، انبیاء اور اولیاء کی تمام روحیں اس کے گرداگرد حلقہ باندھ کر اس کی بہبودی کے لیے آمادہ ہوتی ہیں، اس قسم کی دعوت سے تمام سلیمانی ملک مشرق سے مغرب تک فی الفور اور ایک قدم پر طالب کے قبضہ میں آسکتا ہے۔ ایسے شخص کو مستجاب الدعوات کہتے ہیں۔ جو شخص زبان نور سے اسم اللہ ذات کی دعوت پڑھتا ہے، بے شک آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی مبارک، مقدس، معظم ومکرم روح معہ صحابہؓ کبار کی روحوں کے پڑھنے والے کے گرداگرد حلقہ باندھ کر آیات قرآنی سے علم دعوت اس کی رفاقت، امداد اور بہتری کے لیے پڑھتے ہیں۔ ایسی دعوت وہ اگر اپنی عمر میں ایک بار پڑھتا ہے، تو کافی ہے۔

شرح دعوت

وہ کونسی دعوت ہے، جس کو عمل میں لانے سے دونوں جہانوں کے مطالب حاصل ہوسکتے ہیں اور وہ دعوت کونسی ہے کہ قرآن شریف اور اسم اللہ ذات کے پڑھنے سے کافر دشمنوں کے ہزارہا لشکری اندھے اور نابینا ہوجاتے ہیں۔ اور صلح کرکے حاضر خدمت ہوکر نابینا سے بینا ہوجاتے ہیں۔ اور وہ کونسی دعوت ہے کہ قرآن شریف کے پڑھنے سے دین کے تمام دشمن دیوانے اور پاگل ہوجاتے ہیں۔ تمام لشکر خود سے بے خود ہوجاتا ہے، نہ اسے ہتھیار یاد رہتے

دشمن دین دیوانہ مجنون، تمام لشکر از خود بیخود گردند، نہ سلاح یاد ماند و نہ خانہ و نہ زبان کشانند وحیران و پریشان و خراب حال تا آنکہ روی آن بزرگ نہ بیند۔ جمعیت و ہشیاری حاصل نکند و آن دعوت کدام است کہ بخواندن قرآن مجید جن و انس و فرشتہ و موکل در قید و قبض در آیند و آن دعوت کدام است کہ بخواندن قرآن مجید گنج خزائن اللہ غیب الغیب از زمین بر آوردہ تصرف کنند از مشرق تا مغرب تمام عالم و ہفت اقلیم بادشاہان را در قید قبض و حلقہ بگوش غلام طالب و مرید تابع او گردند و آن دعوت کدام است کہ در و اسم اعظم بخواند و بر کلوخ و بر سنگریزہ دم کند طلا و نقرہ و سیم و زر گردد۔ باید کہ اگر کسی خواہند کہ علم دعوت در عمل در آرد و ورد و وظائف روان گردد و فرشتہ و موکل در حکم و فرمانبردار و کلام اللہ در وجود کشتہ نشود، بجز کامل دعوت در عمل نیاید، بجز حکم صاحب قبور اہل حضور کامل و عامل ناقصان را از خواندن دعوت دوام رجعت و رنج و کاملان را از خواندن دعوت حضوری محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعیت و گنج و صاحب دعوت کامل را چہ حاجت زکوٰۃ ونصاب و قفل و دور مدور و بذل و ختم و شناختن وقت خواندن و جای مقیم و رجعت و عدد و حساب، نیک و بد و ترک کردن خوردن حیوانات جمالی و جلالی۔ این ہمہ بسیار وسوسہ و خطرات ناقصان را پیدا می شود۔ از برای آنکہ ابتداء و انتہا ترتیب دعوت نمیدانند و نام باری تعالیٰ حسبۃ اللہ نمی آرند۔

بدانکہ دعوت کل و جزو دعوت ذکر و دعوت فکر و دعوت منتہی تعلق دارد باین آیۃ کریمہ باسم اعظم متصل خواند وَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ[1] ہر کہ جانب اللہ تعالیٰ بیاید، ہر کاری را خدای تعالیٰ جاری و روان گرداند کہ توجہ و وہم، خیال او از وصال است بہ برکت این دو آیت :-

قولہٗ تعالیٰ :-

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ[2] ط

---

[1] سورہ الذٰریٰت، ۵۱ : ۵۰ [2] سورہ البقرہ، ۲ : ۲۵۷ -

ہیں اور نہ گھر بار اور نہ منہ سے بول سکتے ہیں۔ حیران و پریشان اور خستہ حال ہو جاتے ہیں جب تک دعوت خواں کا چہرہ نہیں دیکھ لیتے، انہیں تسلی اور ہوشیاری حاصل نہیں ہوتی۔ اور وہ دعوت کونسی ہے کہ قرآن شریف کے پڑھنے سے جن و انسان اور فرشتے اور موکل قبضے اور تصرف میں آجاتے ہیں۔ اور وہ دعوت کونسی ہے کہ قرآن شریف کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کے غیبی خزانے زمین سے نکال کر ان پر قبضہ ہو سکتا ہے۔ مشرق سے مغرب تک تمام جہان اور ساتوں راجدھانیوں کے بادشاہ حلقہ بگوش غلام، طالب و مرید اور تابع ہو جاتے ہیں۔ اور وہ دعوت کونسی ہے کہ اس میں اسم اعظم پڑھ کر کسی پتھر کے ٹکڑے یا مٹی کے ڈھیلے پر دم کریں، تو سونا چاندی بن جائیں۔ اگر کوئی چاہے کہ علمِ دعوت عمل میں آئے اور ورد و وظائف رواں ہوں اور فرشتے اور موکل محکوم اور فرمانبردار ہو جائیں اور کلام اللہ وجود میں سرایت کر جائے۔ سوائے کامل کے دعوت عمل میں نہیں آسکتی۔ جب تک صاحب قبور اہل حضور کامل عامل کا حکم نہ ہو، ناقص لوگوں کے دعوت پڑھنے سے ہمیشہ رجعت اور رنج ہوگا۔ اور کامل لوگوں کے دعوت پڑھنے سے حضوری محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعیت اور خزانہ نصیب ہوتا ہے۔ اور جو صاحبِ دعوت کامل ہے، اسے زکوٰۃ، نصاب، قفل، دور مدور، بذل، ختم، وقت پہچاننے، جگہ مقرر کرنے، رجعت، عدد، حساب، نیک و بد اور حیوانات جمالی و جلالی کے کھانے کو ترک کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ تمام کثیر وسوسے اور خطرات ناقصوں کے لیے ہیں۔ اس واسطے کہ انہیں دعوت کی ابتدائی و انتہائی ترتیب یاد نہیں ہوتی اور اللہ تعالیٰ کا نام خدا کی خاطر نہیں پڑھتے۔

اے طالب صادق! جان لے کہ دعوت کل و جزو دعوت ذکر و دعوت فکر اور دعوت منتہی کا تعلق اس آیت کریمہ جو اسم اعظم سے متصل ہے سے ہے۔

" اللہ تعالیٰ کی طرف بھاگو۔"

جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف آتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے ہر کام کو جاری و رواں کر دیتا ہے۔ ان دو آیتوں کی برکت سے توجہ، وہم اور اس کا خیال وصال ہی وصال ہے۔

ارشاد خداوندی ہے :-

" اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا مددگار ہے۔ انہیں اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لے جاتا ہے۔"

پس مقامِ ازل، مقامِ ابد، مقامِ دنیا اور مقامِ آخرت، یہ چاروں مقام تاریکی کے ہیں۔

پس مقام ازل و مقام ابد و مقام دنیا و مقام عقبیٰ، این ہر چہار مقام ظلمت اند اگرچہ در ظلمت آب حیات است. عاقبت ممات است بجز معرفت اللہ ذات و عارف آنست کہ از لذت این ظلمات بیرون آید. بعد ازان معرفت اِلاَّ اللہ حاصل می شود. غرق وحدانیت ذات اینست. مراتب خاصان رسیدن بروشن نور معرفت مولیٰ حضور. بندہ را این ہیچ بہتر نباشد کہ روی خود را بسوی اللہ آرد. کار دینی و دنیوی خویش با اللہ تعالیٰ سپارد۔

اُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَی اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ[1] ؕ

عارف باللہ را در معرفت الٰہی مراتب ہفت است:۔

اوّل: مراتب نفی لَآ اِلٰہَ۔

دوم: مراتب اثبات اِلاَّ اللہ۔

سیوم: مراتب خواندن بالتصدیق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

چہارم: خواندن آیاۃ قرآن۔

پنجم: خواندن ورد و وظائف و دعای سیفی۔

ششم: خواندن اسم اللہ اعظم معظم و مکرم باری تعالیٰ اسماء الحسنیٰ۔

ہفتم: غرق شدن در وحدانیت اسم اللہ ذات۔

این ہفت گنج است و از ہر یک گنج ہفتاد گنج میکشاید۔ اٰمَنَّا وَصَدَّقْنَا۔

یقین بر غیر آوردن ماسوای اللہ کافر گردد. ہر کہ باین انتہا رسد عارف باللہ کامل عامل شود، چنانچہ از نظر کامل حرف زبان او سیف اللہ. کامل ہنوز از برای ہر کاری کہ دو لب خود را نہ جنباند، از اللہ تعالیٰ ہر مطلب را آنچہ خواہد دریابد۔

حدیث

لِسَانُ الْفُقَرَآءِ سَیْفُ الرَّحْمٰنِ[2] ؕ

[1] سورۃ المؤمن ، ۴۰ : ۴۴ [2] الحدیث۔

خواہ تاریکی میں آب حیات ہے، لیکن آخر مرنا ہے، سوائے معرفت اللہ ذات کے۔ اور عارف وہ ہے جو ان تاریکیوں کی لذات کو ترک کر دے۔ اس کے بعد ہی معرفت اِلاَّ اللہ حاصل ہوتی ہے۔ ذات وحدت میں غرق ہونا اسی کا نام ہے۔ یہ مراتب خاص لوگوں کے ہیں، جو مولیٰ حضور کی روشن نور معرفت کو پائے ہوتے ہیں۔ انسان کے لیے اس سے بہتر اور کوئی بات نہیں کہ اپنا رخ اللہ تعالیٰ کی طرف کر دے۔ اور اپنے دینی اور دنیوی امور اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے۔

"میں اپنا کام اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔ بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی نگہداشت کرتا ہے۔"

جس عارف باللہ کو معرفت الٰہی حاصل ہو، اس کے سات مراتب ہیں۔

اوّل: لَآ اِلٰہَ کی نفی۔

دوسرا: اِلاَّ اللہ کا اثبات۔

تیسرا: مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو با تصدیق پڑھنا۔

چوتھا: قرآنی آیات کا پڑھنا۔

پانچواں: ورد وظائف اور دعائے سیفی کا پڑھنا۔

چھٹا: اسم اللہ اعظم معظم و مکرم باری تعالیٰ اسماء الحسنیٰ کا پڑھنا۔

ساتواں: اسم اللہ ذات کی وحدانیت میں غرق ہونا۔

یہ سات خزانے ہیں اور ہر ایک خزانے سے ستر ستر خزانے کھلتے ہیں۔ "ہم نے مان لیا اور تصدیق کی"۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور پر یقین کرنا کفر ہے۔ جو شخص اس انتہا پر پہنچتا ہے، وہ کامل عامل عارف باللہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ کامل کی نگاہ سے اس کی زبان بمنزلہ تلوار ہو جاتی ہے۔ کامل کی یہ کیفیت ہو جاتی ہے کہ ابھی کسی کام کے لیے اپنے دونوں لب ہلانے نہیں پاتا کہ اللہ تعالیٰ اس کا ہر مطلب جو وہ چاہتا ہے، پورا کر دیتا ہے۔

حدیث

"فقراء کی زبان رحمٰن کی تلوار ہوتی ہے۔"

عارف کی زبان ہرگز سیف نہیں ہوتی تاوقتیکہ کہ صاحب دعوت اولیاء اللہ کی قبر کا ہمنشین ہو کر دعائے سیفی نہ پڑھے اور دعوت پڑھنے کی ترتیب نہ جانتا ہو۔

زبان عارف ہرگز سیف نگردد، تا آنکہ صاحب دعوتِ دعای سیفی ہم نشین قبر اولیاء اللہ نخواند و ترتیب دعوت خواندن نہ داند۔

ابیات

شہسوار قبر کامل شد فقیر	شہسوار قبر عالم ملک گیر
ہر یکی را قوت بود اہل القبور	صاحب دعوت چنین باشد حضور
ہر کہ واقف می شود دعوت قبر	ہر حقیقت یافتہ زیر و زبر

دعوت تیغ برہنہ ملک دعوت گیرد و قتل موذی را کند فی اللہ فقیر۔ شخصی کہ بر قبر سوار شود۔ و قرآن بخواند، از برکت قرآن کلام اللہ صاحب قبر روحانی را مراتب زیادہ گردد۔ شخصی کہ بر قبر اولیاء اللہ قرآن مجید بخواند، عمل او روان گردد مثل دریا، تا روز قیامت باز نماند۔ امّا برای سہ کار بخواند۔

یکی، برای روان شدن مہم بادشاہ اسلام کہ جنگ با دارحرب داشتہ باشد۔

دویم، برای نفع دادن مسلمانان خاص و عام۔

سیوم، برای دفع کردن اہل بدعت و ملحدان بیدین۔

اگر از برای سہ کار اسلام خواندن دعوت کند، باید کہ شب تنہا نزدیک قبر برود و قبر نیز با عظمت تمام و پُر دہشت باشد، چنانچہ قبر مثل غوث و قطب و شہدا و اولیاء کہ اما خوانندہ بر خود حصار کند۔ اوّل گرد قبر بانگ بخواند از اللہ اکبر، اللہ اکبر تا لا الٰہ الّا اللہ کہ معروف است۔ بمجرد خواندن بانگ بگرد قبر روحانی در قید آیند و حاضر شوند و آواز می دہند از راہ وہم و خیال دل و اگر خوانندہ بسیار غالب است، بر قبر پا زند و یا بدست اشارت کند۔ بگوید قُم باذن اللہ و در ذکر در آید و از خود بیخود شود و بیہوش گردد و اگر بگرد قبر بانگ بخواند و بگفتن قُم باذن اللہ روحانی حاضر نشود و جواب باصواب ندہد و در قید نہ در آید، معلوم شد کہ روحانی

ابیات

کامل کی قبر کا شہسوار فقیر کا مرتبہ حاصل کرتا ہے۔ (اور) عالم کی قبر کا شہسوار ملک فتح کرتا ہے۔

اہل قبور میں سے ہر ایک کو (خاص) قوت حاصل ہوتی ہے۔ ایسا صاحبِ دعوت حضوری ہوتا ہے۔

جو شخص قبر پر دعوت پڑھنا جانتا ہے۔ وہ نیچے اوپر کی ہر حقیقت سے واقف ہوتا ہے۔

تیغ برہنہ کی دعوت والا ملک کو اپنے قبضے میں کر لیتا ہے۔ اور فقیر فی اللہ موذی نفس کو قتل کرتا ہے۔ کوئی شخص جو قبر پر سوار ہو کر قرآن پڑھے، تو کلام اللہ شریف کی برکت سے صاحب قبر روحانی کے مراتب زیادہ ہو جاتے ہیں۔ جو شخص اولیاء اللہ کی قبروں پر قرآن مجید پڑھتا ہے، اس کا عمل دریا کی طرح رواں ہو جاتا ہے۔ اور روز قیامت تک نہیں رکتا، لیکن چاہیئے یہ کہ وہ حسب ذیل تین کاموں کے لیے پڑھے۔

اوّل: بادشاہ اسلام کی مہم رواں ہونے کے لیے، جو دار الحرب والوں سے جنگ کر رہا ہو۔

دوم: خاص و عام مسلمانوں کو فائدہ پہنچانے کے لیے۔

سوم: ملحدان بیدین اور اہلِ بدعت کو دفع کرنے کے لیے۔

اگر وہ ان تینوں اسلامی کاموں کے لیے دعوت پڑھنا چاہے، تو اس کو چاہیے کہ وہ رات کے وقت تنہا کسی قبر کے پاس جائے، لیکن وہ قبر پوری طرح باعظمت ہو، اور پُر دہشت ہو۔ مثلاً کسی غوث، قطب، شہید یا ولی کی قبر ہو، لیکن پڑھنے والا پہلے اپنے گرد حصار کرے۔ یعنی گول لکیر کھینچ لے۔ اوّل وہ قبر کے گرد پوری اذان کہے۔ اللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبر سے لے کر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تک جو کہ معروف ہے۔ قبر کے گرد اذان کہتے ہی روحانی قید میں آجائیں گے اور حاضر ہو جائیں گے اور دل میں وہم و خیال کے طریق سے آواز دیں گے۔ اور اگر پڑھنے والا بہت غالب ہے، تو قبر کو ٹھکرا کر یا ہاتھ سے اشارہ کر کے کہے گا: "اللہ تعالیٰ کے حکم سے اُٹھ"، یہ کہہ کر جب ذکر کرنے لگے گا، تو وہ خود سے بیخود ہو جائے گا اور بیہوش ہو جائے گا۔ اور اگر قبر کے گرد اذان کہنے اور قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہ (اللہ تعالےٰ کے حکم سے اُٹھ) کہنے پر قبر والے کی روحانیت

صاحب قبر غالب است۔ ویا از برای آن روحانی حاضر نشود کہ آن را دولت ونعمت بخواندن کلام اللہ نصیب شود۔ ازین سبب بخواندن از کار روحانی اہمال کند۔

پس صاحب دعوت واہل خواندہ را میباید کہ روحانی در قید در آرد وعاجز کند جانب پای قبر بخواند وگاہی بر قبر سوار شود وقرآن مجید بخواند۔ ازین ہر دو عمل سخت تر نباشد۔ روحانی ہمان دم پیش قرآن مجید عاجز آرد وتشفیع آرد۔ این چنین خواندۂ قرآن در بحر قرآن غوطہ خورد۔ ہر چہار فرشتہ حاملان عرش مقرب چنانچہ جبرائیلؑ وعزرائیلؑ ومیکائیلؑ واسرافیلؑ می خواہند کہ زمین را بر پشت اندازند۔ ہر یک روحانی مقدس ہمہ وریچہ در آیند ودست دعا میکشایند و میگویند کہ ای خداوندا! این چنین خوانندہ را دعوت دعا قبول گردان وکار خوانندہ را زود روان کن کہ از قید خواندہ خلاص شوم وازین دعوت ہیچ سخت تر نباشد۔

ودیگر دعوت از بہر قرآن خواندن

بر کنارۂ دریا وقبر اولیاء بشروع دعوت اول زمین در جنبش در آید، چنانچہ مشرق تا مغرب حضرت مدینہ زلزلہ خورد۔ بعد ازان صد مؤکل فرشتہ ہر یک مہر سرخ پیش نہند وازو غایب شوند وروز دوم بدین طریق لکھ فرشتہ مہر سرخ پیش نہادہ، غائب شوند۔ روز سیوم کروڑ فرشتہ ہر یک مہر سرخ آوردہ پیش نہادہ آواز دادہ غائب شوند۔ بعد ازان فرشتہ بیشمار از حد زیادہ کار برای اختیار اوست۔ این است آزمائش علم دعوت لایحتاج۔ علم دعوت بہ از کیمیا اکسیر است۔ درین دعوت سورۂ مزمل باید خواند، تا کامل مکمل شود۔ علم دعوت بہ از علم کیمیا اکسیر دانند وعلم تکسیر حاصل شود۔

شرح دعوت

اگر کسی خواہد کہ کفار را مسلمان کند ویا رافضی وخارجی کہ او را بیخ بر آوردہ از وطن بدر

حاضر نہ ہو، اور جواب باصواب نہ دے اور قید میں نہ آئے، تو سمجھ لو کہ قبر کی روحانیت غالب ہے۔ یا اسواسطے حاضر نہیں ہوتی کہ وہ قرآن شریف کے پڑھنے سے دولت ونعمت حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اس واسطے اس کے روحانی کام میں سستی کرتا ہے۔

پس صاحب دعوت اور دعوت پڑھنے والے کو چاہیئے کہ روحانی کو قید میں لاکر عاجز کرے۔ اس مطلب کے لیے اُسے چاہیئے کہ قبر کی پائنتی کی طرف یا قبر پر سوار ہو کر قرآن مجید پڑھے۔ ان دونوں عملوں سے بڑھ کر اور کوئی سخت عمل نہیں ہے۔ روحانی فی الفور قرآن مجید کے سامنے عاجز ہو جائے گا۔ اور حاضر ہوگا۔ جب اس طرح قرآن شریف پڑھنے والا قرآن مجید کے سمندر میں غوطہ لگاتا ہے، تو عرش کے اٹھانے والے چاروں مقرب فرشتے یعنی جبرائیلؑ، عزرائیلؑ، میکائیلؑ اور اسرافیلؑ چاہیں گے کہ زمین کا تختہ الٹ دیں۔ تمام روحانی مقدس دریچہ میں آئیں گے اور دعا کے لیے ہاتھ پھیلائیں گے اور کہیں گے کہ اے پروردگار! اس قسم کی دعوت پڑھنے والے کی دعا قبول فرما اور پڑھنے والے کے مقصد کو جلد پورا کر، تاکہ پڑھنے والے کی قید سے ہم رہائی پائیں۔ اس دعوت سے بڑھ کر اور کوئی دعوت سخت تر نہیں۔

دوسرا طریقہ قرآنی دعوت پڑھنے کا یہ ہے

کہ دریا کے کنارے یا اولیاء اللہ کی قبر پر پڑھیں۔ دعوت کے شروع ہی میں اوّل زمین اس طرح ہلے گی، گویا مشرق سے مغرب تک شہر مدینہ تک زلزلہ آئے گا۔ بعد ازاں سو مؤکل فرشتے آئیں گے۔ ان میں سے ہر ایک ایک اشرفی پڑھنے والے کے سامنے رکھ کر اس سے غائب ہو جائے گا۔ اور دوسرے دن اسی طریق سے ایک لاکھ فرشتوں میں سے ہر ایک ایک اشرفی اسکے سامنے رکھ کر غائب ہوجائیگا تیسرے روز ایک کروڑ فرشتے آئیں گے۔ ان میں سے ہر ایک ایک مہر سُرخ رکھ کر آواز دے کر غائب ہو جائے گا۔ بعد ازاں لاتعداد بیشمار فرشتے اس کی مقصد برآری کے لیے آئیں گے۔ یہ علم دعوت لایحتاج کی آزمائش ہے۔ علم دعوت کیمیا اور اکسیر سے کہیں بڑھ کر ہے۔ اس دعوت میں سورۂ مزمل پڑھنی چاہیے تاکہ کامل اور مکمل ہو جائے۔ علم دعوت کو لوگ علم کیمیا سے بھی اکسیر جانتے ہیں۔ اور علم دعوت سے علم اکسیر حاصل ہوتا ہے۔

شرح دعوت

اگر کوئی شخص چاہے کہ کافروں کو مسلمان کرے اور یا رافضی اور خارجی کو جڑ سے اکھیڑ کر وطن

کند۔ واگر اعدا دینی باشد، جان او دریکدم قبض کند یا بیمار شود و باز نہ استد۔ اگر خواہد از مشرق تا مغرب ہدایت تلقین نصیب کند و حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بہرہ بخشند۔ اگر خواہد طالب او شد و صاحب فضیلت در حکم او در آید۔ کونین زیر و زبر۔ اہل معرفت مُردہ را زندہ کند بیک دم بدم عیسیٰ علیہ السلام صفت۔ این راہ تصور توفیق بدم تصرف باطن تحقیق دان ازین اسماء است۔ اسماء اینست، اللہ جل شانہ، مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

آن وقت باسم گیرد و تصور ارواح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم با اصحاب کبار رضی اللہ عنہم مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاضر شود و صورت شیخ باسم گیرد و تصور جبرائیل علیہ السلام حاضر شود والہام دھد۔ باسم گیرد فقر سلطان الفقر حاصل شود باسم گیرد تصور جبرائیل علیہ السلام حاضر شود والہام دھد باسم گیرد تصور میکائیل علیہ السلام حاضر شود و باران رحمت ببارد۔ باسم گیرد تصور اسرافیل علیہ السلام حاضر شود بیک دم وحدیث غضب کند از دم اسرافیل علیہ السلام فنا گردد تا قیامت ویران شود و باز آباد نشود۔ باسم گیرد تصور عزرائیل علیہ السلام حاضر شود والہام دھد و عدو را دریکدم جان قبض کند و آن دم بمیرد یا بیمار شود باز نہ استد۔

بدانکہ اساس پاکی وجود در حیات و ممات آنست، باید کہ اسم اللہ ذات تفکر باطنی بر دل نویسد، چون بسیار نوشتن مرقوم اسم اللہ دل را حاصل شود، مقام حی یا قیوم۔ بعد ازان اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم طالب اللہ را با ہر یک مقام جمعیت رساند۔ کامل از طریق تحقیق و مرشد خام ناقص از اہل زندیق خلاف سخن ولاف زن۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

از پیغمبر علیہ السلام روحانی را حکم شود برو با او رفیق شدہ و کار بستہ رسانیدہ، ہمون فرمان آنچہ مطلب باشد با مقصود رسد۔

حدیث

"اِذَا تَحَيَّرْتُمْ فِى الْاُمُوْرِ فَاسْتَعِيْنُوْا مِنْ اَهْلِ الْقُبُوْرِ"

سے نکال دے۔ اور اگر دینی دشمن ہو تو، اس کی جان فی الفور قبض کرے۔ یا ایسا بیمار کر دے کہ پھر تندرست نہ ہو سکے۔ اگر مشرق سے مغرب تک تلقین و ہدایت کرنا چاہے، یا مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری سے بہرہ ور ہو دے یا بادشاہ اور حاکم اُسکے محکوم اور فرمانبردار ہوں یا دونوں جہان زیر و زبر ہو جائیں۔ یا اہل معرفت مُردہ کو عیسیٰ علیہ السلام کی طرح فوراً زندہ کرے، تو اُسے لازم ہے کہ وہ اسم اللہ اور اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا تصور کرے۔ جب یہ تصور اور تصرف سے رواں ہو جائیں گے، تو مذکورہ بالا مطالب بھی بآسانی حاصل ہو جائیں گے۔

جب طالب صادق اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا تصور کرتا ہے، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم معہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تشریف فرما ہوتے ہیں۔ جب شیخ کی صورت کا تصور کرتا ہے؛ تو وہ آکر امداد کرتی ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے نام کا تصور کرتا ہے، تو وہ آکر خبر دیتے ہیں۔ جب اسم فقر کا تصور کرتا ہے، تو سلطان الفقر فوراً آموجود ہوتا ہے۔ جب حضرت میکائیل علیہ السلام کے نام کا تصور کرتا ہے، تو باران رحمت ہوتی ہے جب حضرت اسرافیل علیہ السلام کے نام کا تصور کرتا ہے، تو وہ فوراً آکر سخت ناراض ہو کر کرنا پھونکتے ہیں، جس کی آواز سے ایسا فنا ہوتا ہے کہ قیامت تک ویران رہتا ہے اور آباد نہیں ہوتا۔ جب حضرت عزرائیل علیہ السلام کے نام کا تصور کرتا ہے، تو وہ فوراً آکر آواز دیتے ہیں اور فی الفور دشمن کی جان کو قبض کر لیتے ہیں۔ اور اس وقت وہ دشمن یا تو مر جاتا ہے یا پھر ایسا بیمار ہو جاتا ہے کہ پھر تندرست ہی نہیں ہوتا۔

اے طالب حقیقی! جان لے کہ زندگی اور موت میں وجود کی پاکیزگی کی بنیاد یہ ہے کہ اسم اللہ ذات کو باطنی تفکر سے دل پر لکھے۔ جب یہ اسم اللہ دل پر بکثرت لکھا جائے گا، تو دل کو مقام حی و قیوم حاصل ہو جائے گا۔ بعد ازاں اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اسی طرح لکھے، تو اس سے طالب اللہ کو جمعیت کا ہر ایک مقام حاصل ہوگا۔ (صرف) کامل کو طریق تحقیق سے یہ بات نصیب ہوتی ہے۔ ناقص اور خام مرشد تو بیدین، وعدہ خلاف اور لاف زن ہے۔ اللہ بس باقی ہوس۔

جناب پیغمبر علیہ السلام سے روحانی کو حکم ہوتا ہے کہ جاؤ دعوت پڑھنے والے کی مدد کرو۔ چنانچہ اسی وقت حسب فرمان پیچیدہ کام حل ہو جاتا ہے اور مطلب اپنے مقصود کو پہنچتا ہے۔

حدیث

"جب تم کسی کام میں حیران رہ جاؤ، تو قبروں والوں سے مدد مانگو"۔

واقع است۔ ہر مشکل آسان شود و در ممات دعوت عاجز نماند۔ یک شب بہ ہم نشین قبر اولیاء اللہ قرآن مجید خواندن بہتر است از چہل چلّہ ریاضت۔

اگر کسی دولت و نعمت و عظمت خواھد و بزرگی و خزائن اللہ دینی و دنیوی بی محنت و بی رنج گنج بدست آید و نفس امّارہ در قید و شیطان ملعون دفع گردد۔ و تمام عالم در حکم او باشد و کل و جز مخلوقات مسخر شوند۔ و اسم اعظم از قرآن شریف دریابد، و علم تکسیر و علم تاثیر و علم روشن ضمیر و علم کیمیا بی نظیر و مؤکّلان مشروحًا آواز دھند و با الہام تعلیم با ترتیب کند و علم نقش اللہ از برای کار ہر طریق نوشتہ بدست دھد و مجلس محمدی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم مشرف حضور علم بیٹک شود و اصحاب کبار رضی سرفراز فرمایند۔ طالب را می باید کہ اوّل وجود خود پاک سازد۔ از غیر ماسوی اللہ و حوصلہ وسیع و پختہ دارد کہ سرّ اسرار راز بہ ہیچ کس نگفتہ باشد۔ از حضور مرشد بنماید۔ و آنچہ گنج خزائن اللہ سیم و زر زیر زمین پنہان است، ہریک واضح و روشن گردد۔ خزائن اللہ با حکم اللہ تعالیٰ در تصرف او باشد۔ ہر کہ باین مراتب فقر رسد، لا یحتاج شود۔ اگر ظاہر با سوال و در باطن صاحب معرفت و با وصال، لایق دعوت خواندن۔

ہم نشین قبر اولیاء آنست کہ اوّل وجود را پاک کند۔ بدانکہ اساس پاکی وجود در حیات و ممات آنست کہ اسم اللہ دل را حاصل شود مقام حیّ قیّوم، مشروحًا با آواز بلند میسر آید یا حیّ یا قیّوم۔ بعد ازان اسم اللہ و اسم محمد صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم بر دل نویسد۔ بعد ازان لائق خواندن دعوت قبور شود۔ چون بدین طریق دعوت انتہا دم شود توجہ و ہم فقر تمام عالم گیرد۔ ازان کہ چون صاحب دعوت را ختم شود، چہار لشکر باطنی گرد بگرد بجہت محافظت و نگہبانی او باشند۔ اگرچہ بچشم ظاہر او ایشان را نمی بیند۔ این حکم لشکر باطنی است۔

اوّل: آنکہ بمدنظر اللہ منظور۔

وارد ہے (ایسا کرنے سے) ہر مشکل آسان ہو جاتی ہے۔ اور بحالت موت بھی دعوت پڑھنے سے عاجز نہیں رہتا۔ کسی ولی اللہ کی قبر پر ایک رات قرآن شریف پڑھنا ریاضت کے چالیس چلّوں سے کہیں بہتر ہے۔

اگر کوئی شخص چاہے کہ اسے دولت و نعمت اور بزرگی حاصل ہو اور اللہ تعالیٰ کے دینی اور دنیوی خزانے بغیر کسی محنت و مشقت کے مل جائیں، اور نفس امارہ قابو میں آجائے، شیطان ملعون دفع ہو جائے۔ اور تمام جہان محکوم ہو جائے۔ ہر قسم کی کل و جز مخلوق قابو میں آ جائے۔ قرآن شریف میں سے اسم اعظم معلوم ہو جائے۔ علم تکسیر، علم تاثیر، علم روشن ضمیر اور بے مثل علم کیمیا حاصل ہو جائیں۔ مؤکّل مفصّل آواز دیں اور الہام سے تعلیم و تربیت کریں اور علم نقش اللہ ہر کام اور طریق کے لیے لکھ کر ہاتھ میں دیں۔ بے شک مجلس محمدی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے مشرف ہو۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سرفراز فرمائیں، تو طالب اللہ کو چاہیے کہ پہلے اپنے وجود کو ماسوائے اللہ سے پاک کرے۔ حوصلہ فراخ اور پختہ رکھے۔ اور سرّ اسرار الٰہی کسی کو نہ بتائے۔ (صرف) مرشد کے حضور میں بیان کرے۔ زمین کے اندر جو الٰہی خزانے سیم و زر کی صورت میں موجود ہیں، ہر ایک واضح اور روشن ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ تمام خزانے اس کے تصرف میں آجائیں گے۔ جو شخص فقر کے ان مراتب پر پہنچتا ہے، اُسے کسی چیز کی احتیاج نہیں رہتی۔ ایسا شخص اگر ظاہری طور پر سوال بھی کرتا ہے، مگر باطن میں وہ صاحبِ معرفت اور باوصال ہوتا ہے۔ ایسا شخص ہی دعوت پڑھنے کے لائق ہوتا ہے۔

جو شخص اولیاء اللہ کی قبر کا ہمنشین ہونا چاہے، اسے پہلے اپنا وجود پاک کرنا چاہیئے۔ (اے طالب صادق!) جان لے کہ زندگی اور موت میں وجود کی پاکیزگی کی بنیاد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسم مبارک سے دل کو مقام حیّ و قیّوم حاصل ہو جائے۔ چنانچہ مفصّل بآواز بلند یا حیّ یا قیّوم (اس کے وجود) سے نکلے۔ بعد ازاں وہ اسم محمد صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم دل پر لکھے۔ پھر وہ شخص قبروں پر دعوت پڑھنے کے لائق ہوگا۔ جب اس طریق سے انتہائی توجہ کے ساتھ دعوت پڑھی جائے گی، تو توجہ اور فقر سے تمام جہان مسخر کر لیا جائے گا، کیونکہ جب صاحبِ دعوت، دعوت ختم کرتا ہے، تو چار باطنی لشکر اس کے گرداگرد اس کی حفاظت اور نگہبانی کے لیے رہتے ہیں، گو وہ ظاہری آنکھوں سے ان کو نہیں دیکھتا۔ وہ لشکر باطنی یہ ہیں:-

اوّل: اللہ تعالیٰ کا مدِنظر منظورِ نظر۔

دویم : لشکر آنکہ بمد نظر محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضور۔
سیوم : لشکر مؤکل فرشتگان وآنچہ تابع جنونیت ۔
چہارم : لشکر ارواح شہداء ۔

این چنین صاحب دعوت اولیاء اللہ ولی اللہ اگر برکسی غضب شود، زخم از غیب خورد، اگر بازنگردد، ازان زخم بمیرد و اولیٰ تر آنست کہ بار خلق اللہ بردارد و خلق اللہ را نیازارد، نافع المسلمین باشد۔

دوم : حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ کا منظورِ نظر۔
سوم : مؤکل فرشتوں کا لشکر، اور جنوں کا لشکر۔
چہارم : شہیدوں کی ارواح کا لشکر ۔

ایسا اولیاء اللہ ولی اللہ صاحب دعوت اگر کسی پر ناراض ہو جائے، تو اس شخص کو غیب سے زخم لگتا ہے۔ اگر پھر بھی دشمنی سے باز نہ آئے تو اس زخم کی وجہ سے مر جاتا ہے لیکن سب سے بہتر یہی ہے کہ خلقِ خدا کے ظلم و ستم برداشت کرے اور خلقت کو (بالکل) تکلیف نہ دے (یعنی خلق خدا کو بالکل نہ ستائے) (بلکہ) اہل اسلام کو نفع پہنچائے ۔

باب ہشتم

در متفرقات

بدانکہ جمعیت پنج حرف است۔ ہر حرف جمعیت ہر یک مقام بتصور تصرف نعمت تمام بخشد۔ واین ہر یک پنج مقام را صاحب جمعیت در قبض و تصرف خود آرد۔ احتیاج در دل طالب را افسوس باقی نماند۔ آنچہ باید بستاند۔ و مقام جمعیت جامع العلوم از علم تحقیق است حیّ قیوم پنج گنج و پنج مقام کہ در تصرف او نعمت تمام است مقام ازل و نعمت ازل و گنج ازل و نعمت ابد و تصرف ابد و گنج ابد۔ ہمچنان نعمت دنیا و تمام تصرف آنچہ بر روی زمین و بدست آوردن دنیا و گنج دنیا و تصرف دنیا و گنج عقبیٰ و تصرف عقبیٰ و نعمت عقبیٰ پنج مراتب نعمت و تصرف گنج اعلیٰ قرب وحدانیت و فنا فی اللہ و بقا باللہ۔ با حق این است کہ جمعیت ختم تمام مرشد کہ روز اول از حاضرات اسم اللہ ذات و اسم محمد سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم طالب اللہ را با ہر یک جمعیت رساند، مرشد کامل از طریق تحقیق و مرشد خام و ناقص از اہل زندیق خلاف سخن و لاف زند۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

دانی کہ درمیان کار رحمانی و شیطانی و انسانی بتاثیر و تاخیر چہ فرق است۔ عجب دارم از آن قوم کہ بزبان عام و خاص ورد است نام اللہ و یا حافظ قرآن و تلاوت قرآن اوراد و یا علم مسائل فقہ و از زبان ایشان دروغ و از دل ایشان نفاق و از وجود ایشان حرص حسد و کبر چرا نمی رود۔ حکمت اینست کہ ایشان از اخلاص نام اللہ تعالیٰ نمی گیرند۔ از برای حسبۃ اللہ و علم کلام اللہ نمی خوانند، بمثل باد صرصر ہُوَ اللّٰہ ہُوَ اللّٰہ میرود، چنانچہ رسم رسوم، ہر کہ نام

باب ہشتم

متفرقات میں

اے طالب صادق! جان لے کہ جمعیت میں پانچ حروف ہیں جمعیت کا ہر حرف ہر ایک مقام رکھتا ہے، جو تصور اور تصرف کے ساتھ نعمتِ کامل بخشتا ہے۔ صاحبِ جمعیت ان ہر پانچ مقاموں پر قابض ہو جاتا ہے۔ طالب کے دل میں کسی چیز کی احتیاج یا کسی قسم کا افسوس باقی نہیں رہتا۔ جو کچھ چاہتا ہے، اسے لیتا ہے۔ اور حیّ و قیوم کے علمِ تحقیق سے مقامِ جمعیت میں تمام علوم جمع ہوتے ہیں۔ پانچ خزانے اور پانچ مقام اس کے تصرف میں ہوتے ہیں۔ یہی ساری نعمت ہے۔ مقامِ ازل، نعمتِ ازل، گنجِ ازل، نعمتِ ابد، تصرفِ ابد، اور گنجِ ابد۔ اسی طرح دنیا کی نعمت اور روئے زمین کا تمام تصرف، دنیا کو ہاتھ میں لانا، گنجِ دنیا، تصرفِ دنیا، گنجِ آخرت، تصرفِ آخرت اور نعمتِ آخرت، قربِ وحدانیت اور فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے یہی پانچ مراتب نعمت اور تصرف گنجِ اعلیٰ ہیں۔ سچی بات یہ ہے کہ جمعیت یہاں پر ختم ہو جاتی ہے۔ جو مرشد پہلے دن اسم اللہ ذات کے حاضرات اور اسم محمد سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حاضرات سے طالب اللہ کو جمعیت کے ہر ایک مقام تک پہنچاتا ہے، تحقیق کے طریق سے وہ کامل مرشد ہے۔ ناقص اور خام مرشد بے دین، بدعہد، خلاف اور لاف زن ہوتا ہے۔ اللہ بس باقی ہوس۔

کیا تمہیں معلوم ہے کہ رحمانی، شیطانی اور انسانی کام کی تاثیر اور تاخیر میں کیا فرق ہے مجھے ان لوگوں پر تعجب آتا ہے، کہ جن کے خاص و عام کی زبان پر اللہ کا نام جاری ہے یا حافظِ قرآن ہیں، تلاوتِ قرآن کرتے ہیں ورد و ظائف میں مشغول رہتے ہیں اور یا مسائل علم فقہ بیان کرتے ہیں مگر زبان سے جھوٹ بولتے ہیں۔ اور ان کے دل سے نفاق اور ان کے وجود سے حرص، حسد اور غرور کیوں نہیں دور ہوتا؟ اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا نام اخلاص سے نہیں لیتے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی خاطر کلام اللہ نہیں پڑھتے۔ یونہی باد تند و تیز کی طرح رسمی رواجی ھُوَ اللّٰہ ھُوَ اللّٰہ ان کی زبان پر جاری رہتا ہے۔ جو شخص اسم اللہ ذات اور کلام اللہ کی کنہ کو پہنچتا ہے۔ اور اسم اللہ ذات

اللہ و علم کلام اللہ بکنہ رسد و می شود آشنائی، نفس او فنا، قلب او صفا، دوام حضوری محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ روح او بقا و تماشای کونین را بر پشت ناخن می نماید، ہر کہ بنام اللہ جل شانہ، آشنا شود، باخلاص تمام خواند گوئی، معرفت بچوگان صدق از میدان ہر دو جہان می برد و نام اللہ عظمت عظیم کہ آن نام مبارک است کہ ابتدا و انتہاء در نام اللہ مشاہدہ نور حضور، معرفت تمام است۔ اما خواندن با اخلاص نام با استغراق در مطالعہ کتاب ورق بورق غرق عارفان را ہر دو بال و پر است۔

نظم

بر در درویش رو ہر صبح و شام — تا ترا حاصل شود مطلب تمام
گر ترا و سر زند پیش پیر نہ — آنچہ داری ملک خود با درویش دہ
دادۂ درویش ماند جاودان — از نظر درویش شد شاہ جہان
ہر کہ مقبول است درویش از نظر — شد مراتب او ز عرش بالاتر

جوہر جمعیت را دو نشان است۔ ظاہر در شریعت ہوشیار و باطن در مراقبہ غرق و مشرف مشاہدہ ربوبیت تجلی انوار۔ کل مخلوقات آسمان و در زمین تا رسیدن قیامت پنجاہ ہزار سال ہست۔ این پنجاہ ہزار سال را کہ شب دنیا گویند و حساب عرصہ گاہ قیامت پنجاہ ہزار سال روز است۔ پس ظاہر و باطن لکھ سال شد و در شب دنیا لباس است۔ و در روز قیامت معیشت است۔ و لباس تعلق بہ عبودیت دارد و معیشت کسب را گویند و کسب ذکر فکر و معرفت و اشتغال باللہ و ربوبیت تعلق دارد۔ و اہل علما صاحب عبودیت است و فقرا صاحب ربوبیت است۔

قولہٗ تعالیٰ :-

اور علم کلام اللہ سے آشنا ہو جاتا ہے، اس کا نفس مر جاتا ہے۔ اس کا دل صاف ہو جاتا ہے اور اسے ہمیشہ کے لیے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی (مجلس کی) حضوری نصیب ہو جاتی ہے۔ اس کی روح کو بقا حاصل ہوتی ہے۔ وہ دونوں جہان کا تماشا پشت ناخن پر دیکھتا ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے نام سے آشنا ہو جاتا ہے اور اسے پورے اخلاص کے ساتھ پڑھتا ہے، وہ ہر دو جہان کے میدان سے معرفت صدق کی بازی لے جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اسم مبارک عظیم اور مبارک ہے، کیونکہ اسم اللہ ذات میں مشاہدۂ نور حضور کی ابتدا بھی ہے اور انتہا بھی اور اس سے معرفت تمام حاصل ہوتی ہے۔ لیکن مطالعہ کتاب میں ورق بورق اللہ تعالیٰ کا نام استغراق اور اخلاص کے ساتھ پڑھنا مستغرق عارفوں کے لیے بمنزلہ شہپروں کے ہے۔

نظم

تو ہر صبح و شام درویش کے دروازے پر جا، تاکہ تجھے پورا پورا مطلب حاصل ہو جائے۔
اگر تیرا پیر تجھے چہرے اور سر پر بھی مارے، تو بھی اپنا سر اور چہرہ اپنے پیر کے آگے جھکا۔ (اور) جو کچھ تیرے پاس ہے، وہ درویش کو دے دے۔
درویش کا دیا ہوا ہمیشہ رہتا ہے۔ درویش کی نگاہ کی تاثیر سے انسان جہاں کا بادشاہ ہو جاتا ہے۔
جو درویش کا منظورِ نظر ہے۔ اس کے مراتب عرش سے بھی اوپر تک ہوتے ہیں۔

جمعیت کے جوہر کی دو علامات ہیں۔ بظاہر شریعت میں ہوشیار ہونا اور باطن میں مراقبہ میں مستغرق اور تجلیٔ انوار کی ربوبیت کے مشاہدہ سے مشرف ہونا۔ زمین و آسمان کی کل مخلوق کو قیامت تک پہنچنے میں پچاس ہزار سال کا عرصہ درکار ہے۔ ان پچاس ہزار سال کو دنیا کی رات کہتے ہیں اور پھر قیامت کے میدان میں پچاس ہزار سال کا عرصہ گزرے گا۔ جسے قیامت کا دن کہتے ہیں۔ پس ظاہر و باطن مل کر ایک لاکھ سال ہوئے۔ دنیا کی رات میں لباس ہے۔ اور قیامت کے دن میں معیشت ہے اور لباس کا تعلق عبودیت سے ہے۔ معیشت کسب کو کہتے ہیں۔ اور کسب کا تعلق، ذکر، فکر، معرفتِ ربی اور شغلِ الٰہی اور ربوبیت سے ہے۔ علماء لوگ صاحب عبودیت ہیں اور فقراء لوگ صاحبِ ربوبیت ہیں۔

ارشاد خداوندی ہے :-

وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ لِبَاسًا وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا [1]

پس اہل بہشت را نظر بدنیا است کہ اعمال ظاہری بدنیا است۔ واہل روز را نظر بروز قیامت است۔ بجز حق دیگر نخوانند و نہ برند۔

درمیان علما و فقرا چہ فرق است۔ علما وقت غضب و غصہ از جلالیت علم وانا ومنی و تکبر دارند و فقیران وقت خشم از جلالیت، معرفت الّا اللہ از منی میبرند۔ ہر کہ از ابتدای علماء عامل است، انتہای او نتیجۂ درویش و فقیر کامل است۔

بدانکہ علم و عمل از عین است۔ پس دو "عین" دریکجا جمع شدن مشکل است۔ ہر کہ عالم عامل است، آنکس فقیر عارف کامل شود و کسی را کہ علم در قید خود کند، در وجود آن چہار علم پیدا شود۔

وغیب الغیب آنرا گویند کہ عالم برآید از حجاب علم۔ عالم بسیر خُلق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گیرد۔

اول، علم الہام از دل پیدا شود۔ از قرب قدرت سبحانی۔

دوم، علم از تصور اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگاہ راستی میدھد۔

سیوم، الہام جمیع اصحاب راہ عبادت و صواب بخشد۔

چہارم، الہام کراماً کاتبین وجمیع فرشتگان ازبرای کار نیک و بد حقیقت ماضی حال و مستقبل مشروحاً جواب بآواز بلند میدھند۔

حدیث

حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِيْنَ [2]

مراتب عالم و فاضل، صاحب فقہ و نص و حدیث است باتفسیر و مراتب صاحب ورد وظائف ذکر دیگر است۔ بافکر و تاثیر فکر نیست و رہنمائی حق تعالیٰ کہ از و در دل حیا زاید

[1] سورہ النباء، ۷۸: ۱۰-۱۱ [2] ابوسعید خراز: اتحاف السادة المتقين، ج ۸، ص ۶۰۸

"ہم نے رات کو تمہارے لیے پردہ بنایا۔ (یعنی ہم نے رات آرام کے لیے بنائی) اور دن کو روزی کا ذریعہ بنایا ہے"۔

پس اہل بہشت کی نگاہ دنیا پر رہتی ہے، کیونکہ ظاہری اعمال دنیا میں ہیں۔ اور اہل روز کی نگاہ روز قیامت پر رہتی ہے۔ وہ سوائے حق کے اور کچھ نہیں پڑھتے اور نہ کسی اور چیز کا نام لیتے ہیں۔

علما اور فقرا کے درمیان کیا فرق ہے؟ ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ علما غصہ اور غضب کے وقت علم کی جلالیت کے سبب تکبر، غرور اور گھمنڈ کرتے ہیں، لیکن فقرا غصہ کے وقت جلالیت اور معرفت الٰہی کے سبب غرور ترک کر دیتے ہیں۔ جہاں علمائے عامل کی انتہا ہوتی ہے، وہاں فقرائے کامل کی ابتدا ہوتی ہے۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ علم و عمل دونوں میں "ع" آتا ہے۔ پس دو عین ایک جگہ جمع ہونے مشکل ہیں۔ جو کوئی عالم عامل ہے، وہ شخص کامل عارف اور فقیر ہو جاتا ہے۔ جو شخص علم کو اپنی قید میں لے آتا ہے، اس کے وجود میں چار علم پیدا ہو جاتے ہیں۔

اور غیب الغیب اس بات کا نام ہے کہ عالم پہلے علم کے حجاب سے باہر نکلے۔ عالم کی سیرت سیرت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو جائے۔

اول علم کے سبب دل سے الہام پیدا ہو۔ قرب سے قدرت سبحانی میسر ہو۔

دوسرے اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تصور علم سے سچی آگاہی ہوتی ہے۔

تیسرے، تمام اصحاب عبادت اور صواب کی راہ بذریعہ الہام دکھاتے ہیں۔

چوتھے، کراماً کاتبین اور تمام فرشتے نیک یا بدکام کے متعلق الہام کے ذریعے ماضی، حال اور مستقبل کی مفصل حقیقت بآواز بلند بتاتے ہیں۔

حدیث

"نیکوں کی نیکیاں مقربین کے لیے بمنزلہ گناہ ہیں" (یعنی نیکوں کی خوبیاں مقربوں کے لیے برائیاں ہیں)۔

صاحب فقہ و نص و حدیث باتفسیر، عالم فاضل کے مراتب اور ہیں اور صاحب ورد و ظائف اور صاحب ذکر کے مراتب اور ہیں۔ تفکر اور تاثیر فکر کا نام ہے اور حق تعالیٰ کی رہنمائی کے متعلق

تفکریست در وعدہ وعید حق تعالیٰ کہ از و در دل نور توحید الٰہی زاید و تفکریست از دنیا کہ
از و در دل سیاہی جمع شود و منصوبہ بازی شیطان زاید در جہان و از اہل دنیا ہیچ کس بدتر
نباشد۔ عجب نادان اند کہ این بدتر را از نام اللہ و از دین محمد صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم و از
فقر محمدی صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم بہتر فہمیدہ اند۔ مسلمان مؤمن آنان باشند کہ خود را از ادای
فرض عظیم دوام خدای تعالیٰ را بالقدرت غالب حاضر دانند۔ این فرض عظیم کہ بر سر ہر فرض
اکبر تر فرض عین است و سنّت بزرگ تاثیر کند و نفع دہد جمعیت بخشد۔ و خلق اللہ جز و
کُل و رجوعات بی رنج ______ در قید بود و مجلس محمدی صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم
دست دہد و ہر مشکل و مہمات بکشاید و جملہ گنج بی رنج بتصرّف در آرد۔

باید کہ اوّل وضو سازد۔ بعدہٗ غسل کند، یکبار درود و یک بار سورۂ فاتحہ و یک بار
آیت الکرسی و سہ بار سورۂ اخلاص خواندہ، بر تن دم دہد۔

بوقت آغاز نمودن زکوٰۃ المطلب آنکہ خواندہ عامل دعوت تنہا در بیابان یا در صحرا
دشت ہر جائیکہ ریگ و یا خاک پاک باشد، نیت عمارت بنیاد روضۂ مبارک محمّد مصطفیٰ
صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم نمودار بالیقین و با اعتبار آراستہ کند، گرد دیگر دنمونۂ روضۂ مبارک حرم
کند و در آن حرم روضۂ قبر مبارک بنا سازد و بر قبر مبارک نام محمّد صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم
با انگشت خویش خوش خط بنویسد محمّد بن عبد اللہ صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم۔ وقت شروع
این آیات اوّل بخواند، بعدہٗ گرد روضہ بنویسد۔

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا [1]

[1] سورہ الاحزاب، ۳۳: ۵۶۔

تفکر کرنے سے دل میں حیا پیدا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے وعدہ وعید کا تفکر کرنے سے توحید
الٰہی کا نور دل میں پیدا ہوتا ہے۔ اور دنیا کے متعلق تفکر کرنے سے دل پر سیاہی جمع ہو جاتی
ہے اور دنیا میں شیطانی منصوبہ بندی بڑھ جاتی ہے۔ اہل دنیا سے بڑھ کر کوئی شخص بدتر نہیں۔
مجھے ان لوگوں پر بڑا تعجب آتا ہے جو اس بدتر کو اسم اللہ، دین محمد صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم اور فقر
محمدی صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم سے بہتر سمجھتے ہیں۔ مؤمن مسلمان تو وہ لوگ ہیں، جو اپنے آپ کو فرض
عظیم ادا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو قدرت غالب کے ساتھ ہر وقت حاضر ناظر سمجھتے ہیں۔ یہ
فرض ان کے نزدیک تمام فرائض سے بڑھ کر ہے۔ اور فرض عین ہے۔ اور بہت بڑا طریق
(ہمیشہ) اثر کرتا ہے، نفع دیتا ہے اور جمعیت بخشتا ہے۔ تمام خلق اللہ رجوع کرتی ہے اور تکلیف
اٹھائے بغیر قبضے میں آجاتی ہے۔ اور مجلس محمدی صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کی حضوری حاصل ہوتی ہے۔
اور ہر ایک مشکل اور دشواری حل ہو جاتی ہے۔ اور تمام خزانے بغیر محنت و مشقت کے
ہاتھ آ جاتے ہیں۔

دعوت تیغ برہنہ

اس مطلب کے لیے چاہیے کہ وہ پہلے وضو کرے۔ اس کے بعد غسل کرے۔ پھر ایک
مرتبہ درود شریف اور ایک مرتبہ سورہ فاتحہ اور ایک مرتبہ آیت الکرسی و تین مرتبہ سورہ اخلاص
پڑھ کر بدن پر دم کرے۔

جس مطلب کے لیے زکوٰۃ پڑھتا ہے، یہ اس کا شروع ہے۔ دعوت پڑھنے والے
عامل کو چاہیئے کہ اکیلا جنگل میں یا دشت صحرا میں ہر اس جگہ پر جائے، جہاں ریت یا پاک مٹی ہو۔
وہاں جناب سرور کائنات صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کے روضۂ مبارک کی عمارت کی بنیاد کی نیت
سے یقین اور اعتقاد سے پہلے روضہ مبارک کے نمونہ کی اردگرد چار دیواری بنائے اور پھر
اس چار دیواری کے اندر روضہ مبارک اور قبر مبارک بنائے اور قبر مبارک کے اوپر اپنی
انگلی سے نہایت خوش خط محمد بن عبد اللہ صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کا نام لکھے۔ شروع کرنے کے
وقت پہلے یہ آیات پڑھے۔ بعد ازاں روضہ کے گرد یہ لکھے:۔

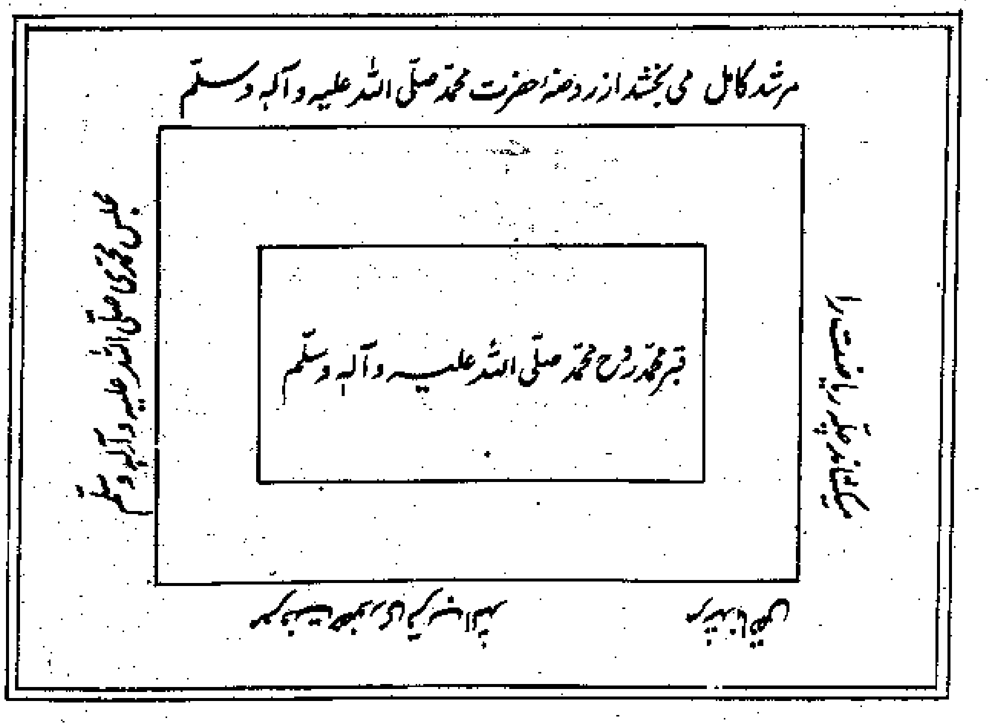
إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا
عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

سہ مرتبہ باتکرار بگوید: اُحْضُرُوْا لِلْمُسَخَّرَاتِ اُحْضُرُوْا لِلْمُسَخَّرَاتِ بِحَقِّ مَلِكِ الْاَرْوَاحِ الْمُقَدَّسِ ۝ وسہ بار بگوید از برای عِنْدَ اللّٰہِ محمد بن عبد اللہ حاضر شو یا رسول اللہ! ارواح مقدس بیشک حاضر شود۔ بعدہٗ سورۂ مُلک یا سورۂ مزمّل یا سورۂ یٰسین یا سورۂ اِنَّا فَتَحْنَا بخواند وسہ مرتبہ کلمۂ طیّب بر دل ضرب زند لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۝ بعد ازان درود و وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ۝ بخواند چشم پوشیدہ، در مراقبہ درآید و خواب و ہشیاری یکی گردد، باعیان کُلُّ بَاطِنٍ مُخَالِفٌ بِظَاهِرٍ فَهُوَ بَاطِلٌ ۝ بعد ازان مشروحًا با جمیع لشکر اصحاب عظیم محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خواندہ را دست گرفتہ استادہ کند وہمہ مہمات سرانجام رساند۔

این دعوت را تیغ برہنہ گویند ونقش دعوت روضۂ قبر مبارک اینست۔

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ واہل بیتہ واتباعہ۔

جہد کن کہ کار سرانجام شود عم عم



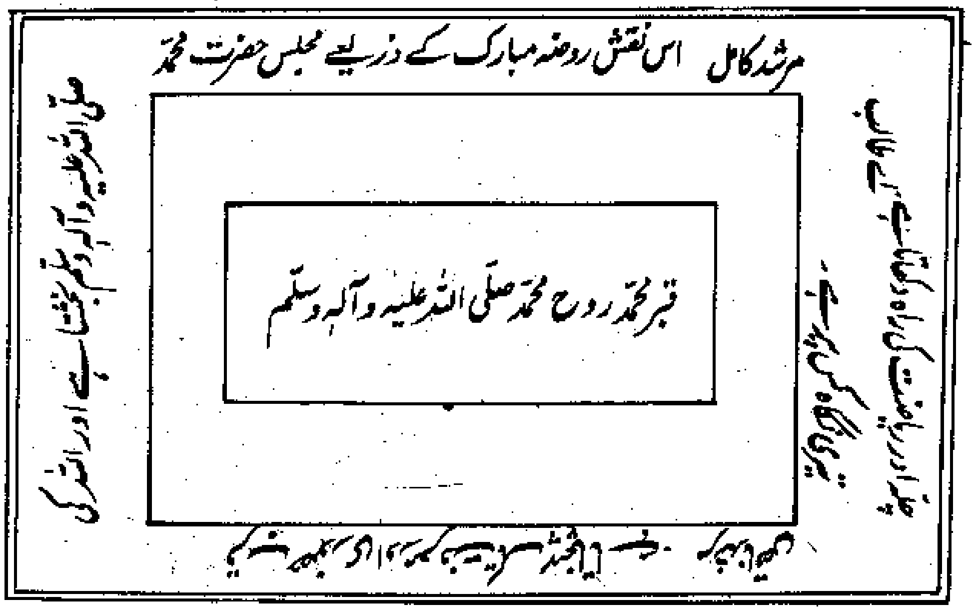
"بے شک اللہ اور اس کے فرشتے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود اور سلام بھیجا کرو۔"

پھر تین مرتبہ تکرار کے ساتھ یہ پڑھے:۔ اُحْضُرُوْا لِلْمُسَخَّرَاتِ اُحْضُرُوْا لِلْمُسَخَّرَاتِ بِحَقِّ مَلِكِ الْاَرْوَاحِ الْمُقَدَّسِ ۝ "ملک الارواح مقدس کے صدقے تسخیر کرنے کے لیے حاضر ہو جاؤ" اور تین بار کہے از برائے عِنْدَ اللّٰہِ محمد بن عبد اللہ حاضر شو یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم۔ انشاء اللہ! بیشک روح مبارک حاضر ہوگی۔ اس کے بعد سورۂ ملک یا سورۂ مزمّل یا سورۂ یٰسین یا سورۂ اِنَّا فَتَحْنَا پڑھے۔ اور دل پر تین بار کلمۂ طیب لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی ضرب لگائے۔ بعد ازاں درود شریف اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ پڑھ کر آنکھیں بند کر کے مراقبہ کرے۔ اس وقت خواب اور بیداری ایک ہو جائے گی۔ جو باطنی معاملہ ظاہر کے مخالف ہو، وہ باطل ہوتا ہے۔ اس کے بعد جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واضح طور پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے لشکر عظیم کے ساتھ پڑھنے والے کا ہاتھ پکڑ کر کھڑا کرتے ہیں۔ اور تمام اہم امور کو سرانجام فرماتے ہیں۔

اس دعوت کو تیغ برہنہ کہتے ہیں۔ اور روضۂ قبر مبارک کی دعوت کا نقش یہ ہے۔

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ واہل بیتہ واتباعہ

جہد کن کہ کار سرانجام شود عم عم



ای طالب! ترا کدام جا نظر نگاه است چون صاحب دعوت کامل بر قبر ولی اللہ رود، اوّل وضو سازد و دوگانہ بگذارد و نزدیک قبر ہم نشیند و بخواند از قرآن سورۃ مزمّل یا سورۃ مُلک و یا سورۃ یٰسین و از قرآن ہر چہ داند بخواند۔ و از دل توجہ بروحانی متوجہ شود و اگر خواندۂ اہل دعوت غالب است، بوقت خواندن روحانی دست بستہ پیش او باادب استادہ قرآن شریف بشنود۔ و اگر خواندہ ناقص است، روحانی روبروی مقدار یکدست و یک بالشت نشستہ قرآن باادب بشنود۔ در آن وقت خواندۂ صاحبِ دعوت روحانی بترتیب علم قید کند۔ تمام عمر روحانی از قید اُو ہرگز خلاص نشود۔ ہر جا کہ خواہد روحانی حاضر شود۔ صاحب باطن عارف باللہ ناظر را یک روحانی اولیاء اللہ چنان قوت و توفیق دارد، اگرچہ تمام عالم جن و انس و فرشتہ آنچہ بروی زمین است، یکجا جمع شوند، برتمام عالم زندہ روحانی اولیاء اللہ غالب آید۔ اگر صاحب دعوت عیان باترتیب دعوت بخواند، جملہ ارواح انبیاء و اصحاب و اولیاء اللہ و غوث و قطب و شہداء و ابدال و اوتاد و فقیر، درویش و عارف و واصل و ولی و مومن و مسلمان از حضرت آدم صفی اللہ تا حضرت محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم، بلکہ تا روز قیامت جزو کل روحانی گرد بگرد خواندۂ صاحب دعوت صف بصف بستہ کہ در دنیا روحانیت باشد با جمیع ارواح دست مصافحہ با اُو ملاقات و مجلس کنند۔ تمام عمر حیات و ممات۔ این چنین دعوت صاحب عیان را خواندن بس است کہ عین العیان را دعوت خواندن و جملگی ارواح ہا قید کردن برکت قرآن از حکیم اللہ حضوریت ہر یک اہل دعوت کامل این چنین راہ نداند۔ از خواندن دعوت ہیچ آگاہی ندارد و ہر کہ فقیر اہل دعوت اہل حضور غالب روح قبور را آزار دہد ازین سبب متابعت نفس ہوا این چنین کس در ہر جہان خراب۔

شرح دعوت

منتہی کامل شہسوار تیغ برہنہ بدست گیرد مثل ذوالفقار غازی قاتل الکفار بحکم پروردگار۔

جب کوئی کامل صاحب دعوت کسی ولی اللہ کی قبر پر جائے، تو پہلے وضو کرے اور دوگانہ نماز ادا کرے اور پھر قبر کے نزدیک بیٹھ کر قرآن شریف میں سے سورۃ مزمّل یا سورۃ ملک اور یا سورۃ یٰسین یا قرآن شریف میں سے جو کچھ جانتا ہو، پڑھ کر دل سے روحانی کی طرف متوجہ ہو۔ اور اگر پڑھنے والا اہل دعوت غالب ہے، تو پڑھتے وقت روحانی ہاتھ باندھ کر اس کے سامنے باادب کھڑا رہ کر قرآن شریف سُنے گا۔ اور اگر پڑھنے والا ناقص ہے، تو روحانی ایک ہاتھ اور ایک بالشت کے قریب پرے بیٹھ کر باادب قرآن شریف سُنتا ہے۔ اس وقت پڑھنے والا صاحب دعوت بالترتیب روحانی کو اپنی قید میں لاتا ہے، جو تمام عمر اس کی قید سے ہرگز نجات نہیں پاسکتا۔ جس جگہ چاہتا ہے، روحانی حاضر ہو جاتا ہے۔ صاحب باطن عارف باللہ ناظر کے لیے ایک روحانی اولیاء اللہ ایسی قوت اور توفیق رکھتا ہے کہ اگر تمام دنیا کے انسان، جن اور فرشتے اور جو کچھ بھی روئے زمین پر ہے، ایک جگہ اکٹھے ہو جائیں، تو تمام عالم کے زندوں پر اولیاء اللہ کی روحانیت غالب آتی ہے۔ اگر صاحب دعوت عیاں طور پر بالترتیب دعوت پڑھے، تو انبیاءؑ، صحابہ کرامؓ، اولیاء اللہ، غوث، قطب، شہید، ابدال، اوتاد، فقیر، درویش، عارف و واصل، ولی، مومن، مسلمان، سب کی روحیں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر جناب حضرت محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم تک، بلکہ روز قیامت تک دنیا کی تمام روحیں پڑھنے والے صاحب دعوت کے گرداگرد صفیں باندھ کر کھڑی ہو جاتی ہیں، اور اس سے مصافحہ کرتی ہیں، ملاقات کرتی ہیں اور مجلس کرتی ہیں۔ تمام زندگی اور پھر مرنے پر بھی اس کے ساتھ رہتی ہیں۔ صاحب عیاں کے لیے اس قسم کی دعوت پڑھنا کافی ہے، کیونکہ عین العیان کے لیے دعوت کا پڑھنا اور قرآن شریف کی برکت سے تمام ارواح کو قید میں لانا (یقینی امر ہے) قرآن پاک کی حضوریت ہر ایک اہل دعوت کامل کے بس کی بات نہیں۔ وہ دعوت کے پڑھنے سے کوئی آگاہی نہیں رکھتا۔ وہ اس قسم کی راہ ہی نہیں جانتا۔ جو اہل دعوت اہل حضور فقیر اہل قبور کی روحوں کو کسی نفسانی خواہش کے سبب تکلیف دے، ایسا شخص دونوں جہان میں خراب ہوتا ہے۔

شرح دعوت

منتہی کامل شہسوار ننگی تلوار ہاتھ میں لے کر اور غازی بن کر ذوالفقار کی طرح پروردگار کے

بدانکہ دعوت خواندن پنج قسم است ۔

اوّل ، دعوت وسیلۂ ازل کہ بمقام ازل برساند۔

دوم ، دعوت وسیلۂ ابد کہ بمقام ابد رساند ۔

سیوم ، دعوت کہ بتمامیت بادشاہی دنیا رساند ۔

چہارم ، دعوت وسیلۂ عقبیٰ کہ بعقبیٰ رساند ۔

پنجم ، دعوت وسیلۂ معرفت مولیٰ بجہت نفس فنا کردن کہ بحضور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در مقام معرفت الٰہی ، مشاہدۂ نور نامتناہی رساند ۔

بدانکہ لائق خواندن دعوت عامل کامل مکمّل عارف باللہ صاحب قرب وصال را کہ جمیعت باشد لازوال . دانی کہ دعوت خواندن واز رجعت سلامت ماندن کار غالب الاولیاء اہل حضور و نہ بر نفس مغرور اہل ہوا کہ بماند از خدا جُدا ، ہر کرا باترتیب وضو سازد و در یک شب بدوگانہ ختم قرآن شریف کند . اگر بدین طریق سہ شبانہ روز متواتر بخواند تا روز قیامت عمل او باز نماند . این چنین غالب الاولیاء باشد بر ہر دو جہان . امّا دعوت روان نگردد بجز اجازت عامل کامل . ہر کہ دوگانہ نمی خواند و قرآن یاد نمی داند . سورۂ مزمّل بخواند ، در یک ہفتہ کامل مکمل می شود . و ترتیب ابتداء وانتہاء دعوت ہمین است کہ دعوت قرآن مجید کلام اللہ پیشوا و رہنما معتبر وسیلۂ دو جہان است . آنچہ خزائن اللہ ظاہری و باطنی ، خشکی و تری و برّی و بحری ، حقیقت کل مخلوقات و توحید ذات و صفات شش جہان ہمہ در قرآن است ۔

قولہٗ تعالیٰ : وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ [1]

امّا گر کسی را کار مشکل پیش آید ، باید کہ ہر شب تا چہار روز یکبار سورۂ یٰسین درمیان قبور اولیاء اللہ بخواند ، فی الحال مقصود حاصل میشود . امّا آیاۃ ہر یک را تحقیقات میباید کرد . از برای کار دینی و دنیوی علیحدہ علیحدہ عدد و شمار و خاصیت باترتیب پیش است ، چنانچہ آیاۃ امر

[1] سورہ الانعام ، ۶ : ۵۹

حکم سے کافروں کو قتل کرتا ہے ۔

(اے طالب صادق !) جان لے کہ دعوت کا پڑھنا پانچ قسم کا ہوتا ہے :

اوّل ، وسیلۂ ازل کی دعوت ، جو مقام ازل تک پہنچاتی ہے ۔

دوم ، وسیلۂ ابد کی دعوت ، جو مقام ابد تک پہنچاتی ہے ۔

سوم ، وہ دعوت جس سے دنیا کی مکمّل بادشاہی حاصل ہوتی ہے ۔

چہارم ، وسیلۂ عقبیٰ کی دعوت ، جس سے آخرت حاصل ہوتی ہے ۔

پنجم ، معرفت مولیٰ کے وسیلہ کی دعوت ، جس سے نفس فانی ہو کر مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مقام معرفت الٰہی اور نُور نامتناہی کا مشاہدہ حاصل ہوتا ہے ۔

(اے طالب حقیقی !) جان لے کہ دعوت پڑھنے کے لائق وہ شخص ہے ، جو عامل کامل مکمّل عارف باللہ اور صاحب قرب و وصال ہو ، اور صاحب جمیّعت لازوال ہو . کیا تو جانتا ہے ، کہ دعوت کا پڑھنا اور رجعت سے سلامت رہنا غالب اولیاء اللہ اور اہل حضور کا کام ہے ، نہ کہ مغرور اور حریص کا ، جو خدا سے دور رہتا ہے . جو شخص بالترتیب وضو کر کے ایک رات میں دو رکعت کے اندر قرآن شریف ختم کرے . اگر اس طریق سے تین رات دن متواتر پڑھے ، تو روزِ قیامت تک اس کا عمل نہ رُکے گا . اس قسم کا شخص غالب الاولیاء اور دونوں جہان پر حکمران ہوتا ہے . لیکن دعوت کسی عامل کامل کی اجازت کے بغیر رواں نہیں ہوتی . جو شخص دو رکعت نہیں پڑھتا اور قرآن بھی اُسے حفظ نہیں ہوتا ، تو وہ صرف سورۂ مزمّل پڑھے ، تو ایک ہفتہ میں کامل مکمّل ہو جاتا ہے . ابتدائی اور انتہائی دعوت کی ترتیب یہی ہے ، کیونکہ قرآن مجید کلام اللہ کی دعوت دونوں جہان کا پیشوا اور راہنما اور دونوں جہان کا معتبر وسیلہ ہے . اللہ تعالیٰ کے تمام ظاہری و باطنی خزانے ، خشکی و تری ، جنگل اور سمندر ، کُل مخلوقات کی حقیقت اور چھ طرفین جہان کی صفات اور توحید ذات بھی قرآن حکیم میں ہیں ۔

ارشاد خداوندی ہے :۔

"کوئی خشک و تر نہیں ، جو قرآن مبین میں نہ ہو" ۔

لیکن اگر کسی کو کوئی مشکل کام پیش آئے ، تو اُسے چاہیئے کہ چار روز تک ہر رات ایک مرتبہ سورہ یٰسین اولیاء اللہ کی قبور پر پڑھے . اسی وقت مقصد حاصل ہو جائے گا . لیکن ہر ایک آیت قرآنی کی تحقیقات کرنی چاہیئے ، کیونکہ ہر ایک دینی اور دنیوی کام کے لیے گنتی ، خاصیت اور

معروف ونہی منکر وقصص الانبیاء، وعدہ وعید ناسخ ومنسوخ ۔

وبعضی در دعوت خواندن عامل کامل وبعضی در حکم اجازت کامل ودر خواندن ناقص۔ بہتر آنست کہ ہم در اجازت وہم در خواندن کامل وعامل باشد۔ دعوت خواندن کاملان اہل کمال لارجعت ولازوال مشکل کار دینی ودنیوی بشروع در دعوت حکم شود از حضوری محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ این چنین دعوت طریق تحقیق آنست۔ یکی آنکہ از اسم اللہ ذات حضور۔ دوم آنکہ از قبر اولیاء اللہ روحانی اہل قبور۔ ہر کہ دعوت حضور اسم اللہ وقبر اولیاء اللہ خبر ندارد، ہر آنکس لائق خواندن دعوت نباشد، کہ علم تکسیر در علم اکسیر امیر است ۔

بدانکہ علم تکسیر دعوت است ودعوت چہار حرف را بزرگی وعزت وشرف است بطاعت وشرائط چہار حرف دعوت اینست ۔

د، ع، و، ت ۔

حرف دال دل را پاک کند بذکر دوام وذکر دوام حاصل می شود از حضوری نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ۔

واز حرف عین علم غیبی لاریبی مشروحًا والہام روحانی ورحمانی وموکل از غیب عالم ہر یک معلوم شود ۔

واز حرف واو ورد وظائف کلام اللہ را باترتیب وباادب وباعزت وبا اعتقاد بخواند ۔

واز حرف ت ترک کردہ باشد، پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واصحابان آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام ۔

این چنین دعوت کار مبتدی است۔ آری یقین است کہ سیماب برتر سنت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بزرگ تر است۔ خانۂ خود فی سبیل اللہ صرف کند تا سنت بزرگ ادا شود۔ این فرض وسنت را اہل اللہ باعمل آرند ہر کہ از اہل مردہ دلان اہل دنیا جدائی گیرد،

ترتیب جدا جدا ہوتی ہے۔ مثلاً آیات امر معروف اور نہی منکر، انبیاء کے قصے، وعدہ وعید اور ناسخ ومنسوخ ۔

اور بعض دعوت پڑھنے میں عامل اور کامل ہوتے ہیں اور بعض اجازت کے حکم میں کامل ہوتے ہیں، لیکن (دعوت) پڑھنے میں ناقص ہوتے ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ اجازت میں بھی اور پڑھنے میں بھی کامل اور عامل ہوں۔ کامل اور اہل کمال اگر دعوت پڑھیں، تو انہیں نہ رجعت ہوتی ہے اور نہ زوال۔ دینی اور دنیوی مشکل کام کے لیے شروع دعوت میں جناب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری سے حکم ہوتا ہے۔ تحقیقی طریق سے اس قسم کی دعوت کا مقصد یہ ہے کہ یہ (پیش نظر) کام یا تو اسم اللہ ذات کے حضور سے یا پھر روحانی اہل قبور اولیاء اللہ کی قبر سے حاصل ہوتا ہے۔ جو شخص کہ اسم اللہ ذات حضور اور قبر اولیاء اللہ کی دعوت کے متعلق خبر نہیں رکھتا، وہ دعوت پڑھنے کے لائق نہیں۔ کیونکہ علم تکسیر (علم دعوت) علم اکسیر پر غلبہ رکھتا ہے ۔

اے طالب صادق! جان لے کہ علم تکسیر دعوت ہے۔ دعوت کے چار حروف ہیں۔ ان میں بزرگی، عزت اور شرف ہے۔ طاعت اور شرائط کے لحاظ سے دعوت کے چار حروف یہ ہیں۔

د، ع، و، ت

حرف د دل کو ذکر دوام سے پاک کرتا ہے اور ذکر دوام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری سے حاصل ہوتا ہے ۔

اور حرف ع سے علم غیبی لاریبی مفصل حاصل ہوتا ہے اور الہام روحانی ورحمانی اور عالم غیب میں سے ہر ایک موکل معلوم ہوتا ہے ۔

اور حرف و سے ورد وظائف اور کلام اللہ کو باترتیب، باادب، باعزت اور بااعتقاد پڑھتا ہے ۔

اور حرف ت سے مراد یہ ہے کہ وہ دنیا کو ترک کر دے۔ اس کے بعد اسے جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زیارت نصیب ہوگی ۔

اس قسم کی دعوت مبتدی کا کام ہے۔ ہاں یقین ہے کہ مال وزر (اللہ کی راہ میں) لٹانا برتر سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ طالب مولیٰ کو چاہیے کہ وہ اپنے گھر کے مال وزر کو اللہ کی راہ میں خرچ کرے تاکہ سنت بزرگ ادا ہو جائے۔ یہ فرض اور سنت اہل اللہ عملی طور پر بجا لاتے ہیں۔ جو شخص مردہ دل دنیاداروں سے الگ رہتا ہے، اس کا دل صاف ہو جاتا ہے۔ اس کا نفس بالکل مر جاتا ہے۔ نفس کے مردہ ہونے اور قتل ہونے سے یہ مراد ہے کہ وہ شرک، کفر، تکبر اور بری عادات

دل اُوصفا گردد. نفس او مطلق بمیرد و مُردن نفس و قتل نفس را همین قرار داده اند که از شرک
وکفر و کبر و از خوی بد و بدخصلت بیرون آید. گوئی که نفس مُرده به نیک اعمال ترکیه گشت
و از لذت دنیا و از مجلس اہل دنیا تائب گشت. و انس با صفا قلب ارواح مقدس و لعبادت
و معرفت مولی مشغول شد و نفس مرتبۂ مطمئنہ یافت۔

حدیث

اَلدُّنْيَا قَوْسٌ وَحَوَادِثُهَا سِهَامٌ وَالْاِنْسَانُ فِيْهَا هَدَفٌ [51]

حدیث قدسی

كُنْ فِي الدُّنْيَا كَاَنَّكَ غَرِيْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ وَعُدَّ نَفْسَكَ
مِنْ اَصْحَابِ الْقُبُوْرِ [52]

مجموعۂ علم ظاہر و باطن و مجموعۂ علم فقر و معرفت الٰہی باطن در یک نکتہ آوردیم و آن
یک نکتہ در یک حرف یعنی ن نیک نیت و برآمدن از طمع و حرص و حسد ہر کہ این ہر سہ
رابگذارد، علم کامل و معرفت مشکل ہر دو بدست آرد۔

ذکر آن دوام است۔ ذاکران نیز بردوام است۔ این ہر سہ قطع کردن فقیران را
معرفت انتہا تمام است۔

مصنف رحمۃ اللہ علیہ میگوید کہ صاحب قلب ہفت فتح است۔ از ہر یک فتح
ہفتاد ہزار فیض و روشنی زاید۔ ہر آنکس داند کہ درین فیض و روشنی فیض گیرد۔ درین مقام
طالب مرید صاحب یقین از قرار ہرگز فرار نخورد و سلب نشود کہ تجلی ذاتی دیگر است و
تجلی اسمائی دیگر است و تجلی حروف دیگر است و تجلی ربانی دیگر است و تجلی بر چہار
نوع است کہ آنرا محض فیض و عطا گویند کہ آنچہ از حاضرات اسم اللہ ذات بہ بیند کہ آن
مطلق وحدانیت خدا است۔ آن را انوار قرب معرفت الٰہی گویند۔ و آنچہ تجلی از اسماء بیند

[51] الحدیث [52] بخاری شریف۔

کو ترک کر دے۔ گویا کہ مُردہ نفس کا تزکیہ نیک اعمال سے ہو جاتا ہے۔ پھر لذات دنیا اور اہل دنیا
کی مجلس سے تائب ہو جاتا ہے۔ اور انسان کا دل صاف ہو جاتا ہے۔ اس کی روح پاکیزہ ہو جاتی
ہے اور وہ عبادت اور معرفت الٰہی میں مشغول ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد اس کا نفس مرتبۂ
مطمئنہ پا لیتا ہے۔

حدیث

"دنیا کمان ہے اور اس کے حادثے تیر ہیں اور اس میں انسان نشانہ ہے۔"

حدیث قدسی

"تم دنیا میں اس طرح زندگی بسر کرو، گویا کہ تم پردیسی ہو، بلکہ رہرو اور اپنے آپ
کو اہل قبر خیال کرو۔"

ہم نے مجموعۂ علم ظاہر و باطن اور مجموعۂ علم فقر اور باطن معرفت الٰہی سب کو ایک نکتہ میں
بیان کر دیا ہے۔ اور ایک نکتہ صرف ایک حرف یعنی نیک نیت کے نون میں ہے۔ اور طمع، حرص
اور حسد کا چھوڑنا ہے۔ جو کوئی ان تینوں کو ترک کر دیتا ہے، تو کامل علم اور مشکل معرفت (الٰہی)
ہر دو کو حاصل کر لیتا ہے۔

وہ چیز جو ہمیشہ رہنے والی ہے، وہ ذکر ہے۔ اور ذاکر لوگ بھی ہمیشگی پانے والے ہیں۔ ان
تینوں (طمع، حرص اور حسد) کو قطع کرنے سے فقیروں کو معرفت کا انتہائی مرتبہ حاصل
ہو جاتا ہے۔

مصنف یعنی فقیر باہُو فرماتے ہیں کہ صاحب قلب کو سات فتح حاصل ہیں، ہر ایک فتح
سے ستر ہزار قسم کا درویشی فیض حاصل ہوتا ہے۔ یہ بات وہی شخص جانتا ہے، جو اس فیض اور
روشنی سے فیضیاب ہو۔ اس مقام پر جس قدر صاحب یقین طالب مرید ہوگا وہ قرار سے ہرگز
نہیں بھاگے گا۔ اور اس کا درجہ سلب نہیں ہوگا، کیونکہ ذاتی تجلی اور ہے، اور اسمائی اور حروف تجلی
اور ہے۔ اور تجلی ربانی اور ہے۔ تجلی چار قسم کی ہے، جسے محض فیض و عطا کہتے ہیں۔ طالب جو
کچھ اسم اللہ ذات کے حاضرات سے دیکھتا ہے، وہ مطلق وحدانیت خدا ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ
کے قرب اور معرفت الٰہی کا نور کہتے ہیں، جو کچھ تجلی اسماء سے دیکھتا ہے، اس قسم کی تجلی کو نہ تجلی

کہ این چنین تجلّی را نہ تجلّی ذات گویند و نہ صفات محقّق ذات وصفات وآنچہ تجلّی از آیاۃ قرآن شریف ونص وحدیث بہ بیند۔ این چنین تجلّی را جہاد نفس گویند وآنچہ تجلّی از حروف تہجی یعنی سی حروف درمیان بہ بیند۔ این چنین تجلّی حروف را قلب المکشوف گویند۔ ہریک تجلّی از مشق کردن بہ تصور وتفکر یقین بکشاید عینہ بعین بنماید۔ بپوشیدن چشم تجلّی دیگر است وتجلّی بکشادن دیگر است۔

از تمام عمر ریاضت بہتر است کہ چشم در تجلّی بردارد ومتوجہ غرق فنا فی اللہ آرد۔ بغیر از غرق دریافتن مطلب تمام بہر مراتب خام ناتمام است۔ مطلب کدام است۔ از خود بگذرد وحق باحق رسد کہ آن سرانجام است یعنی نوشیدن جام نور اللہ جمعیت۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

مرشدی کہ طالب اللہ را ہر یک مقام وآنچہ سوای مقام معرفت الٰہی از حاضرات سبق نمی دہد وازین مراتب معرفت نکشاید ومعلوم نہ نماید، مرشد ناقص لاف زن است۔

نظم

در تجلّی ذات سوزم سر بسر سرّ الٰہ — این تجلّی ذات رہبر باخدا
از ازل تا ابد بودم غرق نور — از ازل تا ابد باشم در حضور
از ازل تا ابد از خود شدم جدا — از ازل تا ابد بودم باخدا
باہُو ہردم بمولیٰ شد وصالش — کہ دنیا اہل دنیا شد وبالش
خاک را بانظر کردم سیم و زر — این مراتب چیست یعنی گاؤ خر
اربع عناصر شد اندر حکم من — مردگان را جان دہم بایک سخن
این مراتب چیست یعنی عبث دار — زود باید رفت زین ہیچ کار

ذات کہتے ہیں اور نہ تحقیقی لحاظ سے اُسے تجلّی ذات وصفات جو کچھ آیات قرآنی، نص اور حدیث کی تجلّی سے دیکھتا ہے، ایسی تجلّی کو جہاد نفس کہتے ہیں۔ اور جو تجلّی حروف تہجی یعنی اَ، ب، ت ...... ی (تیس حروف) سے دیکھتا ہے، ایسی تجلّی حروف کو قلب المکشوف کہتے ہیں تصوّر اور تفکر کی مشق کرنے سے ہر ایک تجلّی یقیناً ظاہر ہوتی ہے اور عین بعین دکھائی دیتی ہے۔ آنکھ بند کرنے پر اور تجلّی ہوتی ہے اور آنکھ کھولنے پر اور۔

ساری عمر کی ریاضت سے تجلّی کو دیکھنا اور فنا فی اللہ میں مستغرق ہونا بہتر ہے۔ مستغرق ہوئے بغیر مراتب کے لیے تمام مطالب کو پانا خام ناتمام ہے۔ اور وہ کونسا مطلب ہے؟ کہ اپنے آپ سے گزر جائے اور حق رسیدہ ہو جائے کہ وہی سرانجام ہے یعنی نور الٰہی کی جمعیت کا جام نوش کرنا۔ اللہ بس باقی ہوس۔

جو مرشد کہ طالب اللہ کو حاضرات میں سے مقام معرفتِ الٰہی کے سوا ہر ایک مقام کا سبق نہیں دیتا ہے۔ اور معرفت کے مراتب اس پر نہیں کھولتا ہے اور معلوم نہیں کراتا ہے، اور نہ دکھاتا ہے، وہ ناقص اور لاف زن ہے۔

نظم

میں تجلّی اللہ ذات میں سر بسر جلتا ہوں۔ اس سے اسرار الٰہی حاصل ہوتے ہیں۔ یہ تجلّی ذات اللہ کے ساتھ واصل ہونے کے لیے رہبر کا کام دیتی ہے۔

میں ازل سے ابد تک نور میں غرق تھا۔ اور ازل سے ابد تک حضوری میں رہوں گا۔

ازل سے ابد تک میں اپنے آپ سے جدا رہا۔ ازل سے ابد تک میں خدا کے ساتھ رہا۔

باہُو کو ہر دم مولیٰ کا وصال حاصل ہے۔ دنیا دار کے لیے دنیا وبال جان ہے۔

میں نے مٹی کو نظر سے سونا اور چاندی بنا دیا۔ (مگر) ان مراتب کی کیا وقعت ہے؟ یہ تو گائے اور گدھے بھی کر سکتے ہیں۔

اربع عناصر بھی میرے حکم کے تحت ہیں۔ میں مُردوں کو ایک بات میں زندہ کر دیتا ہوں۔

یہ مراتب کیا ہیں؟ یعنی محض فضول ہیں۔ اس ہیچ کام سے جلدی فرار اختیار کرنا چاہیئے۔

کردہ ام تحقیق این ہمہ ہیچ ہیچ — کشف کراماتش ہمہ در ہیچ ہیچ
جز بمولی نیست در دل جای من — ہر چہ بینی غیر مولی راہزن
باہُوؒ ذکر فکرش پاک کردہ تن مرا — در تنم غیرش نماندہ چون چرا
باہُوؒ ز شہ رگ نزدیک اللہ ہم جلیس — ہر کہ اسم اللہ نداند آن خبیث
بشنوای دوست طالب دردمند — کی تواند کرد نفس را بہ بند
نفس مرشد پیر نفس راہنما — نفس شیطان است فرعونی خدا
گر کنم ہم شرح نفس را تمام — کی تواند یافت مردم خاص و عام
باہُوؒ گر تراشد نفس باہم یار غار — تاہم نباید کرد بر نفس اعتبار

❖

بدانکہ در شب و روز بیست و چہار ساعت است و آدمی را در شب و روز بیست و چہار ہزار دم است۔ بہر دم باخبر باش کہ چہاردہ تجلی چہاردہ الہام و چہاردہ علم۔ بعضی رحمانی، بعضی شیطانی و بعضی نفسانی و بعضی از حوادثات دنیا پریشانی و بعضی جنونیت، بعضی از مؤکلان فرشتہ و بعضی از وجود قلبی و روحی و سری، اگر توفیق الٰہی باشد۔ و رفیق مرشد آگاہی بخشد۔ ہر یک مقام را تحقیق کند بسلامت ماند و الّا نہ سلب شود۔ درین مقام ہزاران ہزار راہ گم کردہ در رجعت خوردہ، بخلاف شریعت مُردہ اند۔

حدیث

خُذْ مَا صَفَا وَدَعْ مَا كَدِرَ[1]

یعنی آنچہ نیک باشد، بردارید و آنچہ بد باشد، بگذارید۔

[1] الحدیث

میں نے اچھی طرح تحقیق کر لی ہے۔ یہ سب کچھ ہیچ ہے۔ کشف و کرامات سراسر ہیچ ہیں۔

سوائے مولیٰ کے میرے دل میں کسی کی جگہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا تو جو کچھ بھی دیکھے گا، وہ تیرا راہزن ہے۔

اے باہُوؒ! اس کے ذکر فکر نے میرے وجود کو پاک کر دیا ہے۔ اب میرے بدن میں چون و چرا کچھ بھی نہیں رہا۔

اے باہُوؒ! اللہ تعالیٰ شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک اور ہمنشین ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کا اسم نہیں جانتا، وُہ خبیث ہے۔

اے دردمند طالب دوست سن! نفس کو کس طرح قابو میں لا سکتے ہیں؟

نفس ہی مرشد ہے، نفس ہی پیر ہے اور نفس ہی راہنما ہے۔ نفس ہی شیطان ہے۔ نفس ہی خدائی دعوی کرتا ہے۔

اگر میں نفس کی پوری طرح شرح کروں، تو خاص و عام لوگ اسے کس طرح معلوم کر سکیں گے۔

اے باہُوؒ! اگر نفس تیرا یار غار بھی ہو گیا، تو بھی نفس پر اعتبار نہ کرنا چاہیئے۔

اے طالب صادق! جان لے کہ دن رات میں چوبیس گھنٹے ہوتے ہیں۔ اور انسان کو دن رات میں چوبیس ہزار سانس لینا ہوتے ہیں۔ تو ہر سانس کی خبر رکھ! چودہ تجلیاں ہیں، چودہ الہام ہیں اور چودہ علم ہیں۔ بعض رحمانی، بعض شیطانی، بعض نفسانی اور بعض حوادث دنیاوی پریشانی، بعض جنونیت کا علم، اور بعض مؤکل فرشتوں کا علم اور بعض وجود سے قلبی، روحی اور سری کا علم، اگر توفیق الٰہی شامل حال ہو اور ساتھی مرشد آگاہی دے، تو وہ ہر ایک مقام کی تحقیق کرتا ہے اور سلامت رہتا ہے۔ ورنہ تو اس کا سارا حال سلب ہو جاتا ہے۔ اس مقام میں لاکھوں گمراہ ہو گئے اور رجعت کھا کر اور شریعت سے منحرف ہو کر مر گئے ہیں۔

حدیث

"جو صاف ہے، اسے لے لے اور جو میلا ہے، وہ چھوڑ دے۔"

یعنی جو اچھا ہے اسے اٹھا لو، اور جو برا ہے، اسے چھوڑ دو۔

ای عزیز! چون اللہ تعالیٰ خواست کہ کُن فَیَکُوْن را عیان کنم، کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لِاُعْرَفَ[1] از دست چپ از قہر و جلالیت نظر کرد۔ ازان نار شیطان پیدا شد۔ از دست راست از کرم و لطف و جمیعت در حرمت و شفقت و التفات نظر کرد، نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا شد روشن تر از آفتاب تر۔ بعد ازان اللہ تعالیٰ کُن فرمودہ، ارواح کل و جز مخلوقات و موجودات مراتب بامراتب و جماعت با جماعت و صف با صف برجا بجا خود با ادب استادہ شدند متوجہ بحق امر اللہ تعالیٰ۔ بعد ازان اللہ تعالیٰ فرمودہ: اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ۔ جملگی ارواح ہا گفتند: بلیٰ آنچہ کہتر و مہتر۔ بعضی ہمون دم ارواح از گفتن بلیٰ پشیمان شدند، چنانچہ ارواح کافران و مشرکان و منافقان و کاذبان و بعضی بگفتن بلیٰ خوشوقت و مسرور گشتند از آواز اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ بعد ازان اللہ تعالیٰ فرمود کہ ای ارواحہا بخواہید آنچہ میخواہید تا بر شما عطا کنم۔ جملگی ارواح ہا گفتند کہ خداوندا! ترا از تو میخواہیم۔ بعد ازان اللہ تعالیٰ از دست چپ ارواح دنیا و زینت دنیا و زیب دنیا و آرائش دنیا، تماشۂ دنیا پیش ارواح کشیدند۔ اولاً شیطان از میان بتوفیق نفس امارہ داخل دنیا شد۔ چون در دنیا رسید، شیطان باآواز بلند بیست و چہار بانگ خواند، نہ حصہ ارواح بشنیدن بانگ بلند خوش آواز شیطان در آمدند۔ بعضی ارواح در سلک شیطان در آمدند۔

بیست و چہار بانگ شیطان اینست، کہ اول بانگ خوش آواز شیطان سرود است۔ دوم بانگ حسن پرستی و سیوم بانگ ہوا پرستی۔ چہارم بانگ شرب۔ پنجم بانگ بدعت۔ ششم بانگ تارک الصلوٰۃ۔ ہفتم بانگ آنچہ تعلق باسرود دارد و اسباب مطربانہ، چنانچہ طنبور و رباب و قانون و سرنا و دف و دہل و آنچہ ازین ناشائستہ۔ ہشتم بانگ تارک الجماعت۔ نہم بانگ غفلت۔ دہم بانگ عجب۔ یازدہم بانگ ریا۔ دوازدہم بانگ حرص۔ سیزدہم

[1] موضوعات کبیر، ملا علی قاری، ص ۵۴، (حدیث قدسی) (منارات السائرین تالیف نجم الدین ابوبکر)

اے عزیز! جب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ وہ کُنْ (ہو جا)، فَیَکُوْن (پس ہو گیا)، کو عیاں کرے یعنی وہ جہان کو پیدا کرے: "میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا، میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں، اس لیے مخلوق کو پیدا کیا۔" اس نے بائیں طرف قہر اور جلالیت کی نگاہ کی۔ اس سے شیطان کی آگ پیدا ہوئی۔ دائیں طرف لطف و کرم جمیعت، مرحمت، شفقت اور التفات سے دیکھا، تو نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوا۔ جو آفتاب کی روشنی سے بھی زیادہ روشن تھا۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے کُنْ (ہو جا) فرمایا، تو تمام روحیں، مخلوقات اور موجودات درجہ بدرجہ، گروہ در گروہ جا بجا صفیں باندھ کر باادب کھڑی ہو گئیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے حق کی طرف متوجہ ہو گئیں۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں؟" تمام چھوٹی بڑی روحوں نے کہا: "ہاں"۔ بعض روحیں یہ کہہ کر فوراً پشیمان ہو گئیں، مثلاً کافروں، مشرکوں، منافقوں اور جھوٹوں کی روحیں، بعض "کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں"، کی آواز سے نہایت مسرور اور خوش ہوئیں۔ بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہ اے روحو! مانگو کیا مانگتی ہو، تاکہ میں عنایت کروں۔ تمام روحوں نے کہا: کہ اے میرے آقا! ہم تجھ سے تجھی کو مانگتے ہیں۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے بائیں طرف والی روحوں کے سامنے دنیا، زینت دنیا، زیب دنیا، آرائش دنیا اور تماشۂ دنیا، پیش کیے۔ پہلے شیطان درمیان سے نفس امارہ کی توفیق سے دنیا میں داخل ہوا، جب دنیا میں پہنچا، تو شیطان نے بلند آواز سے چوبیس مرتبہ بانگ دی، تو یہ بلند خوش آواز سن کر نو حصے روحیں شیطان کے پاس آ گئیں۔ اور بعض روحیں شیطان کی مرید ہو گئیں۔

شیطان کی چوبیس بانگیں یہ ہیں:۔

۱۔ سرود کی خوش آوازی کی بانگ۔ ۲۔ حسن پرستی کی بانگ
۳۔ حرص پرستی کی بانگ ۴۔ شراب کی بانگ
۵۔ بدعت کی بانگ ۶۔ ترک نماز کی بانگ
۷۔ سرود سے متعلقہ سامان اور گاتے بجانے کے اسباب مثلاً طنبور، رباب، قانون، سرنائی، دف، ڈھول اور اس کے متعلقہ ناشائستہ سامان کی بانگ۔
۸۔ بانگ ترک جماعت ۹۔ بانگ غفلت
۱۰۔ بانگ خود پسندی ۱۱۔ بانگ ریا
۱۲۔ بانگ حرص ۱۳۔ بانگ حسد

بانگ حسد ۔ چہار دہم بانگ کبر ۔ پانزدہم بانگ نفاق ۔ شانزدہم بانگ غیبت ۔ ہفدہم بانگ شرک ۔ ہژدہم بانگ کفر ۔ نوزدہم بانگ جہل ۔ بیستم بانگ کذب ۔ بیست ویکم بانگ ظن بد ۔ بیست و دوم بانگ افعال بد ۔ بیست وسیوم بانگ خشم شیطانی ۔ بیست وچہارم بانگ طمع ۔

ہر کہ بدین صفت موصوف روح او از آن قوم باشد کہ باستماع بانگ شیطانی؛

اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ ۝[1]

قولہٗ تعالیٰ :۔

اَلشَّیْطَانُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَیَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۝[2]

وآنچہ متعلق شیطان ومتابعت شیطان بمراتب دنیا رسیدہ ولپسندیدۂ دنیا گردیدہ و در دنیا غرق شد ۔ ازان جملہ نہ حصہ ارواح دہم حصہ پیش اللہ تعالیٰ استادہ بودند ۔ حق سبحانہٗ تعالیٰ از لطف وکرم ولطف فرمودہ کہ ای ارواح! بخواہید آنچہ از من بخواہید تا بر شما عطا کنم ۔ نہ حصہ ارواح گفتند: خداوندا! از تو ترا میخواہیم ۔ اللہ تعالیٰ از دست راست خود بہشت وحور وقصور ولذت نعیم بہشت با تمام زینت وزیب بہشت پیش ارواح کشیدند ۔ نہ حصہ ارواح جانب بہشت در آمدند ۔ اوّل ارواح کہ بہشت آمدند متقی وبانگ خوش آواز تقویٰ زدند ۔ جملگی متقی بہ استماع بانگ تقویٰ مدخل بہشت شدند وبر شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غالب آمد ۔ چنانچہ عالم، فاضل، عامل، متقی وپرہیزگار دباقی یک حصہ ارواح کہ روبروی استادہ، بر گوش ایشان نہ بانگ عقبیٰ رسیدہ نہ بانگ دنیا، مشتاق غرق فنا فی اللہ نور بقا باللہ بودند ۔ حضور متابعت بہ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضور شدند ۔ فقیر عارف باللہ بودند کہ درباب ایشان

---

[1] خطبات احمد جان

[2] سورہ البقرہ ۲ : ۲۶۸

۱۴۔ بانگ تکبر ۱۵۔ بانگ نفاق

۱۶۔ بانگ غیبت ۱۷۔ بانگ شرک

۱۸۔ بانگ کفر ۱۹۔ بانگ جہالت

۲۰۔ بانگ کذب (جھوٹ) ۲۱۔ بانگ بدظنی

۲۲۔ بانگ افعال بد ۲۳۔ بانگ شیطانی غصہ

۲۴۔ بانگ طمع

جس شخص میں (یہ مذکورہ بالا) صفات پائی جائیں، اس کی روح انہی لوگوں میں شامل ہے، جو شیطانی بانگ سُننے پر مائل ہوئے تھے۔

حدیث

"اللہ تعالیٰ اپنی شان میں ویسا ہی ہے، جیسا پہلے تھا۔"

ارشاد خداوندی ہے :۔

"شیطان تم کو تنگدستی ومفلسی سے ڈراتا ہے اور تمہیں برائیوں کا حکم دیتا ہے۔"

جن لوگوں نے شیطان کی متابعت وپیروی کی اور دنیا کے مراتب حاصل کیے اور دنیا کے پسندیدہ لوگ کہلائے۔ اور دنیا میں مستغرق ہوئے، وہ تمام نو حصے تھے۔ باقی دسواں حصہ جو اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا تھا، انہیں حق سبحانہٗ تعالیٰ نے اپنے لطف وکرم سے فرمایا: کہ اے ارواح! مجھ سے مانگو کیا مانگتے ہو تاکہ میں تمہیں عطا کروں۔ ان ارواح میں سے نو حصوں نے کہا: اے پروردگار! ہم تجھ سے تجھی کو مانگتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی دائیں طرف بہشت اور حور وقصور اور بہشتی نعمتیں نہایت عمدگی سے سجا کر ان ارواح کے سامنے پیش کیں۔ ان میں سے نو حصہ روحیں بہشت کی طرف چلی گئیں۔ سب سے اوّل متقی لوگوں کی روحیں بہشت میں داخل ہوئیں۔ انہوں نے پرہیزگاری کی خوش الحان بانگ دی۔ اس اذانِ تقویٰ کو سن کر تمام متقی بہشت میں گئے، اور شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پوری طرح عمل پیرا ہو گئے۔ مثلاً عالم، فاضل، عامل، متقی وپرہیزگار، سب بہشت کی طرف گئے۔ اور باقی ماندہ ایک حصہ ارواح جو روبرو کھڑا رہ گیا، وہ لوگ تھے، جن کے کانوں پر نہ عقبیٰ کی آواز پہنچی اور نہ ہی دنیا کی آواز (یعنی جنہوں نے نہ دنیا کا خیال کیا اور نہ ہی آخرت کا) وہ فنا فی اللہ بقا باللہ کے نور میں

پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود:۔
"اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ"[۱]

اَلدُّنْیَا حَرَامٌ عَلٰی اَهْلِ الْعُقْبٰی وَالْعُقْبٰی حَرَامٌ عَلٰی اَهْلِ الدُّنْیَا
وَالدُّنْیَا وَالْعُقْبٰی حَرَامٌ عَلٰی طَالِبِ الْمَوْلٰی[۲]
مَنْ لَهُ الْمَوْلٰی فَلَهُ الْكُلُّ[۳]

نقل است روزی مریدی از مرشد سوال کرد که خلاصہ بقدرت خویش چنانچہ ہست باقی اثر است۔ واللہ شیٔ بد و راہ نیست و موجودات عالم منشا از آب و گل است کہ سوای خلاصہ جنبش ندارد۔ پس پیدائش جہان و جہانیان از کدام چیز توان دانست۔ مرشد جواب داد چیزیکہ با ابتداء و انتہاء منسوب نیست، فی الحقیقت وجود ندارد بہ او اعتبار نتوان نمود۔ اگر گوئیکہ جنبش و حرکت عالم نمودار است آن چیست؟ بدانکہ عالم صورت موہوم است کہ در عین عدم با وجود بنماید مثل آنکہ در آئینہ صورت توان دید و در حقیقت ہیچ نیست۔ در آن معنی بائست وجود عالم از بیدانشی آدم است۔ چنانچہ صفتی از طلسمات میسازند و ہیچ کس نام بزبان نمی آرد۔ آنچنان خلاصہ باختلاط و امتزاج وجود گم گردیدہ کہ مردم را اصلاً بر خلاصہ نماندہ و سوای وجود ظاہری نمی بیند۔ لاجرم درین جا امید حیات و ممات رامی باید و صورت عالم وجود میگردد۔ ولیکن در باطن کہ ظہور خلاصہ ظاہر می شود نی وجود ماند نہ حواس و نہ عالم ماند و نہ آدم مثل آنکہ آتش از چوب برخیزد و ہمان چوب را خاکستر سازد۔

تَمَّتْ بِالْخَیْرِ

وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ وَنُوْرِ عَرْشِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ
بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۔ آمین۔

[۱] سفینۃ البحار، ج ۲، ص ۳۷۸ طبع نجف۔
[۲] جامع صغیر، ج ۲، ص ۱۶ [۳] الحدیث

غرق ہمہ تن مشتاق کھڑے رہے۔ اور متابعت کرتے ہوئے مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضوری ہوئے۔ یہی لوگ فقیر عارف باللہ تھے، جن کے متعلق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔" اہل عقبیٰ پر دنیا حرام ہے۔ اور عقبیٰ دنیا داروں پر حرام ہے اور دنیا اور عقبیٰ دونوں طالب مولا پر حرام ہیں۔" جس کا خدا اس کا سب کوئی ہے۔" منقول ہے کہ ایک دن کسی مرید نے اپنے مرشد سے پوچھا کہ خلاصہ اپنی قدرت جیسا کہ ہے۔ اس کا اثر باقی ہے۔ کسی چیز کو اس کی طرف راہ نہیں اور موجودات عالم منشا مٹی اور پانی سے بنی ہے، جو سوائے خلاصہ کے جنبش نہیں کر سکتیں، تو پھر جہان اور اہل جہان کی پیدائش کس چیز سے جانی جا سکتی ہے۔ مرشد نے جواب دیا کہ جس چیز کی ابتداء اور انتہا نہیں، فی الحقیقت اس کا کوئی وجود نہیں۔ اس پر اعتبار نہیں کر سکتے۔ اگر کوئی یہ سوال کرے کہ جہان کی جنبش اور حرکت دکھائی دیتی ہے۔ یہ کیا ہے؟ تو جان لے اس کا جواب یہ ہے کہ جہان ایک وہمی صورت ہے۔ جو عین عدم میں وجود کے ساتھ دکھائی دیتی ہے۔ اس کی مثال اس طرح ہے کہ آئینہ میں صورت دکھائی دیتی ہے، لیکن حقیقت میں کچھ بھی نہیں۔ سو اسی طرح اس جہان کا وجود انسان کی لاعلمی کے سبب سے ہے۔ جیسا کہ طلسمات سے کوئی چیز بنائی جاتی ہے، لیکن کوئی آدمی اس کا نام زبان پر نہیں لاتا۔ اسی طرح وجود کی آمیزش اور ملاوٹ میں خلاصہ گم ہو گیا ہے۔ کہ لوگوں کو قطعاً خلاصہ کی خبر تک نہیں رہی، سوائے ظاہری وجود کے انہیں کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ آخر کار یہاں پر زندگی اور موت کی امید ہونی چاہیے اور جہان کے وجود کی صورت ہو جاتی ہے، لیکن حقیقت میں یہ خلاصہ کا ظہور ظاہر ہوتا ہے۔ جب خلاصہ خود ظاہر ہو، تو نہ وجود رہتا ہے، نہ حواس اور نہ جہان، اور نہ آدم رہتا ہے۔ مثلاً آگ لکڑی سے جل اٹھتی ہے۔ اور اسی لکڑی کو جلا کر خاکستر کر دیتی ہے۔

تَمَّتْ بِالْخَیْرِ

وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ وَنُوْرِ عَرْشِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ
وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ ۔ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۔
آمِیْن

فہرست مضامین اُردو ترجمہ کلید جنت

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

دیباچہ

"تیغ برہنہ"، "کلید التوحید خورد"، "گنج الاسرار"، "فضل اللقا"، "مجالسۃ النبیؐ"، "کشف الاسرار"، "اورنگ شاہی"، "روحی شریف" اور "عین الفقر" کے بعد "کلید جنّت" سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ کی یہ دسویں نثری قلمی تصنیف ہے، جو "حضرت سلطان باہوؒ اکیڈمی" اور "المختار قرآن اکیڈمی" کے باہمی اشتراک سے تدوین و اردو ترجمہ و تشریح کے ساتھ شائع کی جا رہی ہے۔

"کلید جنّت" کے قلمی نسخہ کو تدوین کرتے وقت کاتب بہادر شاہ کے قلمی مسوّدہ کو جو جمادی الثانی ۱۳۵۰ ہجری میں پایۂ تکمیل کو پہنچا، متن قرار دیا گیا ہے۔

اس نسخہ کے علاوہ "کلید جنّت" کے دیگر دو قلمی نسخوں جن کی محمد تاج اور ڈاکٹر محمد صادق نے سوم شوال ۱۴۰۴ ہجری اور ۲۲ جمادی الثانی ۱۴۰۶ ہجری میں بالترتیب کتابت کی ہے، کو بھی پیش رکھا گیا ہے۔

"حضرت سلطان باہوؒ اکیڈمی" سلطان العارفینؒ کی ہزاروں کتابیں فی سبیل اللہ مفت تقسیم کر چکی ہے اور جس نے معاشرتی اصلاح میں بے مثال کام کیا ہے۔ اکیڈمی کی مطبوعات پاکستان اور دیگر ممالک میں دستی اور ڈاک کے ذریعہ مسلسل اور لگاتار اپنے قارئین کرام اور عقیدتمندوں تک پہنچ رہی ہیں۔

عوام الناس سے بالعموم اور حضرت سلطان باہوؒ کے عقیدت مندوں سے بالخصوص میری یہ پُرخلوص درخواست ہے کہ وہ اس کارِ خیر میں اکیڈمی کی اشاعتی ٹیم میں شریک ہو جائیں اور اس میں عملی تعاون کریں۔

بڑی ناسپاسگذاری ہوگی اگر میں ان بزرگوں اور دوستوں کا ذکر نہ کروں، جنہوں نے دورانِ کار میں طرح طرح سے میری معاونت کی ہے۔ میں اپنے مخلص اور مخیّر دوست جناب احمد ندیم جو سلطان العارفینؒ کے انتہائی عقیدت مند اور شیدائی ہیں، کا تہِ دل سے سپاسگذار ہوں، جنہوں نے اس کتاب کی طباعت میں زرِ تعاون کیا۔

بندہ جناب صاحبزادہ سلطان حمید صاحب، صدر "حضرت سلطان باہوؒ اکیڈمی" کا بھی شکر گذار ہے، جن کی حوصلہ افزائی میرے لیے پیہم باعث تقویت ہے۔

میں اچھرہ، لاہور کے حضرت صوفی ریاض احمد صاحب کا بھی احسان مند ہوں، جو ہمیشہ "کلید جنّت" کی تعریف میں رطب اللسان رہتے ہیں۔ دراصل صوفی صاحب کے ایماء پر ہی "کلید جنّت" کا ترجمہ اپنی باری کے بغیر شروع کیا گیا۔

میں اسلام آباد کے جناب حضرت فقیر میر محمّد صاحب کا بھی رہینِ منّت ہوں جنہوں نے "کلید جنّت" کے مختلف قلمی مخطوطات کی فوٹوسٹیٹ کاپیاں مجھے ارسال فرمائیں، جس میں کاتب عبداللہ شاہ کے قلمی نسخہ کی فوٹوسٹیٹ کاپی بھی شامل ہے، بلکہ میں تو یہاں تک کہوں گا کہ سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ کے مختلف قلمی نسخوں کی فوٹوسٹیٹ کاپیاں جو سرِدست میرے پاس موجود ہیں، وہ بیشتر جناب حضرت میر صاحب کی مہیا کردہ ہیں۔

"کلید جنّت" کے اس اردو ترجمہ اور تشریح پر جناب صاحبزادہ حضرت فقیر عبدالحمید، سجّادہ نشین نوریہ، کلاچی نے نظرِ ثانی فرمائی اور مناسب ترامیم تجویز کرتے ہوئے مفید مشورے عنایت فرمائے ہیں۔ صاحبزادہ صاحب کا انتہائی ممنون ہوں۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے میری یہ دُعا ہے کہ وہ میری اس ادنیٰ کاوش کو اپنی بارگاہ عالی میں قبول فرمائے اور اسی کے طفیل میری عاقبت کو سنوار دے۔ "آمین"

مورخہ یکم جنوری ۱۹۹۶ء

احقر
کے۔ بی۔ نسیم